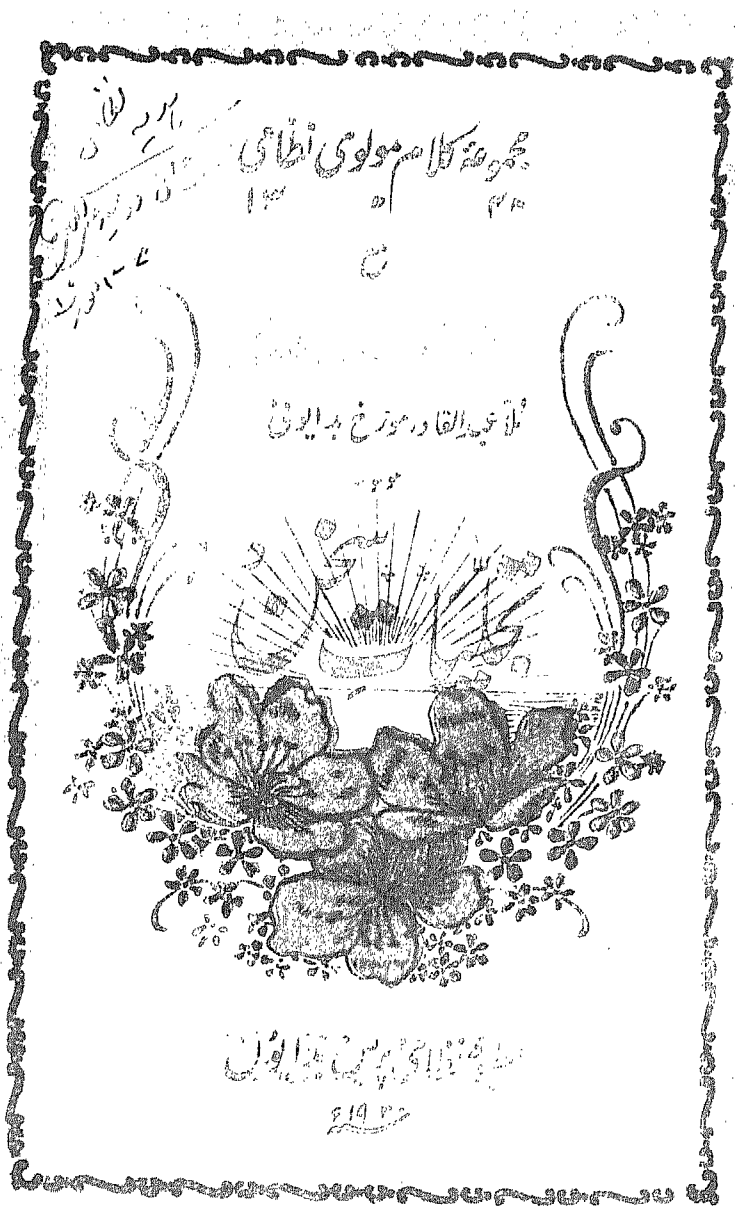


W



برای

مجموعه کلام مولوی نظامی

۱۳۰۱

۱۳۰۱

۱۳۰۱

ج

نور عبد القادر مودت بخاراوی

مجموعه کلام مولوی نظامی

۱۳۰۱



انتساب

اُردو ادب کی ترقی کے ساتھ خاص بچپی

اور نظامی صاحب مصنف کتاب ہذا کے ساتھ

ان کے مخلصانہ تعلقات کی بنا پر اُردو نظم کے اس پیش بہا مجموعہ کو

بصد ادب

سیدراس مسعود الخاطب فیاض مسعود جنگ بہادر بالقاء

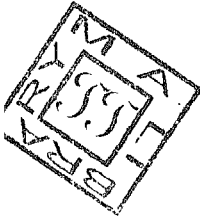
کے نام نامی پر معنون کرتا ہوں

مگر قبول افتد زہے عز و شرف

خالق سائر

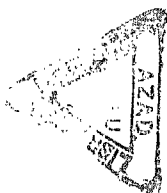
مولف

فروری ۱۹۷۷ء



YOU HAVE

174.4



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U34606

CHC 2002

فہرست مضامین تجلیات سخن

صفحہ	(مضمون) خاص عنوان یا نظم کا مصرعہ اول	نمبر نظم
	انتساب	
۱	تہذیب از مولانا ہبہ احمد صاحب فرشتوری بدایونی	
۱۵ تا ۶	دیباچہ از مولانا قمر الدین احمد صاحب قمری۔ اسے بی۔ ٹی۔ فرشتوری بدایونی۔	
۲۰ تا ۱۶	مقدمہ از مولانا محمد قراچن صاحب قمر جمیدی۔ ارشدی بدایونی	
۵۰-۲۱	بدایوں کے مرحوم شعرا کی فہرست بطور تذکرہ	
۵۱	(ضمیمہ) ملا عبدالقادر مودودی بدایونی کے مخصوص حالات	
۵۳	ملا مرحوم کا رخصتی سلام (بہ تحاطب اہل وطن)	
۵۹	رخصتی سلام کے مخصوص حلوں کی تردید (کتب تواریخ سے)	
۶۲	تمتہ فہرست مرحوم شعرائے بدایوں	
	نظامی صاحب بارگاہ ایزدی ہیں	
۶۳	۶ دینا اسے کہتا ہی دلانا کوئی	۱
	نظامی صاحب بارگاہ نبوی ہیں	
۶۳	۶ جسے ہم دیکھتے ہیں آج محوش دمانی ہی	۲
۶۵	۶ ماہ میلاد آگیا پھر رونما ہی بارہویں	۳

صفحہ	(مضمون) خاص عنوان یا نظم کا مصرعہ اول	نمبر نظم
۶۶	۶ ای مقام عید مولد منزل رفعت نشاں	۴
۶۸	۶ ہم ہیں اور رات دن کی ہو آفت	۵
۷۰	۶ یہ بنی خانہ میں کیا سماں ہو آج	۶
۷۳	۶ دلوں میں ہو اک جوش لب پر ہیں نالے	۷
۷۵	۶ گھٹا گھنگور تھی اُٹے ہوئے تھے جہل کے بادل	۸
۷۷	۶ نظامی خیر تو ہو گھرتے کیوں نکلے ہو تم باہر	۹
۷۸	۶ کیا ہوئی وہ شان و شوکت کیا ہوا بخت جواں	۱۰
۸۰	۶ یہ دہریں ہو تقاضائے گردش ایام	۱۱
۸۲	۶ پایا کبھی نہ منزل مقصود کا نشاں	۱۲
۸۳	۶ وہی محفل ہو وہی ہم ہیں وہی منزل ہو	۱۳
۸۵	۶ آیا ہو مہ مولد ہو جوشِ سخندان	۱۴
۸۶	۶ کیا ہوا وہ یاسمن افشاں گریبان بہار	۱۵
۸۸	۶ فضل ہو یہ بہار کی بلبل و گل ہیں جوش میں	۱۶
۸۹	۶ سبب کیا ہو بنی خانے میں کیوں ہو محفل آملانی	۱۷
۹۱	۶ ادھر ادھر ہیں جلوہ گریب کی ضو فٹانیاں	۱۸
۹۲	۶ نظامی صاحب ماتِ مظم ایڈورڈ ٹمفٹ کے حسنِ لکڑہ میں	۱۹
	۶ لومبارک دوستو پھر موسمِ گل آگیا	
	۶ نظامی صاحب شہزادہ ولیعہد بہادر پرنس آف ولز کے حضور	

صفحہ	(مضمون) خاص عنوان یا نظم کا مصنفہ اول	نمبر نظم
۹۳	۶ شہنشاہ زادہ ہی عالی گہر	۲۰
۹۴	۶ شہزادہ ذی عصلہ ذی رتبہ و ذی شان	۲۱
	نظامی صاحب ملکات اصفیہ میں	
۹۵	۶ ای صفی کی بیویں صدمہ خاں صدمہ آفریں	۲۲
۹۹	۶ نیا خطاب طاسال نوبارک ہو	۲۳
۱۰۰	۶ کرشمہ ساز ہوا ہی رخ بہار کدھر	۲۴
۱۰۳	۶ سرزمین لکھنؤ تو ہی اودھ کی عز و شان	۲۵
۱۰۵	۶ پڑ رہی ہی جو سال حال گرہ	۲۶
۱۰۵	۶ موسم گل میں بہار آگیاں ہی دامن دکن	۲۷
۱۰۸	۶ اک نظر ہاں اس طرف بھی آنکھ اٹھا کر دیکھنا	۲۸
۱۰۸	۶ کیا ہوا وہ موسم گل اور سامان بہار	۲۹
۱۱۱	۶ لبتا لبتا آج پھر ہی نخل مقصد بارور	۳۰
۱۱۲	۶ منبع فیض و کرم ہی یار گاہ خسروی	۳۱
۱۱۲	۶ لائی ہی باد صبا خوش خبری بلد سے	۳۲
۱۱۳	۶ یوم سعید سا گدہ پھر ہو نصیب	۳۳
۱۱۳	۶ جہاں راجہ کشن پر شاہ صاحب	۳۴
	نظامی صاحب دارالاقبال لاہور میں	
۱۱۵	۶ جہاں ای سرزمین خوشنما	۳۵

صفحہ	(مضمون) خاص عنوان یا نظم کا مصرعہ اول	نمبر نظم
	نظامی صاحب دربارِ رام پور میں	
۱۱۶	۶ ساز آہنگِ طرب ہی یا نواسے زندگی	۳۶
۱۱۶	۶ روکشِ جنت ہی نقشہ مصطفیٰ آباد کا	۳۷
۱۱۷	۶ اللہ اللہ آج ہی کیسی مسرتِ جوش پر	۳۸
	نظامی صاحب قومی دارالعلوم علیگڑھ میں	
۱۱۸	۶ دُفِردوزِ قنات سے شاد ہی کالج	۳۹
	نظامی صاحب خدمتِ قومی دارالعلوم میں	
۱۱۹	۶ آج شیخو پور پر خم خانہ فرحتِ فزا	۴۰
	نظامی صاحب فنائے اخلاقیات میں	
۱۲۰	۶ ہو کوئی دُنیا میں خوش بھی یا خوشیِ معدوم ہو	۴۱
	نظامی صاحب قومی ٹیپٹ فارم پر	
۱۲۱	۶ عید کی شام ہو یا موسمِ گل کا ہو شباب	۴۲
۱۲۲	۶ جو مروجِ شاعری ہو اس سے کچھ حاصل نہیں	۴۳
۱۲۳	۶ عید کے روز ہو خوشِ مسلم ناکام کہاں	۴۴
	ہزارِ نکاحِ خیر مقدم بچوں کی زبان سے	
۱۲۴	۶ ابر کرم گھر آیا سر پر	۴۵
	غزلِ مشاعرہ کوئلِ خمیرِ کلبِ مینی تال	
۱۲۵	۶ یہ ہم سے آرزو ہو ہند کے پارینہ دفتر کی	۴۶

صفحہ	(مضمون) خاص عنوان یا نظم کا مصرعہ اول	نمبر نظم
۱۲۶	نظامی صاحب بدایوں کے تاریخی سپیٹ فارم پر ۶ ای بدایوں ہو تیکوں کو تو زیارت گاہ عالم	۴۷
۱۲۸	نظامی صاحب جلسہ وکٹوریہ پارک بدایوں میں ۶ کل جو ہنگام سحر میں جواب راحت سے اٹھا	۴۸
۱۳۰	نظامی صاحب جلسہ بسم اللہ خوانی سید انور مسعودی میں ۶ بنائے ملت بیضا ہو رسم بسم اللہ	۴۹
۱۳۱	نظامی صاحب اپنے فرزند رشید مسٹر احیاء کی واپسی لندن جشن مسرت میں	۵۰
۱۳۲	۶ بنا ہو غم کدہ عشرت کدہ سرور کدہ نظامی صاحب دیناے شاعری کے یہاں یہ ایٹج پر	۵۱
۱۳۲	۶ بنی ہو جان پر کیا چارہ گر بھی دیکھتے جاتے	۵۲
۱۳۳	۶ مٹ جائیں لاکھ نقش عروج و زوال کے	۵۳
۱۳۳	۶ موافق جب نہ ہو قیمت مخالف آسماں کیوں ہو نظامی صاحب منبع الطب کل لکھنؤ کے بارہویں اجلاس	۵۴
	منعقدہ ۲۷ شعبان ۱۳۳۷ھ ۲۶ نومبر ۱۹۱۹ء میں	
	۶ حافظ تو بنا تو اے جہانی کا	۵۵
	۶ منبع طب ہی بارگاہ عجیب تین مختلف نظمیں جو ویساچہ لکھے جانے کے بعد دستیاب ہوئیں	

تذنیات میر

(۹)

صفحہ	(مضمون) خاص عنوان یا نظم کا مصرعہ اداں	نمبر نظم
۱۳۴	۶ محترم مولوی رفیع الدین	۵۶
۱۳۵	۶ دیکھ کر روضہ شہ حضرت بسل آئے	۵۷

قبل ملاحظہ

براہ کرم پہلے کتابت کی غلطیاں درست فرما لیجئے۔ اگر دو رسم خط میں نفاط کو جوڑ دیتے ہیں تو وہ ظاہر ہو کر کسی کا مشہور قول ہو کہ ”باوہ یک نقطہ یا باوہ شود“، لیکن جو چھپائی میں کتابت کی غمازیت کے بعد اگر کامیوں میں درست بھی کر دی جاتے تو بعض اوقات چھپائی میں نقطے غائب ہو جاتے ہیں اور جو شخص اگر دو سمجھے کی قابلیت رکھتا ہو وہ اس کو سببیت کی مدد سے پڑھ لیتا ہو۔ اسی حالت کے متعلق یہ مقولہ مشہور ہو ”عاقلاں پیرو نقطہ نہ شوند“، تجلیات سخن کی ۸۰ غلطیوں میں ۲۵ غلطیاں ایسی نکلیں جو نقطوں سے تعلق رکھتی ہیں اور گیارہ سینکڑوں ہندسوں پر مشتمل کئی بیشی سے واقع ہو گئی ہیں۔ بقیہ غلطیاں غلطی ہیں۔ بہر حال ہر غلطی غلطی جو اس لیے ناظرین سے التجا ہو کہ وہ ذرا سی تکلیف کو ادا فرما کر تصحیح فرمائیں۔

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
۱	۱۱	مجالس	مجالس	۵	۱۱	بہار ربیع	بہار ربیع
۲	۸	کتابی صورت	کتابی صورت	۵	۱۲	من الخطا والیسا	من الخطا والیسا
۳	۱۹	حسن وقع	حسن وقع				
۴	۱۴	اس کے	اس کے	۱۰	۱۳	فخاں	فخاں
				۱۰	۱۵	غافل	غافل

(c)

[illegible]

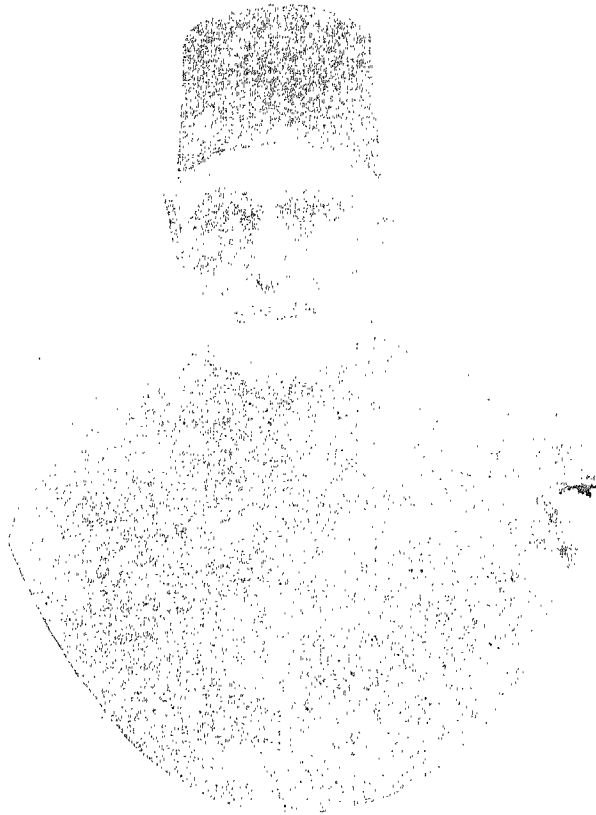
صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح	صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح
۵۶	۲	سکارے	سکا سٹے	۱۰۵	۱	شناخول پر ہیں	شناخول پر ہیں
۵۶	۵	شمر سار	شمر سار	۱۰۸	۵	حسرو	حسرو
۵۸	۱	سداں عوریاں	سیدان عوریاں	۱۰۹	۱۴	ہم نہیں	ہم نہیں
۵۸	۹	کنیرک	کنیرک	۱۱۲	۳	جلدا دل	جلدا دل
۶۹	۶	غیر	غیر	۱۱۸	۳	حال لادتا	سالی لادتا
۷۸	۱	پیل جائے گی	پیل جائے گی	۱۱۸	۱۶	بروے کا	بروے کا
۸۰	۲	چارہ فرط	چارہ فرط	۱۱۹	۷	کالج کے پرنسپل	کالج کے پرنسپل تھے
۸۰	۳	الٹ گئی	لٹ گئی	۱۲۳	۱۱	موقع پر	موقع پر
۸۳	۱۲	اور اگر ہو	اور اگر ہو	۱۲۵		آخر سطر کے بعد ای حوال کے بقیا شعرا	آخر سطر کے بعد ای حوال کے بقیا شعرا
۸۷	۱۶	اپنے جاں نثار	اپنے جاں نثار			فہرست تصحیح کے صفحہ (ی) پر ملاحظہ فرما	فہرست تصحیح کے صفحہ (ی) پر ملاحظہ فرما
۷۹	۱۱	نہ ڈا کر ہیں	نہ ڈا کر ہیں	۱۲۷	۸	ہندستان	ہندستان
۹۲	۱۱	قائم ہے	قائم ہے	۱۳۱	۱	فیض حد سے	فیض حد سے
۹۶	۸	ذوقِ آبکیں	ذوقِ آبکیں	۱۳۳	۶	دسمبر ۱۹۱۷ء	دسمبر ۱۹۱۷ء
۹۸	۴	جلوے	جلوے	۱۳۳	۱۳	مختلہ نظمیں	مختلہ نظمیں
۹۹	۱۰	دشوار اُن	دشوار اُن	۱۳۶		عبدالجامع جاتی	عبدالجامع جاتی
۱۰۱	۱۸	علماء	علماء				
۱۰۲	۱۱	لفظ لفظ	لفظ لفظ				

صفحہ ۱۲۵ کے بقیہ اشعار

<p>ادھر آؤ بناک قوم چھوڑو روز کے جھکڑے سنا ہو غم نے آزادی کبھی مانگے سے ملتی ہو وہ دن آئے کہ قوت ہند کی ہو وہیں ہنر ہیں ایسے نمائندوں کی اہلا کچھ نہیں حاجت جو بے کچھ کر سہے تقلید اوروں کی وہ رہبر کیا کبھی وہ دن ہوں نوا بادیوں جیسی حکومت سنا ہو راہ میں ضلے ہرے رائے زنیٹے ہیں</p>	<p>مرا جب ہو محبت میں ملاوٹ کچھ نہ ہو شرکی ہو تم اہل اس کے جب کہیں ہو قدر جو ہر کی یہی کوشش ہو پاکب کی یہی کوشش ہو ہر کی ہو دل بھی سنگسار کا خود بھی توں تسویر پھر کی چلیں پیچھے اُسی کے سب یہی خوبی ہو پڑ کی کہ ختم حسن بھی جو یاں ہو دل فروز منظر کی لگا ہیں منزل مقصد سے پھر جائیں ہر کی</p>
--	---

نظامی پھر نہ میں ہند میں ہ جلوہ گاہیں ہوں
کہ شرمنا جائے گردوں پر نمائش بزم اختر کی

CHICAGO, ILL. 60637



THE UNIVERSITY OF CHICAGO PRESS

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تہنید

وطن سے دور رہ کر ملازمت کی مصروفیتوں نے مجھے دلی جذبات کے پورا کرنے اور علمی پچسپیوں سے عرصہ دراز تک محروم رکھا جب خدا کے فضل و کرم سے پنشن لیکر گھر بیٹھا نصیب ہوا تو طبیعت کا رجحان اپنے جذبات کی طرف ہونے لگا مجھے ابتدائی سے نظم و نثر دونوں سے اُنس رہا ہوا اور اس معاملہ میں اپنے معزز و محترم برادر عزیز مولوی نظامی صاحب کے ساتھ میں بیشتر ہم خیال رہا ہوں شاعری میں گل و بلبل کے پارینہ مضامین یا فحش مخرب اخلاق نفیس کبھی پسند نہ ہوئیں علیٰ ہذا نظامی صاحب کا مذاق بھی میری ہی ذوق سے ملتا جلتا رہا ہوا ان کی نظمیں زیادہ تر اصلی واقعات کا مرقع دلی جذبات کی حال مذہبی خیالات کا آئینہ ہیں لیکن انھوں نے مواقع کے اعتبار سے یا حالات و واقعات سے متاثر ہو کر یا مذہبی متبرک مجالس کی شرکت کے موقع پر یا کسی نومی لچسپی کے سبب سے جب کبھی کوئی نظم لکھی تو اُسی وقت اُس کو سُنا کر دل خوش کر لیا اور اُس کے محفوظ رکھنے کی کبھی فکر نہ کی۔ کچھ نظمیں تو دوستوں کے اصرار سے ذوالقرنین میں چھپ کر شائع ہو گئیں اور اکثر خواجہ حافظ کے پرچوں کی طرح منتشر رہ کر محروم اشاعت رہیں اور

نہ معلوم کس قدر تلف ہو گئیں یہ دیکھ کر میرا دل کڑھا اور خیال ہوا کہ جیسے ہمارے شہر
 کے کثیر العدد ادوی علم قابل موزوں طبع اصحاب کے کلام اُن کے یا اُن کے جانشینوں
 کی ذرا سی بے اعتنائی کی بدولت صفحہ ہستی سے مٹ گئے مبادا نظامی صاحب کی نظمیں
 کا بھی یہ ہی حشر ہو اس لیے میں نے اول تو ذوالقرنین کے پھر انی جلدوں کی ردی دہلی
 شروع کی جس قدر نظمیں اخبار کے پرچوں میں دستیاب ہو گئیں اُن کو جمع کر لیا اور پھر
 متفرق اور ان کی ٹول میں جو نظمیں چھل ہوئیں اُن کو بھی یک جا کر لیا۔ اس طرح پر
 حتی المقدور اپنے کمرہ دوست کے پرہیزگار گلشن تصنیف گلچنی کر کے ۵۵ نظموں کا ایک
 رنگا رنگ گلدستہ بنا لیا جو رشتہ طبع سے مشک ہو کر کتنا فی صورت میں ناظرین کے
 باتوں تک پہنچ رہا ہے میری اس کوشش کو مولوی قمر الدین صاحب (قمر بی۔ اے
 بی۔ بی۔ فرشتوری نے بھی نظر پسندیدگی سے دیکھا اور اس مجموعہ کا ایک دیباچہ تحریر فرمایا
 جو آئندہ صفحات میں درج ہو۔ ناظرین ملاحظہ کریں گے کہ انھوں نے نظامی صاحب
 کی نظموں پر کس قابلیت سے تبصرہ کیا ہے۔ منشی قمر الحسن صاحب حمیدی قمر بدایونی
 نے بھی جن کو شعر و شاعری میں کافی شغف اور انہماک ہے اور کہ نہ مشتق شعرا ہیں اُن کا شمار
 نظامی صاحب کے کلام کی بقا و حفاظت کے متعلق میرا ہاتھ بٹایا نہ صرف اُس کی ترتیب
 میں مشورہ دیا بلکہ میری درخواست پر سبب مقدمہ بھی لکھ ڈالا جس میں اہل کتاب کا تعارف
 کرنے سے پہلے بدایوں کے مرحوم شاعر کے نام و کلام کو یہ سبیل تذکرہ زندہ کرنے کی کوشش
 فرمائی اس سلسلہ میں ایک اہم تاریخی فارسی سلام کجس کو ملا عبدالقادر بدایونی جیسے نامور
 شاعر نے خوب کہا جاتا ہے اور جواب تک صرف لوگوں کے حافظہ میں محفوظ سمجھا جاتا
 تھا تھو قرطاس پر نمایاں کر دیا۔ اس سلام کی تاریخ اور وجہ تصنیف بھی قمر صاحب نے اپنے

مقدمہ میں بتائی ہو اس کی تاریخی تحقیقات مغربی موزنین کی طرف سے بھی شروع ہو گئی ہو اور اس کی نقیص انگلستان تک پہنچ چکی ہیں یہ واقعہ میرے علم میں ہو کہ اس صوبہ کے نامور سولین مسٹر آر۔ برن نے جب وہ ایک اعلیٰ عہدہ سے دست کش ہونے والے تھے اور جن کو علم تاریخ سے بھی کافی دلچسپی ہو (آخری حصہ ۱۹۹۷ء) میں میرے برادرِ معظم خان بہادر مولوی فصیح الدین صاحب بی۔ اے ریٹائرڈ کلکٹر ممبر کونسل کے ذریعہ سے اس سلام کی ایک نقل حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اور خان بہادر صاحب موصوف نے اپنے علمِ مکرم مولوی ابوالحسن صاحب صدیقی سے جن کے پاس اس سلام کی نقل محفوظ تھی اور جس میں انھوں نے اکثر مشکل فارسی الفاظ پر نوٹ لکھے تھے بلکہ برن صاحب موصوف تک اس کو پہنچا دیا تھا۔ انگریز مصنفین کی کوئی سعی بے نتیجہ نہیں رہتی خیال کیا جاتا ہو کہ صاحب موصوف کی یہ جدید تحقیقات کسی تاریخی مضمون یا کتاب کے ذیل میں پیکیج سے روشناس ہوئے بغیر نہ رہے گی لیکن مجھے خوشی ہو کہ قبل اس کے کہ وہ ہزار میل بدایوں سے دور رہنے والے شخص کی وساطت سے بدایونی مورخ کا یہ تاریخی تحفہ پیکیج میں ہو ایک ایسی کتاب میں جو ایک بدایونی کے نتائج افکار کا مجموعہ ہو اور جس میں بدایوں کے ایسے ایسے شعرا و پیکیج سے روشناس کرایا گیا ہو کہ جن کا کلام کسی کتاب کے اوراق میں موجود ہونا تو دور کنار موجود نسل کے حافظہ سے بھی محو ہونے کے قریب آ گیا ہو جگہ دی گئی امید ہو کہ مقرر صاحب کے مقدمہ کا یہ حصہ تجلیات سخن کی قبولیت کا سبب ہو گا اور نہ صرف اہل بدایوں بلکہ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والا طبقہ اس کو شوق سے پڑھے گا۔ مولوی قمر الدین صاحب و منشی قمر الحسن صاحب نے اپنی اپنی جگہ نظامی صاحب کی نظموں پر اظہار خیال کر کے مقدمہ کوئی کے فرض کو نہایت خوبی سے ادا کیا ہو اور حسن و قبح کے پہلوؤں کو یہ فہرین اس حد تک

روشنی میں لئے ہیں کہ مجھے مزید تبصرہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اس لئے میں اس مجموعہ تجلیات سخن کی ترتیب کے متعلق چند الفاظ لکھ کر اپنی گزارش کو ختم کرتا ہوں۔

نظامی صاحب نے ساہ سال سے یہ محمول کر لیا ہے کہ گراں کے ہر روز میں ایک شعر بھی موزوں نہ کریں تو ہر سال ۱۲ ربیع الاول کی شب میں وہ ایک قطعہ یا نظم سن میلاد نبی خانہ بدایوں کے لئے ضرور لکھتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ شب کو جب دس گیارہ بجے کے بعد ملنے والوں کی آمد و شاہ بند ہو جاتی ہو رات کے سناٹے میں وہ قلم دوات بیکر مجھتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت صرف وہی خیالات جو اُن کی نظم کا موضوع ہوتے ہیں اُن کے دماغ پر مسلط ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے اچھی خاصی نظم تیار ہو جاتی ہے جس کو وہ ۱۲ ربیع الاول شریف کی پھل میلاد میں مسنادیتے ہیں یہ ان نظموں کو ایک خاص عنوان کے ذیل میں ایک جگہ لکھ دیا ہے اور ہر نظم کا سال تصنیف بھی دیدیا ہے۔ ان نظموں کی خصوصیت ہے کہ جو اسلامی تحریک اُس زمانہ میں دائر و ساہرہ ہوتی ہے اُس کی طرف نظم میں ضرور اشارہ ہوتا ہے اور اس طریقہ سے ربیع الاول شریف کی اکثر نظمیں تاریخی حیثیت رکھتی ہیں نعتیہ نظموں کے علاوہ اور دیگر نظموں کے متعلق بھی یہ التزام قائم رکھا ہے کہ ہر عنوان کی نظمیں یک جا درج ہوں اور سال تصنیف بھی اُن کے ساتھ ظاہر کیا جائے تاکہ پڑھنے والے کو یہ اندازہ ہو جائے کہ ایک شاعر کا کلام بتدریج کس طرح ترقی کرتا ہے۔ اور ان نظموں کے پہلے جہاں ضرورت سمجھی گئی ہے تفصیل کے ساتھ یہ بتا دیا ہے کہ کس موقع کے لئے لکھی گئیں تاکہ ناظرین اُس کے مطالعہ سے پورا لطف اٹھا سکیں۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اس کتاب کے شروع میں اپنے ہاف ٹون ہلاک کی ایک تصویر ملاحظہ کی ہوگی یہ نظامی صاحب کے اُس زمانہ کے نوٹوں سے تیار کی گئی ہے جب ان کی عمر

چھل سال کی منزل سے نہیں بلکہ پچاھ سال سے بھی گزر چکی تھی اور مسلسل دماغی محنت کے سبب اُن کے سر میں ایک بال بھی سیاہ باقی نہیں باکتا بوں میں تصویر کی اشاعت ایسی عام ہو گئی ہو کہ تقریباً کوئی کتاب بھی اس سے خالی نہیں ہوتی لیکن اس حالت میں بھی نظمیں صاحب کو اصرار تھا کہ اُن کی نظموں کے مجموعہ کے ساتھ اُن کی تصویر کی ضرورت نہیں میں نے اُن سے یہ کہا کہ آپ کی رائے اس معاملہ میں نہ مانی جائے گی بلکہ اس کو عزیز فیضی احید الدین سلمہ کی رائے پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ وہ فن طباعت کے ماہر ہیں۔ تصویر سے کتاب کی خوشنمائی اور اہمیت کے بڑھنے یا نہ بڑھنے کا فیصلہ وہ ہی خوب کر سکتے ہیں چنانچہ احید الدین نے تصویر کے اضافہ کے حق میں رائے دی اور پھر نظمیں صاحب کو اپنے عزیز فرزند کی دشمنی کے خیال سے سکوت اختیار کرنا پڑا۔

کتاب کی طباعت اور اُس کی جلد کو خوشنما بنانے میں مسٹر احید الدین کا خاص حصہ ہے۔ کاپیوں اور پردوں کی تصحیح حتی الامکان خود میں نے اور قلم صاحب نے نہایت کوشش سے کی ہو لیکن پھر بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کتابت کی اغلاط سے کتاب بالکل پاک ہو۔ کیوں کہ ”الانسان مرکب من الخطا، ووالنسیان“

مجھے اُمید ہو کہ اُردو ادب کے قدردان میری اس کوشش سے خوش ہوں گے کہ میں نے اُردو نظم کے وہ آباد رموتی جو منتشر پڑے تھے ایک سلسلہ میں منسلک کر کے اُن کے سامنے پیش کر دیئے۔ والسلام

خاکسار بہار احمد فرشتوری

بدایوں ۱۲ رجبی ۱۳۹۷ھ

ویساچہ

(لاؤقرالدین احمد بدایونی بی راسے بی ٹی۔ ہینڈ اسٹرک مار پیٹی حیدر آباد دکن)

کسی ایرانی کاشعرو سے

تازندہ ایم لطف خود از ما کن درینغ بعد از وفات کس بکس احسان نمیکند
لیکن اس کلیہ کے تغلیط مجھ کو اس مرتبہ بدایوں کے دوران قیام میں
ذوالقرنین آفس میں علی حسیت سے نظر آئی مولوی امجد صاحب فرشتوری بدایونی
نے مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی بدایونی کے کلام کو ایک جا کرنے کا ارادہ
کیا۔ مولوی قمر الحسن صاحب نے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانا چاہا۔ سخن از قصہ و افسانہ از افسانہ
سے خیزو کے مصداق مولوی نظام الدین حسین صاحب کی بے پروائی اور کم خیالی کے سبب
ان کے کلام کو جمع کرنے میں جو جھٹیں رونما ہوئیں اس سلسلہ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بدایوں
کی بے شمار روشن ہستیوں کے افکار درخشاں اور اطفال طبع زادان کے ساتھ گور میں
چلے گئے۔ کوشش کر کے ان کو پھر زندگی بخشی جائے۔ کار لاکل کہتا ہوں جو لوگ اپنے اسلاف
کے کارنامے خرد و ناز کے ساتھ یاد نہیں رکھتے انھوں نے گویا یہ ہتھیہ کر لیا ہے کہ ہم اپنے بزرگوں
کی طرح ہرگز نام آور نہ ہوں گے۔

غرض کہ نظامی صاحب کے رفقا کی کوشش کے سبب بدایوں کے مردوں کے
ساتھ بالریست نہ سہی تو بالواسطہ یہ احسان ہوا کہ وہ زندہ جاوید بن گئے۔ اور اس طرح

یہ ”بعد از وفات کس بکس احساں نمیکند“ کا نظریہ باطل ہو گیا۔ اس میں بعض ”آنجہانی“ بدایونی حضرات کا کچھ غیر مطبوعہ کلام تو ایسا ہی جو ادبی حیثیت سے نہایت بلند اور قابل قدر ہے۔ مثلاً ملا عبدالقاویر بدایونی کا ”سلام“ تاریخی نقطہ نظر سے ایک نہایت گراں بہا اور عظیم المثال دستاویز ہے۔ بعض وقت ایک خفیف سی بھینسی بھی بڑا دل باندھتی ہے اور معمولی سی تحریکات عظیم الشان کارگزاریوں کی شکل میں رونما ہوتی ہیں۔ ہم مسرور ہیں کہ مولوی نظام الدین حسین صاحب نظامی کے کلام کے طفیل میں بعض ایسے ایسے جواہر پارے منظر عام پر آ گئے جو اگر کلام نظامی طبع نہ ہوتا تو شاید ہمیشہ قعر گمانی میں پڑے رہتے۔ نظامی صاحب کے کلام کی نسبت تفصیل سے رائے کا اظہار مولوی ہبہ احمد صاحب اور مولوی قمر الحسن صاحب کے دائرہ کار سے متعلق ہے میں کچھ تہنید کے ساتھ اس خرمین کے چند دانے یہ ناطقین کروں گا۔ نظامی صاحب کی شاعری مشاعروں کا کرب نہیں، دل پر گزری ہوئی واردات ہے۔ بقول اکبر مرحوم ۷۷

جس شخص پر پڑے گی مصیبت زمانے میں
جو کچھ کہے گا ہوگی ہماری کہی ہوئی

ان کا کلام ایک زمانے کے بعد دنیا کے بے نشانی سے روشنی میں آیا ہے۔ اور ذوق سلیم رکھنے والوں کی نگاہ نکتہ سنج سے داد حاصل کرنے کے لیے کافی ہے۔ مولوی صاحب موصوف کے کلام میں بعض اشعار روانی بندش اور تخیل کے لحاظ سے بہت سست اور پست بھی ہیں لیکن بیشتر کلام ایسا ہی جس میں شاعر کی کلاسیک بیان بندی فکر اور بالغ نظری کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ باوجود عدم کہنہ مشقی کے کلام میں نکتہ نگاہی اور استاد سی کارنگ اکثر اشعار سے جھلکتا ہے۔ کلام کا

بیشتر حصہ اخلاقی اور عارفانہ مضامین پیش کرتا تھا ہم عاشقانہ حصہ بھی لطف و گداز سے خالی نہیں ہو کہتے ہیں۔

بھولی بھولی صورتوں کو گرم شوخی دیکھ کر حسن پر ایمان لائے زراہانِ با صفا شوخ باتیں پیار کی گھاتیں بھالیتی ہیں ل گولے گولے ہاتھ ہیں اٹھ اٹھ کے مصروفِ دعا تسلسل خیال نے مجھے منیر کی ندرتِ تشبیہ کا خیال دلا یا کہتا ہوں۔

دو شخصیں بھی چڑھائیے ہمراہ فاتحہ گوری کلاسیاں سرِ مدفن اٹھائیے نظامی کے یہاں غزل کے قالب میں اکثر جگہ آپ کو سیاسیات معرفتِ خلفا اور موعظت کی روح ملے گی ان کی محفلِ ادب میں بجائے سانکے سوز نظر آتا ہو لیکن ہو کہ کبھی ب آشنائے "واہ" ہوئے ہوں لیکن آپ بالعموم ان کا سینہ گنجینہ آہ منہ مہر پر نہیں۔ قبل اس کے کہ ہم نظامی کی شاعری پر نظر ڈالیں ہم کو اس عہد کی خصوصیات کچھ بتائیں۔ بیسویں صدی کا وہ ابتدائی زمانہ ہو کہ جب مشرقی اخلاق مشرقی معاشرت اور مشرقی تمدن کے بار کو مشرقیوں نے فرماں رواؤں کے اتباع میں کفنش و نڈاں نما کی طرح اٹا کر پھینک دیا ہو تمام ہندوستان کو مغربی سحر نے مسخر کر رکھا ہو۔ باد نصیب مسلمان غدرِ شیعہ کے المناک نتائج بھگت رہے ہیں مسلمانوں کی دولت گم ہو چکی ہو۔ لیکن "چین و عرب ہمارا بے پروا ہو۔" جیسے برخود غلط دعاوی سے فضا گونج رہی ہو۔ ساری قوم غلام ہو۔ اور ہندوستان ہمارا "جیسے برخود غلط دعاوی سے فضا گونج رہی ہو۔ ساری قوم غلام ہو۔ اور بے پروا ہو۔" نہ تو قوم جو باقی رہ گیا ہو وہ ہوائے نفس میں اڑا یا جا رہا ہو۔ اخوت۔ ملنساری۔ محبت۔ خود داری۔ حق پسندی و وفا شعار عطا ہو۔ ملت ترمیم ہو چکی ہو۔ مذہبی عقائد پر مغربی بجلی گر چکی ہو۔ تعلیم رخصت ہو۔ ادب گم ہو۔ فرماں روا کی قوت قادر مطلق کی قوت سے زیادہ سمجھی جا رہی ہو۔ مولوی اپنے اپنے تزکیہ نفس کی فکر میں ہیں۔ اپنی اپنی خانقاہوں میں

درویش شریف کا دروہو۔ اس کی کوئی فکر نہیں ہو کہ تباہی اور اوپر کے سیلاب میں دوسرے بھائی بھی جا رہے ہیں۔ ہادیان ملت کا لجاؤ ماویٰ مسجدوں کے حجرے ہیں۔ جہاں پڑوس سے سالن روٹی آجاتا ہو اور اس سے یہ دنیا پر لات مارنے والے پیٹ بھر لیے ہیں۔ مخلوق کو بھی یہی تعلیم دی جا رہی ہو کہ دنیا گزشتہی ہو۔ مومن کو چاہیے کہ اس کو ستر بنائے نکبت پر شکر کرے۔ اور ذلت پر صبر کرے۔

گولا کھ بے وقار ہوں مرزا کو غم نہیں

کیا کم ہو یہ شرف کہ دفاتی سے کم نہیں

یہ وہ زمانہ تھا جب سرسید اور ان کے انصار نے جنم لیا۔ اور قوم کے دل میں فائین کی طرف سے جو بھڑک تھی اس کے نکلنے میں سرگرم سی ہوئے۔ اس یقین کے ساتھ کہ انگریز ایک ترقی یافتہ قوم ہیں۔ اگر ہم ان کی اندھی تقلید بھی کریں گے تو وہ قدم اگے ہی بڑھیں گے۔ فائین سے رشتہ یگانگت جوڑا ساری قوم مزدور تو تھی ہی اب اس کو خوش دل مزدور بنایا۔ اور پہلے کالج کی برکت سے بیکاری و اخلاق کا دلدرہ دور کیا۔ حالی نے نظم سے شبلی و نذیر احمد نے نثر سے اور سرسید نے محکمہ تعلیم و تربیت کے منتر سے سوتی ہوئی قوم کو چمکانا شروع کیا۔ اس پر بھی ع

ہم ہیں مگر وہ نیند کے ماتے جاگتے ہی سو جاتے ہیں

کے مصداق کچھ مصروف خواب اب بھی نیند میں بڑاتے ہی رہے ۵
(اکبر) ایشیائے کمر تو باندھی ہو کوئی شوکت ہو کوئی گاندھی ہو

مگر اب تک بہت ہیں اڑیل وہی پشتک ہو وہی کاندھی ہو

لفظی نے جب آنکھیں کھولیں تو یہ فضا نظر آئی۔ درو مند دل میں اپنی گلیں کو صبح سے

نکلنے کا اتنا خیال نہیں ہوا جتنا قوم غزلیں کو سیلاب سے باہر نکلنے کا پہلے سوچا کہ شاعری کی آگ سے قلوب کو گرمائیں اس خیال سے کلام بغرض مہلح مولانا حالی کی خدمت میں روانہ کیا۔ لیکن اس سچے نباض ادبی حقیقی جو ہر شناس نے رائے دی کہ شاعری کو آرزو کار نہ بنایا جائے ہر گز راہر کار سے ساختہ اس صلاح کے موافق نظامی کے بے چین دل نے شاعری کے اکھاڑے میں کودنے کی بجائے اپنے رہوار طبیعت کو میدان محافذ میں پیڑ کاٹ لیا۔ اور باد وجود احساس تنہائی تکلیف نادرسی اور دل آزاری عزیزان اس نیک سادگی نے صلاح قوم کے مشن سے منحرف ہو کر۔ جب مخالفین نے بہت دق کیا تو کھدیا یہ

کسی کا بھی نہیں بد خواہ گو سب براہوں میں
(نظامی) خطا کے دیکھنے والے ہنر بھی دیکھتے جاتے

مگر قوم کو دعوتِ عمل بھی دیتے رہے کہ
دنیا اُنٹنگ پر ہو مگر تم ہو خواب میں چھٹی اچھی کہی کہ ہم ہیں پُرانے خیال کے
دیگر

مثلاً مشہور ہو ملتا نہیں بے طلب کچھ بھی جب ایسا ہو تو پھر موقوف فریاد و تمنا لیں
کسی کا فارسی شعر بھی اسی مضمون کا خوب ہو۔

مباش اور ہ نور چشم غافل از طہید نہا کہ در آخر بجائے میر سدا ز خود رمید نہا
نظامی صاحب خواہ کسی پبلک پیٹ فارم پر نظم پڑھتے نظر آئیں یا کسی دہلی قصبہ خواہی
کرتے خواہ کسی مشاعرے میں ایک غزل خواہ کی حیثیت سے ہوں یا بنی خانہ میں منقبت
گزار کی شان سے ان کی شاعری میں ایک خصوصیت نمایاں طور پر نظر آئے گی اور یہ
وہی قوم سے مخاطبت اور موعظت۔

۱۹۲۲ء میں مسٹر جنکس ڈسٹرکٹ جج بدایوں کو الیاب شہر کی جانب سے ایک رضعتی دعوت دی گئی تھی اس جلسہ کے موقع پر نظامی صاحب نے جو نظم پڑھی تھی اس کے بیشتر اشعار ایسے ہیں جو جج صاحب کی اصلاحی رکن کی بجائے حکمران طبقہ سے زیادہ مخاطبت کرتے ہیں۔

بہی ہو جان پر کیا چارہ گر بھی دیکھتے جاتے وہ تاثیر علاج بے اثر بھی دیکھتے جاتے
جو پیچھے رہ گئے ہیں تھک کے اُن پر کیا گزرتی ہے ذرا اوقافہ دالو ادھر بھی دیکھتے جاتے
نہ ہونے اس قدر رسوا وہ اپنی جلد بانی سے اگر عجلت پسندی کے ضرر بھی دیکھتے جاتے
اٹھا کر اٹکھ دشمن کو نہ گنتے یہ غرض کب تھی ادھر بھی دیکھتے جاتے ادھر بھی دیکھتے جاتے

گزرتی ہو نظامی کے دل محزون پہ جو آفت

تمنا تھی اسے اہل نظر بھی دیکھتے جاتے

منقطع میں کس بلا کا درد و گداز بھرا ہے حسا و جلنے سے مطلب رکھتے ہیں دلسوزی
سے انھیں کام نہیں وہ انسان کے ظاہر کو دیکھ کر رشک کرتے ہیں اگر ان کی نظر ایک
تو غیر مکان کے علاوہ صاحب خانہ کے کلبہ دل کی ویرانی پر بھی ہو تو جذبہ عبرت و رحم
کے زیر اثر کا پنے لگیں۔ وہ "دل محزون کی آفت" سے اس لئے واقف نہیں کہ "اہل نظر"
انہیں بقول کبر مروج ہے

ظاہری حالت سے مت سمجھو کہ میں راحت میں ہوں

دل میں انکار سے بھرے ہیں گو بدن جلتا نہیں

۱۹۲۲ء میں اپنے فرزند محمد احید الدین کی شادی کے مشاعرہ کی طرح پر جو غزل

لکھی تھی اس میں بھی سراسر یہی قومی رنگ جھلک رہا ہے

اقبال رفتہ چیف کہاں تو چپ لگیا کیا مل گیا کسی کو مصیبت میں ڈال کے
کیوں ہیں قریب ختم زمانے کی ٹھوکریں ارمان تو بہت ہیں دل پائمال کے
اللہ الصمد کیا دردناک شعر کہا ہو شہرِ ہجو یا فلسفہ زندگی کا ایک مکمل رسالہ یا المہدی
کی ایک جیتی جاگتی تصویر یہ نظریہ کبرسی کا زندہ احساس ہو۔ اور بچتہ کاری کا ایک روشن
منظر اگر مروجہ کہتے ہیں۔ ۵

ہلاتے ہیں زباں جب سخت صدمہ دل پہ بہتے ہیں
جو سُندا ہو وہ کہتا ہو کہ کہنا اس کو کہتے ہیں

نظامی صاحب انتہائی شدتِ غم میں محسوس کرتے ہیں کہ اب اس سے زیادہ
اُفتاد کیا پڑے گی۔ اب غالباً مصیبت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس احساسِ مسرت کے ساتھ
ہی خیال آتا ہو کہ ناکامی اُمیدوں کی دِلِ بقی اور اُمیدیں ابھی ختم نہیں ہوئیں تو ظاہر
ہو کہ ابھی ٹھوکریں بھی باقی ہیں۔ اس شکستِ اُمید سے مصیبت اور ہولناک ہو جاتی ہو۔
بقول فانی ”آسانی“ مشکل کو اور المناک کر دیتی ہو۔ ۵

غربت میں سنگِ راہ کچھ آسانیاں بھی ہیں کھاتی ہو ٹھوکریں مری شکلِ جگہ جگہ
انسان جتنی تمنا کرتا ہو اتنی ہی تکلیف ہوتی ہو۔ ترکِ تمنا تکلیف کا بہترین علاج
ہو۔ ۵

ازبال و پر غبارِ تمنا فشانہ ایم
بر شاخِ گلِ گراں نہ بود آشیان ۵

فانی صاحب فرماتے ہیں۔ ۵
دنیا سے دل میں یاس کی اللہ سے دار و گیر جو آرزو کہ خلق ہوئی کشتنی ہوئی
عرفی کا بھی یہی مجرب اور آزمودہ نسخہ ہو۔ ۵

چندال کہ دست و پا زدم آشفته تر شد م
سکن مشدم میانہ دریا کنار شد
نظامی صاحب نے اس "پانہال" قافیہ کو کیسا آسمان ترقی پر پہونچایا ہو! "پانہال"
سے حرائیضی کے ایک طویل سلسلہ کی جانب خیال منتقل ہوتا ہو حقیقت یہ ہے کہ نظامی صاحب
نے بڑا دلہوز شعر کہا۔ بقول اکبر مرحوم سے

دہر نے نشتر غم دل پہ مرے ماے ہیں
شہر رنگین نہیں یہ خون کے فوارے ہیں
۱۹۲۱ء میں خسرو دکن کی مدح میں حیدر آباد حاضر ہو کر ایک قہقہہ پیش کیا تھا اس کی پوری
تبشیب حالت قوم کا ایک دردناک نوحہ ہو سہ

نام تھا اس باغ کا اسلام ہدر رفتہ میں
مومنوں کے خون سے سینچے گئے تھے برگ و بار
دیکھ کر اس باغ میں چھائی ہوئی افسردگی
میرے دل سے صبرِ نجات ہو گیا بے اختیار
غچہ خاموش کو دیکھا تو جیراں رہ گیا
چہرہ گل کی اُداسی نے چھوئے دل پر خار
بلکل سچ کہا ہے ۶ چودل ملول بود گل بدیدہ خار آید

اے ایسے عہد میں سرسیدِ اعظم نہیں
قبر کی آغوش میں سوتے ہیں مہدی و قفا
اب تو جتنے خود غرض ہیں رہنمائے قوم ہیں
بیڑوں میں ہو رہا ہو خود نماؤں کا شمار
اکبر مرحوم نے بھی یہی رونا رویا ہو سہ

گردنِ رفا رمر کی ہر ایک سمت تن گئی
بگڑی ہو ملک و دین کی اس کٹی بن گئی
یہاں کہ سہ

رنج لیڈر کو بہت ہیں نگر آرم کے ساتھ
قوم کے غم میں ڈنر کھاتا ہو حکام کے ساتھ
اس قہقہہ کی گریز کس قدر دل آویزا اور فطری ہو سہ

انہاں کانوں میں آئی یہ صدا دل فریب
کیوں مسلمانوں کی حالت ہو تجھ کو انتشار

نخل بندر باغ ملت آبروئے ملک و قوم
میر عثمان علی خاں ہیں دکن کے تاجدار

غرض کہ دل بہ یار دست بکار نظامی صاحب کہیں بھی نظر آئیں تصور قوم
و ملک کسی نہ کسی حیثیت سے ضرور پیش نظر ہوگا۔ ابھی چار سال ہوئے تو نبی خانہ میں
سالانہ میلاد کے موقع پر ایک نظم پڑھی تھی وہ بھی دیکھیے۔ اسی ”دیس کی وطن“ میں ہے
ای چارہ گر اُمت ای داد رس عالم ای باعث جزو کل ای پر تو ربانی
سرکارِ دو عالم سے یہ مخاطب سائل کے حقیقی جوش اخلاص کا پتہ دیتا ہے۔ اس
مخاطب کے بعد ہی وہی پُرانا راگ یعنی قوم کا مرثیہ شروع ہو جاتا ہے۔

اصحاب کا فدیہ ہو مشہور زمانہ میں تاریخ کی رونق ہو انصار کی قربانی
اب ہم کو دکھاتی ہو نظارہ حسرتِ دُعا اُجڑی ہوئی بستی میں چھائی ہوئی ویرانی
ہم ایک تماشا ہیں عالم ہو تماشا نی نیرنگی عبرت ہو اندازِ پریشانی
تعلیم کا گھانا ہو اور پھوٹ ہو آپس میں افلاس کا دورہ ہو اور بے سرو سامانی
غرض کہ میدانِ فطرت اخلاق و معاشرت مذہب و سیاست ان کی سمندِ طبیعت

کا جولا نگاہ بنا رہا وادی سیاست جیسا کچھ دشوار گزار ہو ظاہر ہو بڑے بڑے ہشیارِ سیاح
اس میں داخل ہو کر اپنے دامن کو کانٹوں سے نہ بچا سکے۔ لیکن اس قسِ قوم نے مصلحت اندیشی
کا فتویٰ لیکر اس راہ پر خطر کو اس خوبی سے طے کیا کہ آبلہ پا کو ”خلش خارا“ اور دست جنوں کو
”دریدنِ دامان“ کا بہت کم شکوہ ہوا۔ اس رستہ پر چلنے والے کو دو خطرے ہوتے
ہیں ایک ملک و قوم کی ملامت کے تفتوں کا دوسرے حکومت کے دار و رسن کا۔ لیکن
نظامی نے اپنے آپ کو ایک چالاک مچھلی کی طرح ہمیشہ ان دونوں کانٹوں سے دور رکھا

نہ شاگرد و ارون ہوئے نہ مریدِ ملا۔

ہزار دم سے بکلوں گا ایک جنبش میں جسے غرور ہو آسے کرے شکارِ مجھے

ان کی شاعری کی اہل غایت اصلاح قوم اور مطالعہ فطرت ہے۔ جس وقت

دوسرے شعرا آپ کو بامِ یار کے نشاطِ خانوں میں زلفِ گرہ گیر کے اسیرِ احتساب و

ساقی سے مصروفِ جدال نظر آئیں گے۔ نظامی آپ کو تماشا گاہِ خطرت کا نظارہ کرتے

میں گے شاعری کی اس صفت میں ان کا حسنِ تخیل اور قوتِ بیان ایک خاص امتیازی

شان لیے ہوئے ہے۔ اور نہایت وسیع معانی کی حامل ہے۔ مناظرِ قدرت کو دیکھ کر ان کی

طبیعتِ جوشِ مسرت سے قابو میں نہیں رہتی "نظارۂ دکن" میں کہتے ہیں۔

رنگِ نو بہ بلبل کی شاخوں پہ تازہ روپ ہو پھولِ خرمن میں ہیچ لول کے عناولِ خشنہ جس

پتیاں ہیں خوبصورت تازہ تازہ میوہ جات دور ہی سے دیکھتی ہے جن کو چشمِ نر گسین

حسنِ زیبائش پہ ہو قربانِ پروں کا سنگھار طرفہ آرائش پہ ہیں صدقے زمانہ کے جس

ہو صبا سرگرمِ شوخی مست موجِ آبشار لڑکھڑائے جس طبعِ نشہ میں کوئی ناز نہیں

دیکھیے قدرت کے مناظر کو کس طرح سطروں میں جکڑا ہے۔ جذبات ہیں کہ چھلکے

پڑتے ہیں لفظ لفظ سے صراقتِ عشق کی بواقی ہے۔ ہر شعرِ خلوصِ الفت کا شاہد ہے۔ معلوم ہوتا

ہو کہ نظامی صاحب پر نیچرل رنگ کی کیفیت پورے طور پر طاری ہے۔ ایک ایک پتہ کس پہاڑ

کی نظر میں پڑ رہی ہیں۔ ہر شعر زبانِ حال سے کہتا ہے کہ نظامی شاہِ فطرت کے سچے دلدادہ اور اس

خصوص میں نمایاں طور پر ممتاز ہیں۔ کیوں نہ ہو بقولِ حیاتی کاشی

من نہ آتم کہ دو صد مصرعہ لکھیں گویم مثل فرما دیکے گویم و شیریں گویم

مقدمہ

(از مولانا محمد قمر الحسن صاحب قمارشادی حمیدی بدایونی)

صنعت باری تعالیٰ کی پرکیف جلوہ آرائیاں۔ فطری جذبات و احساسات کے حال اور الشعرا و تلامیذا الرحمن کی تعریف میں شامل انسان کو جب کچھ کہنے پر مجبور کرتی ہیں تو وہ اپنی مترنم قوتِ کلام کی وجد اور تحریک سے سامعہ نواز شعر کہتا ہے اس اعتبار سے شاعری کے دلکش نغمے اور روح پرور ترانے جو دنیا سے حسن و عشق اور فضائے راز و نیاز سے لیکر ہر ساعت منتظر کی خلوت گاہ نازک کو بجھ سُنائی دیتے ہیں۔ صدقہ ہیں اس استعدادِ خدا داد کا جو حسنِ کلام و حسنِ سماع کے درمیان جو تعارف ہو کر سلسلہ جنباں ہو۔ اس خدا داد استعداد اور اس کی سلسلہ جنباں کے فیض عام کی بدولت جس طرح ہندوستان کے ہر مردمِ خیر طبقے میں حسنِ کلام کی دلچسپ روایات کے ساتھ یہ نوحہ خوانی بھی ناگزیر ہو کہ ”بس نامور کہ زیریں دفن کردہ اناہ از استیش بروے زمیں یک نشان نماند“ اسی طرح بدایوں کو صد ہا باکمال ہستیوں پر فخر کرنے کے ساتھ یہ کہہ کر رونا بھی پڑتا ہو کہ اس کے کثیر التعداد قابلِ فرزندوں کے بے مشکل کرنامے انہیں کے ساتھ دفن ہو گئے۔ اور جو باقی ہیں ان کی تفصیل اس شعر کے مفہوم سے زیادہ وسعت نہیں رکھتی۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوئیں خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو نہاں ہوئیں

بدایوں ایک قدیم تاریخی شہر ہوا جس طرح اولیاءِ کرام کا مولود مہمن ہونے کی بنا پر ایک امتیاز رکھتا ہو اسی طرح علمائے عظام مصنفین واجب الاحترام اور شعرائے شہیر میں کلام پر بھی بجا فخر کر سکتا ہے لیکن اس موقع پر صرف شاعروں کا تذکرہ مقصود ہے۔

یہ امر کچھ کم قابل افسوس نہیں ہو کہ شعراءِ بدایوں کا بہت سا کلام صفحہ ادب سے حرف غلط کی طرح مٹ گیا اور جو باقی رہ گیا ہو وہ اگر طبع ہو جائے تو ضایع شدہ کلام کے سو گواروں کی اشک شونی کے لیے کسی حد تک کافی ہو سکتا ہے مگر اس کے طبع ہونے کی اُمید تو درکنار قلمی مسودوں کی صورت میں بھی اس کا محفوظ رہنا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ ”تجلیات سخن“ کا بھی جس کو میں آج قدر شناساں اُردو سے روشناس کرنا چاہتا ہوں

نظامی صاحب کی بے پروائی یا منکسر المزاجی سے یہی حسرت ہوتا۔ مگر خدا بھلا کرے مولوی ہبہ احمد صاحب فرشتوری کا جنہوں نے ملازمت سرکاری سے سبکدوش ہونے کے بعد پہلا کام یہی کیا کہ نظامی صاحب کو جن سے ان کے برادرانہ تعلقات ہیں اس بات پر مجبور

کیا کہ وہ ان کو اپنا کلام جمع کرنے کا موقع دیں۔ مولوی صاحب موصوف کے اصرار پر نظامی صاحب کو اس کے سوا کہ اُن کی فرمائش کے سامنے تسلیم خم کر دیں اور کچھ چارہ نہ تھا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اس جستجو میں اخبار ذوالقرنین کے قائل ٹولے اور اس طرح

کچھ کلام جمع کر لیا۔ بعض نظمیں نظامی صاحب کی تالیفات ”سیاحت و لیعتہ“ بدایوں قدیم و جدید ”گلدرستہ“ و کن کے صفحات میں ملیں۔ سب سے آخری کوشش مولوی صاحب موصوف نے یہ کی کہ نظامی صاحب کے منتشر مسودوں پر دسترس حاصل کر کے بعض غیر مطبوعہ غزلوں و ٹکڑیوں کا

مجموعہ اولیاءِ کرام کے حالات، تذکرۃ اہلکار اور تذکرۃ الاولیاء وغیرہ کتب میں شائع ہو چکے ہیں جن کا خلاصہ ”بدایوں قدیم و جدید“ میں مولانا نظامی بدایونی نے لکھا ہے۔ یہ کتاب مسٹر قلیز میں نظامی پریر بدایوں سے شائع ہوئی۔ 5۔

سُرخ لگایا اور اس طرح ”تجلیات سخن“ کا مجموعہ تیار کر لیا۔

مجموعہ ہذا کی تکمیل قریب ختم ہی تھی کہ میں ایک سالہ قیام کے بعد دہلی سے واپس آیا۔ مولوی حبیب احمد صاحب نے اس کی ترتیب کے متعلق مجھ سے مشورہ کیا اور ساتھ ہی یہ فراموشی کی کہ میں اس کا مقدمہ بھی لکھوں۔

اس سے قبل کہ میں ایک مقدمہ لکھ کر کی حیثیت سے نطامی صاحب کے اس کلام کا ناظرین سے تعارف کرواؤں یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ ہدایوں کی خاک پاک نے کیسے کیسے نامور شاعر پیدا کیے تھے جن میں بیشتر ایسے ہیں جن کے کلام کا نمونہ صفحہ قرطاس کی بجائے علم سینہ بسینہ کی طرح بعض شعردوست اور سخن سنج حضرات کے حافظہ میں محفوظ رہ گیا ہو اور اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ نمونہ اس مقدمہ کے ذہن شوق میں ہدایوں کے مروجہ شعرا کی یاد تازہ کرنے کے لیے وہ گلابے رنگا رنگ بھی بھر دیئے جائیں۔ جو ان کے گلزارِ کمال کی یادگار رہیں۔

اس سلسلے میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہو کہ اگر خدا کو منظور ہو تو شعرا و ہدایوں کا ایک مکمل تذکرہ بھی کسی آئندہ موقعہ پر نذر ناظرین ہو گا سخن دوست اہل وطن شعراء مروجہ کے مزید کلام اور حالات بھی یکایک اپنے وطن کی عزت اور شہرت پر احسان کریں اور اس خادم کو ممنون فرمائیں۔

مروجہ شعرا و ہدایوں میں بعض حضرات کا کلام زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے مثلاً حضرت ملا عبدالقادر قادری موری رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر کلام جو نجابت الرشید وغیرہ کتب میں شائع ہو گیا۔ حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام اور فارسی کا دیوان، مولوی جمال الدین حسن المتخلص چمن کا مہر ”شبلیہ احمدی“۔ مولوی شفاعت اللہ

شفاعت کی شہنشاہی (جس میں فنا نہ عجائب کو نظم کیا ہے) اور منظوم مطہر
مولانا قاضی عبدالسلام عباسی کی تصنیف منظوم "زاد الآخرة"، حضرت مولانا مولوی فضل بن سول
مرست رحمۃ اللہ علیہ کا میلاد منظوم۔ مولوی مبارک اللہ صاحب مبارک کافاری کا دیوان
منقبت (ان کا کلام اردو اور بھاشا میں بھی مرتب تھا) مولوی وزیر محمد وزیر کی شہنشاہی
شیخ عیسیٰ ربیع۔ قاضی غلام مہدی نور بایونی قاضی انور شہر کی منقبت غوثیہ اور نورنامہ فارسی
چودھری اصغر علی صاحب بط کا دیوان۔ مولوی رحمت علی دکن کا قصیدہ نعت اور نصائحت
حضرت مولانا شاہ دلدار علی مذاق رحمۃ اللہ علیہ کی کلیات۔ چودھری سعید الدین حسین
کامدیس سعید اور ہدیہ سعید۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب فقیر قادری
رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان منقبت۔ خان بہادر مولوی حامد بخش جامکے چار نعتیہ دیوان۔ منشی
دیی پر شاد و تکر کا دیوان بحر سامری۔ معیار بلاغت مع دیگر تصنیفات۔ منشی مراد علی شاہ
کا دیوان۔ مولوی عنایت حسین عنایت کا دیوان غنچہ مراد اور شہنشاہی مراد حیرت۔ قاضی
عبدالحمید صادق کا نعتیہ دیوان۔ قاضی ریاض الدین ریاض کا نعتیہ دیوان۔ مولوی
احمد حسن وحشت کا مجموعہ نعت "نور بہشت" مولوی عطاء اللہ عیال کا دیوان۔ منشی شکر دیال ملک
کا واسوخت۔ شیخ عظیم احمد جان و قریشی پوری کا وظیفہ و قمریہ حسین۔ منقبت غوثیہ اور بارہما
عرشی راہبند میں عرشی تخلص فرماتے تھے۔ منشی ذوقی رام ذوقی کا دیوان۔ منشی بانکے لال زار
کا دیوان۔ شیخ انور حسین سلیم سہسواہی کا کچھ کلام۔ حاجی عرفان علی عرفان کا دیوان۔ منشی
گھسوا خاں فریاد کا گلہ سہ فریاد۔ منشی رام سہاسی قلیم کا دیوان۔ منشی رام دیال رسا کا ایک
دیوان اور واسوخت۔ قاضی عنایت رضا المتخص بہ رضا کا جواب شکوہ اور دیگر نظمیں جو
اخبار و القرائن بدایوں میں شائع ہوئیں۔ شیخ اعجاز الدین زور کا مجموعہ مناقب۔ شیخ

محمد حسین جلیل کا مولود شریف "باغ رحمت" شیخ سلیم اللہ سلیم کا آب کوثر چشمہ کوثر موج کوثر
 خمسات سلیم منشی گیدن لال گوہر کا دیوان اور پنج گوہری وغیرہ۔ مولوی افتخار الدین
 کا دیوان۔ مولوی عبدالحی صفا کا تذکرہ شمیم سخن اور تذکرہ مذاق سخن۔ مولوی عبدالحی بیجو
 کی کلیات۔ مرآۃ النجیل حکیم التفاب حسین کشش کا نعتیہ دیوان۔ حاجی غلام مہسود و مقطر کے دو
 نعتیہ دیوان جذبات مضطر اور ذوق نعت۔ امجد الافاضل مولوی علی امجد حسین امجد کے
 دو دیوان فارسی اور تین دیوان اردو مع دیگر تصنیفات۔ ہڈت دھرم نراین حضرت
 کا دیوان۔ مولوی رضی الدین تنویر کا مرقع نعت اور مدح ہمسیر مندرجہ بالا مطبوعات کے
 علاوہ ایسے دیوان بھی موجود ہیں جن کے مصنف ان کو غیر مطبوعہ صورت میں اپنے ورثا کے
 ہاتھوں میں چھوڑ گئے اس زمرہ میں حاجی مولوی علی احمد خاں ہمسیر۔ خان بہادر حاجی مولوی
 رضی الدین بسمل۔ شیخ انوار حسین سلیم ہسوانی۔ مولوی امینا احمد تاثیر مولوی رسول بخش شمس قاضی
 حاجی غلام شہر حسرت۔ مولوی رحمت علی وکا۔ حافظ حکیم جاہد الدین ذاکر۔ قاضی حاجی عنایت حسین
 ریشکی و فراق۔ شیخ فضل احمد رسا۔ مولوی انصار حسین زلالی۔ مولوی سدید الدین ثنائی۔ مولوی
 علی بخش خاں منظر۔ مولوی عبدالحی صفی۔ شیخ صابر حسین صبا ہسوانی۔ سید اکبر حسن صولت۔
 مولوی راشد علی ضیا۔ مولوی سراج الحق عشت۔ مولوی غلام نساہد قدا۔ شیخ فخر حسین فخر
 ہسوانی۔ مولوی فضل الدین قسری۔ مولوی ابرار الحق کبیر۔ مولوی اکرم اللہ تحنر۔ مولوی
 محمد منین مین۔ مولوی شفیع احمد تھو۔ طوطی ہند نواب ظہور اللہ خاں نوا۔ مولوی ہنرف علی
 نفیس۔ مولوی غنی رضا وحشی۔ مولوی احسن وحشت۔ مولوی غلام غوث و جد مرحوم جیسے
 نامور شعرائے مرحوم کا نام لیا جاسکتا ہے۔

یہ سب کلام اور ان کے علاوہ دیگر مرحوم شعرائے ہدایوں کا کلام جان کے ورثا یا

دیگر سخن دوست حضرات کے پاس موجود ہو اس کے محفوظ رہنے کی میرے خیال میں صرف یہی صورت ممکن ہو کہ وہ اس کمون طباعت کریں یا کسی پبلک لائبریری میں اہل یا اس کی نقل اپنی طرف سے داخل کر دیں

ذیل کی جدول میں ایسے شعرا، مرحوم کی فہرست دی جاتی ہے جن کا کلام علم سبب ہو کر رہ گیا یا اگر صفحہ قطاس پر موجود ہو تو وہ کسی صندوق میں مقفل اور شائقین کی دسترس سے باہر ہو۔ اس فہرست میں ہر شاعر کا کلام بطور نمونہ دیا گیا ہے اور جہاں تک معلوم ہو سکا ہے نشان سکونت و تلمذ و تاریخ وفات بھی لکھی ہے۔ جملہ حیات مند رجحان سکونت شہر و دیوں کے ہیں۔ اس فہرست میں ہر شاعر کا تخلص بہ ترتیب حروف تہجی درج کیا گیا ہے تاکہ تلاش میں آسانی ہو

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	کلام
آثر	مناظر بلوچی	قاضی حبیب حسن جمیلی لد قاضی غلام شبیر ساکن قاضی ٹولہ	آگیا کیسے فریب پیرہن میں تو آثر ہو گیا دست جنوں کیو نہ شکار آستین جس سے دل ٹھنڈا نکلا پہلے اس سے اب جی سرد ہو جو دو لے درو تھی اب وہ ہی جی کا درد ہو
آثر	حسن بلوچی	مولوی محمد حسن ولد شمس نعمت علی منصف جمیلی ساکن قاضی ٹولہ	ہوا ہر باد میرا دل تو یہ نقصان کس کا ہو منصف جمیلی سمجھو تجھیں دیکھو کہ اس میں کون ہوتا ہو کوئی پرہیزاں نہ ہو تو مرنے والے کیا کریں جی کر خدا رکھے انھیں سارا زمانہ جن پہ مہر تار ہو
ادیب	مناظر	فتنی عظیم الدین کبیل ولد شیخ محمد الدین ساکن قاضی ٹولہ	کب وصف اضافی ہو بھلا جو ہر ذاتی بڑھتی ہو کہاں قدر صرف آب گہرے

تخلص	لمتد	نام و سکونت	وفات	کلام
آزاد	ذوق	خانصاحب محمد علی خاں لد	۱۰۵۹ھ	خلعت بر شنگی کا جو بخشا بہار نے دست جنوں لگے مرے کپڑے اُتارنے شہرہ ترے وحشی کا جو گھر گھر کی دنگ کوٹھوں پہ چنے جالتے ہیں پتھر کی دن سے آغوش میں لیکر تھیں ای سرور عالم افلاک پہ کرتی ہی زمیں ناز شب روز خاک بیٹھوں میں غبار سہر تربت بن کر وہ نہ آئی کبھی تاحشر قیامت بن کر اُچھ کر بہ گیا میں دادی طیبہ کے خاروں
استبیر	امجد	مولوی حکیم محمد سخی ولد مولوی مبارز الدین ساکن سوات	۱۰۵۹ھ	فلاک پہ کرتی ہی زمیں ناز شب روز خاک بیٹھوں میں غبار سہر تربت بن کر وہ نہ آئی کبھی تاحشر قیامت بن کر اُچھ کر بہ گیا میں دادی طیبہ کے خاروں
اشک	مراق	مولوی محمود رضا ولد مولوی احمد رضا جہدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۰۵۹ھ	جھے پہنچا دیا سو صفت تن نے منزل جاں ناک ہوا سے وصل آتیا شک تا یہ ہجر خاک غم خمیران چار عنصر سے مرکب ہو مرے تن کا ہم نے اللہ کے کہنے سے تو چھوڑی نہ شراب محبوب ہوش کی پی تیری حقیقت کیا ہو
اعلیٰ		منشی اعلیٰ حسین ولد مولوی ابہام احمد جہدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۰۵۹ھ	اک نام کرو دیا ہو بلند آفتاب کا خاک ہو اس حسین کے رخ لا جواب کا وہ کہتے ہیں پس مردن ہلا کر مرے شانے کو اُٹھایو قرمان جانے والے پھر قربان جانے کو

میرزا کا نام	تلمذ	نام و سکہ منت	وفات	کلام
آصف		مولوی محمد فضل عثمانی مصنف ہدایت المخلوق ساکن مولوی ٹولہ		خیال کعبہ دویرم بنامذہب سانی را ز خاکِ نفشِ نفیشتن ہر برسے کردہ ام پیدا ز ظلمت خانہ گورم بنامشہرچ علم فہن کہ از نور خدا ہر میرے کردہ ام پیدا
الہام	شفاعت	مولوی الہام الدہلوی شفاعت اللہ حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۲۳۳ھ ۱۹۰۵ء	جھنگنا ای کنوئیں چاہ نہ خداں کے تصویریں مرے پہلو میں دشمن ہوئے دل کون کہتا ہو پہ جو شانِ خدا ہندو کو شوقِ حفظِ قرآن ہو تھکے مصحفِ رخسار پر تل کون کہتا ہو
عجاز		سید عبدالحی ساکن ہسوان ضلع بدایوں مصنف قطع الحوض		سینہ شوق ہو سنو جو یک سہر مو عشق کی دل پہ وہ مصیبت ہو
آقا		چودھری فصاحت لکھنؤ چودھری یاد علی ساکن غازی پور	—	ہمیں سے تو کرتے ہیں اطہار الفت ہمارے ہی سر کی قسم کھا رہے ہیں
باقر		مولوی جمال الدین و لد مولوی مستجاب الدین متولی ساکن نجد سہ تحفہ	۱۲۷۲ھ ۱۸۵۵ء	ہم تن ضعف ہو گیا باقہ وہ جمال اور وہ جلال کہاں باقر و ما رخ شعر و سخن اب کہاں ہمیں وہ دلولہ وہ جو ش طبیعت نہیں رہا
برق	امجد و ملوک	حاجی ارشد حسین ولد مولوی حسن بخش حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء	مارا غمڑے سے تو تھوکر سے جلایا سہ بار وصلے پست کچے خوب فنا کے غم نے

تخلص	تلمذ	مہم و سکونت	وفات	کلام
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	اندلس سے گستاخا جس کا یہ بے رخی اس کی
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	اکیلا چھوڑ کے جاتی ہو جان نہ ارسٹھے
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	بل بے بے مہری کہ مرزا سن کے میرا لٹ نہ کی
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	اور کہا تو یہ کہا "اچھا ہوا اچھا ہوا"
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	یوں خاک میں ظالم نہلا اس کو ابھی سے
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	ای پر فلک سبیل دل ریش جواں ہو
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	میں نے اپنا جامہ ہستی حوالے کر دیا
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	منظم آئی دیکھ کہ خنجر کی عربانی مجھے
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	تخود فراموشی کا باعث و شناسی ہو تیری
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	کھو گیا وہ آپ جو تیرا شناسا ہو گیا
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	کیا نظر لگ گئی رقیبوں کی
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	مجھ پہ وہ آپ کی نظر ہی نہیں
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	لوک شرہ پہ شک لئے مردان چشم
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	موتی پرور ہے ہیں ترے ہار کے لئے
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	فرقت کے بچ و غم نہ اٹھایا کریں گے اب
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	سب آفتیں زباں کے سبب ہم پہ آئی ہیں
بہار	بہار	خان بہادر حاجی مولوی مہدی اللہ	۱۳۳۳ھ	کچھ راز دل زباں پہ نہ لایا کریں گے اب

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
میرزا ۱۹	صبر یونی	منشی گروہاری لال ولد منشی پور شاکی لال کلکتہ ضلع بنیالیہ	۱۹۱۲ء	کہا اُن سے نہائے کو تو بولے ایک بھادوں میں جگہ پوچھی تو فرمایا چند دیکھو کہ ساغر ہو جان و دل سے میں ابھی حاضر ہوں آئے کے لئے
یحییٰ ۲۰	واعی و مولوی	قاضی عبدالحی ولد قاضی نذر شاہ حیدری ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۱۶ھ	بیمج دو قسم عمر رفتہ کو بلانے کے لیے آتوئی کچھ ہی کچھ گریبے چہرین اچھی صورت ہو پھر فدائیں ہم
ناتھیر ۲۱		مولانا امتیاز احمد ولد مولوی احسان اللہ دہلوی ساکن مولوی ٹولہ (پھر پویش انتقال ہوا)	۱۳۱۶ھ	مولانا امتیاز احمد ولد مولوی احسان اللہ دہلوی ساکن مولوی ٹولہ (پھر پویش انتقال ہوا)
تسخیر ۲۲		منشی عاوت حسین ولد شیخ امان اللہ ساکن شہباز پور	۱۳۲۰ھ	سروید مدح سرور مریم دل آکھہ بیشک نہیں لڑا بھیٹے چشم پوشی کا کھل گیا باعث کیس و کر رہے ہو کیا اندھیر کیوں بلا ہو گئے ہو کیا باعث
تسلیم ۲۳	بہار بیرونی	منشی نواز حسین ولد منشی احتشام الدین صدیقی ساکن سہسوان ضلع بدایوں	۱۳۲۰ھ	منشی نواز حسین ولد منشی احتشام الدین صدیقی ساکن سہسوان ضلع بدایوں

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
شریاف	امجد	منشی عثمانیستاد عرف علی جان	۱۲۰۰ھ ۱۸۱۵ء	کسی ڈھب کئے قاتل سے بدوم اپنی جاں لیکر
جلیل	امجد	کیونہ لشیج احمد بن علی ساکن قاضی ٹولہ شیخ محمود حسین دلشیز فصیح الدین	۱۲۰۰ھ ۱۸۱۵ء	چلا تو جاؤں لیکن جب دل بیمار جانے دے ہماری گریہ وزاری تو دیکھو
جوان	افش	ساکن مردھ ٹولہ الف خاں عرف الف شاہ ولد	۱۲۰۰ھ ۱۸۱۵ء	پہ عین رحمت باری تو دیکھو کیا تشریف فرط شوق میں جب نام احمد کا
جوان	افش	نامہ لڑخاں بانی سرا الف خاں (انتقال اگرہ میں ہوا)	۱۲۰۰ھ ۱۸۱۵ء	بین بزم ہمالیہ کا غز سبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا نہ تھے معشوق پر بھی ہوتی ہو تاثیر عشق کی
جوان	افش	مولوی قائم علی کیل لدو لوی شیر علی ساکن قاضی ٹولہ	۱۲۰۰ھ ۱۸۱۵ء	چنگی کلی جو بلبل سوزاں نے آہ کی بیاد و برق رخسار ختم جولاں تڑپتے ہیں
جوہر	افش	منشی انبکا پرشاد و تحریر یونی ساکن نکھٹا ٹولہ گویان (دو منجھٹ)	۱۲۰۰ھ ۱۸۱۵ء	ہمارے خرمن ہستی کو بجلی نے جلا یا ہو اے اُس دم آج وہ دل را اور آرام روح
حاضر	افش	منشی کا لکنا پرشاد و لد منشی اندھیت کا بیہیت ساکن کوہ بانڈا	۱۲۰۰ھ ۱۸۱۵ء	زاری دل زری سرخ درو دوری دور دور تڑپنا برق کا جو آسماں پر شکل بسبل ہو
حاضر	افش	مولوی حاجن کیل لدو لوی احمد حسن حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۲۰۰ھ ۱۸۱۵ء	کسی ہائے کی بجلی یا کسی میناس کا دل ہو نہیں خال سمجھو یہ سب ٹھیں جانائے
حاضر	افش	مولوی حاجن کیل لدو لوی احمد حسن حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۲۰۰ھ ۱۸۱۵ء	ہوا فراں روا زنگی کوئی کاب پرخشاں پر کیا شرمندہ اس نے اُس نے مجھ کو سرخ و یارب

تخلص	نمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
۳۱	حضرت	قاضی غلام شہر قاضی غلام حیدر حمیدی قاضی ٹولہ بدہ چاہ میر	۱۲۰۰ھ ۱۲۰۱ھ	گلے ملتے ہی بجتی ہو حیاتِ جاوداں مجھ کو بجھا تھا خنجرِ قاتل بھی شاید آج بیاں میں ارنی کی نظر سے کا تھا حد کس کا مجھ کو بے دیکھے ہی غش آئے ہیں جلوہ کس کا بے طلب کیونکہ ہو حاضر اسب بلبا بھی لیجئے مدتوں سے حسرت خانہ خراب آئے کوہِ
۳۲	حسن	مفتی ابوالحسن صدر الصدود ولد مفتی سلطان حسن عثمانی بدایونی نثر البہار	۱۲۰۰ھ ۱۲۰۱ھ	تری لاف کے ہاتھ جاں بچا ہوں میں سوئے میں جس گراں بچا ہوں صبح در محل آں منچر بانگیں من کہ خود زدم و رندانہ رواں خم شد تو شمع میں اور چہرہ دلبر میں بہت فرق یہ نور کی تصویر ہو وہ نار کی تصویر فنون عشق میں تھا قیس طفلِ اجد خواں ہمارے فیض سے نوبت فراغ تک ہو بچی
۳۳	حشر	شیخ رسول بخش دلشیر محمد کام ساکن سوختہ	۱۲۰۰ھ ۱۲۰۱ھ	افسوس ہو کہ وہ بھی جہاں سے گز گیا اب حشر کہہ کے کس کو پلا کریں گے ہم کھینچ کر نقشے میں مانی بہت بے پیر کے ہاتھ چومتا تھا کبھی اپنے کبھی تصویر کے ہاتھ

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
درویشی	کشفی	مفتی محمد علی ولد مفتی محمد اسماعیل جمیدی بدایونی قاضی ٹولہ	۱۲۱۴ھ ۱۲۱۸ھ	احسانتِ ہوں میں دلِ خار خار کا خانہ خراب ہو جو اس انتظار کا جب ہوگی تو ہوگی زندگانی اب تو ماہیں موت بھی نہیں ہو
ذکر	فراق گنوی	ذکر رسول حکیم حاجی محمد علی ولد شیفہ دہلوی ولد مولوی مبارز الدین تپائی مفتی	۱۲۳۳ھ ۱۲۳۹ھ	نوت گوئی اور تڑپ شاعری ہوا و چیز اس میں ہیں عجائز تہ اس میں بہت لگا دہیں خود غل لکھتا ہوں غم دہڑھتا ہوں اپنی بزم میں کون سا مداح ہے میری برابر ان فوں
دو کا		مولوی رحمت علی زولوی پوری فتی جمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۲۳۳ھ ۱۲۳۹ھ	سنگ برف تھے کہ تسلیم دیا ہے نبود قیثہ برپائے کہ نقش کئے دل کے نبود رسانہ گر بکاک دل بکھا ہنش قصہ مارا بہا بخش نشان را رم متاعِ دین دنیا را
رحمت گوہر پوری	مفتی ام لال مختار ولد مفتی شب لال کاسٹھ ساکن گوہر پانڈا شعرا دل جو صنعت مہر خجہ موصیہ			خوب ہو خوب ہو حصول جو ہو گل تو بلبل کو مجھ کو وہ گل رو لے خزانہ قاروں تو لوں نہ غم کے عوض کہ ایک داغ جگر دوں نہ سودِ رم کے عوض
ریح	شیخ فضل احمد ولد شیخ حسن جمیدی ساکن سید بارہ راجہ کابل پور کے کلام نثر لکھا	۱۲۳۳ھ ۱۲۳۹ھ	چھٹی ماہ پنجم کی تاریخ تھی عدو کا ہوا سوختہ جان و تن	

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
رستم		مولانا فیض احمد ولد مولوی حافظ غلام احمد عثمانی ساکن ہواوی ٹولہ		رسا ہائے غیب نے دی ندا کہ پیدا ہوا آج اختر حسن نم جسے چاہو چڑھا لو سر پر ورنہ یوں دوش پر کال ٹھہرے
نکلی و فراق		قاضی حاجی عنایت حسین ولد محمد تقی حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۳۵ھ ۱۹۱۵ء ۱۷ دسمبر	پاکوں سے جاتے ہو کوئے یار میں سر اٹھا رکھا ہی کس دن کے لیے بجہرہ مل دو کچھ کر اغیار کو کی آنکھ بند
رضا	مناقیغ	قاضی عنایت عنایت علی ولد قاضی موسیٰ مسما حمیدی ساکن سید بارہ	۱۳۳۵ھ ۱۹۱۵ء ۱۷ دسمبر	پردے پردے میں انسا را ہو گیا کلام دونوں کے ہیں مخالف کسٹہ فاتح بھی کابنا زبان خجری کہے ہی پس پس گلو کہے ہی کمی نہ کرنا مڑ مڑ کے وہ کیوں دیکھے ہی کچھ نعش رضا کو کیا باقی ہی ظالم کا ارادہ ابھی کچھ اور ہجری موت کر مدد ہی بخت وصل جاناں ہی زیست باعث اضطراب دل اپنا ہی رفعت شہریت عشق کا ہوا باعث ناگشت نہ است زلف تو با شاہ آشنا دو انگلی دست با ہمہ فرزانہ ۷ شنا
رفعت	احمد	مولوی نعمت اللہ ولد مولوی محمد بن حمیدی ساکن قاضی ٹولہ		
ریحی	غالب	منشی ریاض الدین محمد ولد قاضی عبدالواسع قاضی خانی صاحب قاضی ساکن ہواوی	مخروغ ۱۳۳۵ھ ۱۹۱۵ء ۱۷ دسمبر	

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
زار ۴۵	مولوی علی داد و اللہ پھلدار ولد	مولوی علی ارشد جیدی کل قاضی ٹولہ	۱۲۴۳ھ ۱۸۵۶ء	دے بکوسے تو گم کروں ایم۔ نام خدا تجاہے نکنی گر ترا خبر با ستر آلودہ خاک سے کیا دامن نگار کا کیا تائب وصلہ تھا ہمارے غبار کا بہر کبیرا مدفن یہ اپنے شمع کی کب احتیاج ہو ہر داغ دل چراغ ہمارے مزار کا
زار ۴۶	مولانا شمس الدین الخطیب چچا بڑاں	ولد مولانا شیخ سید اللہ قاضی کل قاضی ٹولہ	۱۲۹۰ھ ۱۹۰۳ء	کنگرہ سین چوں خدایاں شدہ خندہ اوار بن دندان شدہ
زار ۴۷	مولوی انصاری حسین کل قاضی ٹولہ	مولوی انصاری حسین کل قاضی ٹولہ	۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء	غراق بے خودی سے اس نے مجھ کو خیر جاننا ذرا سو نشہ صہا سہ ہشامی اتر جاننا
زار ۴۸	ہر حسین بخارا۔ جیدی ساکن	بیدوں ٹولہ	۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء	ترقی پر بھی یہ ہو گا نہ اس طرح کے مقابل کا بڑھے گا چو دھویں تک اور دھبہ ماہ کال کا
زار ۴۹	مولانا سراج الحق ولد مولانا	فیض احمد رسوا عثمانی ساکن بولہ ٹولہ	۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء	تشنہ دیا رہوں میں جاں بلب شریت دیدار پلا دے مجھے
زار ۵۰	شیخ سادات اللہ و شیخ محمد ولد	ساکن سہد بارہ	۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء	ہر کہ در عشق بنی چشم ترے میدارد او بصدر لطف بجالش نظرے میدارد شاخ ہر گل محبت ثمرے میدارد ای سادات بجالش اثرے میدارد

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
سید	مناظر	چودھری سید الدین حسین لدھیانہ چودھری فضل حسین کھٹک برکٹ ۱۲۹۴ھ ۱۲ جون	۱۳۱۳ھ ۱۳ جون	گو یا کہ نقشِ شب مرا تو بزمِ قبر ہو وہ فاسخ کو آئے ہیں تسخیر و کھینچے جہاں کے آئینہ رویوں سے الفتِ فنا بنا ہو ہمارے طوطی دل کا حلب میں آشیانہ ہو
شاہ	مناظر	مولوی ضاحیہ کوئل لدھیانہ حکیم نیاز احمد توبلی ساکن سوہتہ ۱۳۱۳ھ ۱۳ جون	۱۳۱۳ھ ۱۳ جون	بھڑکے اکریں گے مست ترے دن حساب کے دے دے کے آفتاب کو چھینٹے شراب کے بھڑکے تو سا قیام مرے پیالے کو بنگ سے کاڑھی چھینے گی آج کسی سبزہ رنگ سے
شاہ	مناظر	مولوی ابراہیم کیش لدھیانہ ہز جہیز حمیدی ساکن سید باڑہ		زیادہ اس سے شاعرِ غنہ عاشق کا کیا ہو گا ہمارا سر ٹپ کر جا پڑا قاتل کے دہن پر
شاہ	مناظر	مولوی سید الدین ولد مولوی صیغ الدین عباسی ساکن چاہ میر ۱۳۲۲ھ ۱۳ جون	۱۳۲۲ھ ۱۳ جون	غضب کی بات ہو غیار بھی مرنے لگے اُن پر ہل حصہ ہمارا ہو نصیبِ دشمنان کیوں ہو دستِ سفاک جو دم بھر ٹھہرے دیدہ بازی تہِ خنجر ٹھہرے
نثر	مناظر	مولوی حاجی علی بخش خان صدر اعظم ولد مولوی سلطان بخش ساکن ۱۳۲۲ھ ۱۳ جون	۱۳۲۲ھ ۱۳ جون	رقیبوں کے گھرا نا جانا مبرا ہو تم اچھے سہی پر زمانہ بُرا ہو جلوہ ہو لبِ بامِ جواس رشکِ پری کا خورشید پہ عالم ہو چراغِ سحری کا

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	کلام
شعاع		پنڈت نراین داس پراسری	۱۹۰۹ء میں ہوں گا جب تاکے نہ مانگوں گا کبھی سہ دہن کے نہیں ہوں گے عاشق کے زباں کہیں ہو ہماری آہ و گریہ سے یہ ہو قائم جہاں ورنہ
شعاع	نوا	مولوی شفاعت اللہ ولد شیخ	۱۹۰۹ء نہیں بانی پکیوں ہوا وزیں پر آسماں کہیں ہو عکس اپنے ننھے کا موتی حاصل احمر ہو گیا سختاوت اللہ حمیدی ساکن میں تیرے لیے یار جو رسوا نہیں ہوتا عالم میں ترے حسن کا شہر نہیں ہوتا
صبا	کاشن	منشی صاحبزادہ منشی خٹا	۱۹۰۹ء غبار سے خالی ہو شبنم وصل کی خلوت اندیشہ نہ دل میں ہونے آنکھوں میں حیا ہو مے شوق شہادت کو عبث بدنام کرتے ہیں مجھے کھینچے لیے جاتی ہو مٹی کوے قاتل کی
صبر		منشی بادیو سہا ولد منشی الفت	۱۹۰۹ء اشارہ جب کبھی پانی ہو عرض حال کرتی ہو غضب ہو آپ کے ایما پر جلتی ہنر بانیری
صفا	مذاق	مولوی عبدالحی وکیل ولد مولوی	۱۹۰۹ء ہو جائے گا ثبوت دہن وقت عرض حال نقیہ الدین مولیٰ ساکن سید باڈہ

تخلص	قلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
۶۰ ضمیمہ		مولوی علی صفی اللہ ولد مولوی علی شاہ حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء	بہارِ باغ گو فصل خزاں میں صاف فانی ہو گلِ باغِ دلِ بلبلِ گلستاں کی نشانی ہو ہیں گلشنِ بہتی میں خزاں دیدنِ شجرِ ہم کیا ڈالے نظر کوئی نہ گل ہم نہ شجرِ ہم اک عمر میں شربِ صل کی کھلائی ہو یارب یہ رات تو ایسی ہو کہ دیکھیں نہ سحرِ ہم
۶۱ صوفی	مذاق	سید اکبر حسن ولد سید دولت علی نقوی ساکن سید بارہ (بکریا چیلہ)		
۶۲ صوفی	منیر	منشی فضل علی لدنشی ہادی علی حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۳۵ھ ۱۹۲۰ء	بے وفا آستانہ نہیں ہوتا آستانہ بے وفا نہیں ہوتا معالجِ مرضِ دل ہو تلِ ہتھیلی کا مرے سیح کی مٹھی میں ہو شفا میری
۶۳ ضیاء	منیر	مولوی اشرف علی وکیل ولد مولوی اشرف علی نقیس حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۳۵ھ ۱۹۲۰ء	مجھ کو تم سے عشقِ خاص اور تم کو سب پر لطفِ عام میں بٹھائے واسطے ہوں تم زمانے کے لیے
۶۴ صوفی	مذاق	مولوی حافظ معزز علی ولد مولوی مکرم علی حمیدی ساکن مولوی ٹولہ	۱۳۳۵ھ ۱۹۲۰ء	ساخیں جو تو جیس ہی عکسِ مریخِ صنم ہم تاب میں ہو لطفِ عجبِ آفتاب کا حدا کی ہو قدرتِ جو واہ واہ یہ صورتِ تمھاری تمھاری نگاہ
۶۵ عزیز	غالب	مولوی عزیز الدین منصف ولد مولوی اسد الدین فرخزوری	۱۳۳۵ھ ۱۹۲۰ء	قاتلِ جوا پنا ہو ہی اب سو گوار ہو اس موت پر حیاتِ خدا جاں نثار ہو

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
عطا	قمر الدین	قاضی عطار الدین ولد قاضی حسن انصاری جمہوری ساکن سید باڑہ	۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء	ہماری آتش شوق اور بھڑکی چلے جس وقت وہ دامن اٹھا کے چھوڑو مجھے خدا پہ نہ فکر دوا کرو بس اب دعا کا وقت ہو تم بھی دعا کرو کیا چہ منہ کو آتا ہو عطا انہار غم کئے اگر یہ جانتے ہوتے تو اذیت ہی نہ ہم کئے
عطر		احمد حسین ولد حکیم فخر الدین جمہوری ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۳۵ھ ۱۹۱۹ء	کہتا ہوں ان کے رنج کا پسینہ غور سے ای عطر اس طرف سے کچھ تم ادھر سے ہم دل بے جھننے کہ جنس ان میں تیری تیغ عشق نے بسل کیے
غم		منشی چھوٹے لال ساکن چلے محلہ (رو صنعت محراب خصوص کپرو)		میں میں کام کی رکھی نہ گنت نے زبان میری غضب ہو خواب گونگے کا ہوئی ہو دہشتاں میری
فاخر	منیر	منشی فخر حسین ولد منشی چشم الدین صدیقی ساکن بہاول ضلع بدایوں	۱۳۳۵ھ ۱۹۱۹ء	کڑی سہتا ہوں میں امید بدلتا زمانہ میں بڑھیں گے طوق جبلان کے کیٹس گی بیڑیاں میری
فخر	امجد	شیخ افتخار الدین ولد شیخ ضعیف الدین ساکن ٹھہرا زپور		دل میں عشق بتاں سما یا ہو جان و ایماں کا اب خدا حفظ حاکمیتی ہو یاد آتی ہو جب پیری جوانوں کی کبھی ہر سر پہ چڑھائیں گے اہی پیروں سے ملتے ہیں

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
فداؔ	رسوا	مولوی غلام شاہد ولد عبارت الدین ساکن سوگندہ		سینہ و دل ہی شرابِ پیر ہجرال سے کباب چو شکر یہ پہ غضب دیدہ خونباری آج نہِ فرقت نے کیا مجھ کو سراپا آتش غمِ جاناں میں مری جان گرفتار ہو آج
فریدیؔ	مناق	مولوی اعتقاد اللہ دلشہج عزیز اللہ فاروقی ہانک چاہیر		میسر نہ ہو دیدارِ جاناں دیرو کعبہ میں مریخیں کیوں ہو پیر و پیرِ مغاں کیوں ہو ہلکا نظروں میں دلوں پر ہو ابھاری زاہد خالی شیشے کی طے رند اٹھانے آئے
فضلؔ		مولوی فضل حسن ولد مولوی علی حمیدی ساکن محلہ قاضی ٹولہ	۱۲۱۹ھ ۱۶۹۹ء	فضلِ خدا سے فضل کو سب زینتِ نیل ہو فضلِ حسین لایقِ فضلِ حسین ہو
نگارؔ		مولوی محمد حسن ولد مولوی بلال منصف حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۳۹ھ ۱۹۲۰ء	دیکھنا جلوہ سنہ فضل کراس رخ پر نور کا حضرت ہوسے اکھیں نہ ہو کا نہ کھانا طور کا آفتاب و چرخِ شمس کو کہتے ہیں نگار ایک پچھا ہا ہر ہمارے زخم کے ناسور کا
قادیؔ		ملا عبد القادر مورخ بدایونی حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۰۳ھ ۱۵۹۵ء	(ضمیمہ صفحہ ۱۸۸۸ پر ملاحظہ ہو) تمتہ فہرست ہذا صفحہ ۶۲ پر ملاحظہ ہو
قرآنؔ		مولوی قربان حسن خان بٹیر نوآ بدایونی حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۰۰ھ ۱۸۸۲ء	یوسف و شوش کے حسن سے ہر کوہِ مصر ہو آبادیں برداش میں کنہاں نئے نئے

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
۱۰۰	مناوق	قاضی قمر الاسلام ولد قاضی عبدالکلام عباسی ساکن چاہ میر	۱۳۲۲ھ ۱۹۰۶ء	یہی کھٹکا ہو جانے سے غیر لگ جائیں گے ٹھکانے سے ہر خزاں میں بھی فصل گل کی بہا نرد و پتہ بہار کرتے ہیں
قیس		مولوی فضل الدین ولد مولوی محمد یوسف عباسی ساکن چاہ میر	۱۳۲۲ھ ۱۹۰۶ء	جنوں پسند مجھے چھانو ہو بولوں کی عجب بہار ہر آن زرد و نہر بولوں کی گل و بلبل کے تحلف کو صبا کیا سمجھے ایک دتا ہو تو کھندہ زناں رہتا ہو
۱۰۱	عارف	حکیم سعید الدین ولد مولوی سائل الدین دہلوی ساکن فرشتوری ٹولہ	۱۳۲۲ھ ۱۹۰۶ء	نظارہ گل عارض سے جو لفظ ہو جدا تو کیوں نہ خار کی مانند چشم تیریں چھپے رہے نہ کیوں غلش خار غم اسے کال کہ جس کے رہزہ الماس غم حکم میں چھپے
۱۰۲	کاشانی	حکیم الشافعیین لد شیخ مصلح الدین فرشتوری ساکن فرشتوری ٹولہ	۱۳۲۲ھ ۱۹۰۶ء	ملک جنوں کا شاہ ہوں و رہم کی جان مجھے دراغ جگر یہ نہر دویئے ہیں بہار نے سلسلہ غیر سے کیوں تم نے بڑھایا صاحب اپنے دیوانے کی زنجیر بڑھائی ہوئی
۱۰۳	کشتی	حضرت لہنا شاہ سلامت ولد شیخ بکر ولد شہزادہ نورانی فرشتوری	۱۳۲۲ھ ۱۹۰۶ء	خرام و غمت صحرا بہ صحرا کجائی ای نگار من کجائی

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
کیف	مرزا داغ	مولوی سراج الحق ولد مولوی الحق عثمانی ساکن مولوی ٹولہ	۱۳۳۳ھ ۱۹۱۳ء ۱۹۱۳ء	عنا ب لب لب محمد سے ہو سرشار کشفی کو حلال ایسی شراب یہی ہو رات دن نالہ و فریاد کیا کرتے ہیں اس بہانے سے مجھیں یاد کیا کرتے ہیں اس قدر شوق ہو ان کو ستم آرائی کا گھر میں بیٹھے ستم ایجاد کیا کرتے ہیں
لفظی	مداون	شیخ متیاز الدین ولد شیخ کمال الدین غزنوی ساکن چاہ میر	۱۹۲۱ء ۱۹۲۱ء	تہرا ز فجا جلانے کا اس کو نہ تھا خیال اغیار کے لگانے سے وہی کفن میں آگ وہ سرد مہر غیر سے ہو گرم اختلاط کیونکہ نہ مشعل ہو میر و جان نہ پرک
مال	غائب	میر عالم علی خان لیسر دار بہادر میر مودود بخش خاں مودودی ساکن سہسوان ضلع بدایوں		گل پوش بعد مرگ ہمارا مزار ہو کیا لطف ہو کہ عین خزاں میں بہا ہو کیسٹیں نئی ہیں خرابات و ہر کی جو ہوش میں نہیں ہو وہی ہوشیار ہو
مبارک		مولوی مبارک لدہ منصف ولد تبارک لدہ حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ ۱۳۳۳ھ	وعدہ فردا کا قیامت ہو مبارک کے لیے آج کی شب کو شب وصل بنا و صاحب چند ہی چھپکھپائے دی چند امورے من کی ٹمائے دی وہ بھیڑ کی بات بتائے دی جو جانت ناہیں ناگزیر یا

تخلص	تلمذ	نام و کنیت	وفات	کلام
مستقین	دراغ	منشی محمد بن شمس مبارک الدین ساکن سوختہ (محمد بن صاحب نازش بدایونی کے والد تھے)	۱۸۹۹ء	مخل تمھاری مخل اب کا ہے کو رہی ہو سرکار ہو گئی ہو دربار ہو گئی ہو ہو آفتاب خواہش بادہ کیے ہوئے پھرتا ہو صبح صبح پیالہ لینے ہوئے آچھ پاشور قیامت ترے دامان کے تلے فقتہ سوتا ہو ترے سایہ فرگاں کے تلے جا بھر کوئے آڑے دل کی پس کروں پرواز نہیں ہو برق صفت ہاتھ میں غناں میری چھوڑے میرا گریبان بڑھ اسی دست جنوں اس میں کیا ہو کہ جو ناصح کے گریباں میں نہیں روئیں مجھے پیش مجھے دم لینے راسبل کے پاس مرے عزیز و اقربا کیوں جمع ہوا قتل کے پاس
محشر		مولوی کریم ثم ولد حافظ علام مصطفیٰ ساکن سوختہ		
مختو	مذاق	مولوی شمس احمد ویل ولد مولوی ذبیح امیر مانی کمال مدرسان قاضی ٹولہ	۱۳۳۲ھ ۱۹۱۶ء	وائے ناکامی کہ مرغ نامہ بر وان تک پہنچا کہ عنقا ہو گیا فطروں میں گو سبک ہوں پدل پر گراں نہیں کہتے ہیں ”دور ہو“ مرے دامن کو داب کے بعد الجاد انا الاوتان والد دوسری عینی بکت قلبی شکا یل الحوسری
محمی	مذاق	قاضی حافظ عبدالعالم ولد قاضی شمس الاسلام عباسی ساکن چاہ میر	۱۳۰۲ھ ۱۸۸۶ء	
غریب	مذاق	قاضی علی محمد خوجا اللہ شاہ ولد حافظ مولوی اسد اللہ حمیدی ساکن سوختہ	۱۳۳۲ھ ۱۹۱۶ء	

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
سنت		حضرت مولانا مولوی فضل رسول قادیانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۰۲ھ ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۷ء	تجھ میں ہم ہو گئے رُفتا ایسے قہری آیا نظر جہاں دیکھا جب یہ سنا کہ چاہ میں وہ خستہ جاں گرا ہنگلی ذوق پہ رکھ کے کہا "کیا یہاں گرا؟" چاک کس دن شب بجراں کا گریباں ہوگا وصل کی صبح کا کب ہاتھ میں داماں ہوگا
سکین	مولانا	شیخ عظیم اللہ خاں کافاضی (مشق کلام سب تلف ہو گیا)	۱۳۴۲ھ ۱۹ نومبر ۱۹۲۵ء	قرآن سے حدیث کب جدا ہو وہ شمس یہ شمس کی ضیا ہو قرآن کا حدیث حاشیہ ہو کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہو
مظہر	ذوق	مولوی مظہر حسن صدر علی ولد مولوی عبادت اللہ ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۲۵ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء	دردانہ درج مصطفیٰ ہو ہمیں خورشید کہیں رنساب بجا کہہ کر یار کو چرخ چارم پہ پڑھا رکھا ہو اس جفا کا رے اُمید و فاکھتا ہو
مبین	درد و قوا	مولوی مبین الدین شیخ عبداللہ جمیدی ساکن قاضی ٹولہ بی بی پور	۱۳۵۰ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء	میں دو آنہ ہوں میتن اس تھی دانائی کا صدی چکر بستے دوز میں پر مجھے آرام ہی ہو میں نقش کش کف پا ہوں مرا کام ہی ہو

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
میتاڑ	نوا	مولوی نجف علی تحصیلدار ولد مولوی علی اودا اللہ حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۲۸۶ھ	جس کو میری طرح سے ہو کھینچا مقصود نسخ دل اسے سے جو کہ ہونو دشتاؤ نو درخ باد آتا ہو جو وہ طرہ طرار مجھے پتھ پر پیچ دکھاتی ہو شب تاب مجھے
۹۵	میتاڑ	مولوی حکیم ممتاز الدین ولد حکیم فتح الدین فرخوری ساکن شوری ٹولہ	۱۳۱۰ھ ۱۲۸۹ھ	مشہور تھے مجنوں اب انابلی ہو لب پر آغاز وہ دیکھا یہ ہو انجام ہمارا رات بھاس کی گلی میں خاک پانی تا سحر دل نہ ہاتھ آیا خدا جانے کہ مدھ جاتا رہا
۹۶	میتاڑ	مولوی اب اللہ بن لد مولوی بن میتاڑ ساکن سوہتہ	۱۳۱۰ھ ۱۲۸۹ھ	موجد از سیکدہ امروزہ شانے بجا ست دست نکارہ بکھے مینا سے غزل تازہ نو یسم موجد خامہ را بار و گر قط زدہ ام
۹۷	میتاڑ	مولوی مہدی علی لد مولوی فضل الدین حمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۱۰ھ ۱۲۸۹ھ	پلیکے کھا رچھاڑ میں تو فیروٹھوٹھنا اب بے ایمان کے تیں کچھ سوچھتا بھی ہو ہوئی اولاد نہ قاضی کی اگر نا ہخار کس طرح دیہہ جاگیر کو پلٹے کھاتے
۹۸	میتاڑ	عبدالرحمن خاں جلد ساز ولد خیر علی ساکن قاضی ٹولہ	۱۳۱۰ھ ۱۲۸۹ھ	کیا بناؤں جو دل کی حالت ہو شکر ہو! آپ کی عنایت ہو

تخلص	تلذ	نام و سکونت	وفات	کلام
ماہی ۹۹		شیخ جال خاں ولد شیخ سنگن فرشوری ساکن فرشوری ٹولہ	۱۰۰۰ ۱۵۶۹	بے وفا اُس کو جانتا ہوں مگر پھر بھی اس سے مجھے محبت ہو تراخ از مئے سعادت مدام گل رنگ است مرا بھکر و دانت جو غنچہ دل تنگ است ہر سببائے کہ خود را کمتر از مورے ندید عاقبت بر باد گشت و آں سببانی گشت
ناہق ۱۱۱	معروف مولوی نظام الدین ولد مولوی دہلوی	۱۲۸۵ ۱۲۸۶	۱۲۸۵ ۱۲۸۶	آدمی آتے ہیں دنیا میں مسافر کی طرح ہو سرائے کا رواں یہ رہ گیا وہ رہ گیا باطن کو چھپکا دیکھ کے کہتی ہو ساری خلق کیا خوب آدمی تھا یہ کیوں بولنا نہیں
نہیں ۱۱۱	مولوی اشرف علی تحصیلدار ولد مولوی جنھت علی تحصیلدار جیدی ساکن قاضی بجرم بناد گوی عجان لی گئی منشی رجبی ولد پندرست چنی لال ساکن کو پچہ پانڈا	۱۲۸۵ ۱۲۸۵ ۱۲۸۵ ۱۲۸۵	۱۲۸۵ ۱۲۸۵ ۱۲۸۵ ۱۲۸۵	مرنے کے بعد بھی نہ گیا ضعف کا اثر مدت کے بعد اُن کو ہماری خبر گئی سرنہ ٹھکراؤ مراد کیوں غضب ہو جائے گا چوم لو بھکا بانو کو ترک ادب ہو جائے گا اس دلِ فتنہ کی خرابی کا ہر تری چشمِ فتنہ زبا باعث ہائے پہلو سے آج وہ بھی گیا دل جو کچھ دل لگی کا تھا باعث

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
نوا ^{۱۰۳}	بقا دہلوی	نواب شاہ عبدالغنی خان الخاٹک سہری ہندو طوطی ہندو لد مولوی بیل اند ساکن قاضی ٹولہ	۱۷۳۳ء ۱۸۲۲ء	تصور میں تری آنکھوں کے ہم بادم سے کھیلے خیال چشم بیگوں میں شراب و جام سے کھیلے سوا و زلف میں کھرے ہر کا کل دے روشن پر یہ کالے صبح تاب اللہ اکبر شام سے کھیلے
بیر ^{۱۰۴}	مذاق	مولوی علی حیدر ولد مولوی امیر حیدر جمیدی ساکن قاضی ٹولہ	۱۷۹۲ء ۱۷۹۲ء	کہتا ہوں کہ اغیار کے جلسے میں نہ بول لو مصلحت میں ہم دیکھتے ہیں جلوہ صانع کرس بت سے عیاں شان خدا فی نہیں ہوتی ہر تخت دل لگیں ہو جو انصاف کیجئے شہرت اگر نصیب میں وصل نہیں نہیں ہمارے کام پہ ہر چند آسمان پھرے تجھے قسم ہو جو تو اس طرف کو آن پھیرے
وہیل ^{۱۰۵}		مولوی محمد وصل عباسی ساکن چاہ میر (دشتان) قاضی کرتے تھے		
وجہ ^{۱۰۶}		مولوی اشجع الدین لد مولوی مبارز الدین متولی ساکن بھٹہ	۱۷۹۲ء ۱۸۴۵ء	رباعی و غمہ کا کہنہ ہو مضمون لکھا نعتِ ش میں تو نو ہو گیا ان کا ہو نہ شکوہ نہ رقیبوں کا گلہ ہو آیا مری تقدیر کا لکھا مے آگے غیر ہم بزم تھا ہم پھر گئے شکوہ کیا ہو ہم سے بیٹھا نہ گیا تم سے اٹھایا نہ گیا
وجہ ^{۱۰۷}	مذاق	مولوی غلام عوث لد مولوی عزیز الدین عباسی ساکن چاہ میر		

تخلص	تلمذ	نام و سکونت	وفات	کلام
وشت	رسوا	مولوی احمد حسن لدیو لوی	۱۳۰۰	ہو جو انجام محبت پہ تو ہو پیرا پار پر غضب ہو سی ڈوبا تھ تو پیرا پیرا ساقی ہو سخن باغ ہو آگٹھا کی ہو مجھ زہر بادہ نوش پر رحمت خدا کی ہو زاہد پیادہ پا سوئے کعبہ آگ گسیا وشت حریم یار کو ہم سر کے بل گئے
دہشت		لالہ ہر سکا ولد لال رکا کاکچھ	۱۱۶۶	میخو ارہ را بنو بے عصیاں چہ حاجت است سکینہ ساکن ہواں طلحہ بیا بیا جلتا ہوئی و بچی چو منع شیوہ رندی کنند خلق من کے دریں معاملہ تقصیر می کنم
وشت		مولوی غنی رضا ولد مولوی	۱۳۰۲	زینت گلشن آگرہ وہ میرزا ہو جائے گا پھول کر ہر گل کا پیرا ہن قبا ہو جائے گا چو نائیں گی بصد فنا اپنی ہڈیاں دولت سراے یار کی تعمیر کے لئے ظہور نور و ات اندر قبائے بندگی کروند خداوند چہ پنہاں آفریند اندریں پیدا تو ز حال ماچہ پری کہ ز خاک ہم نشانیت خبر خرابی ما ز صب شنیدہ ہاشی
ہاشمی	مناق	مولوی قطب الدین لدیو لوی نظام الدین ناطق ہاشمی ساکن چاہ میر	۱۳۰۲	

تخلص	تلمذ	نام و سکنیت	وفات	کلام
بیرنگ		چودھری غلام مصطفیٰ ولد چودھری غلام مرتضیٰ رئیس کھٹڑہ بزرگ ضلع ہمایوں	۱۲۴۳ھ ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء	شیخ کھٹڑے پہ خطا سبز کا آغاز ہوا دروغ گل عیاں سبزہ خدا ساز ہوا

اس فہرست کی تکمیل کے سلسلہ میں جن حضرات سے مجھے مدد ملی ان میں حاجی مولوی عبد الجامع صاحب جامی مولوی عطا احمد صاحب کیمفہ فرشتوری، مولوی طبع احمد صاحب رشتاں، منشی گھمسی نرائین جوتہر دیاوینی اور مولانا شاکر حسین صاحب نگہت سہسوانی خاص طور پر قابل شکریہ ہیں۔

ان شعرا کے علاوہ جن کے کلام کا کہیں نہ کہیں کچھ پتہ چلتا ہو اور جن کا ذکر فہرست مندرجہ بالا میں ہوا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے تخلص کی شہرت سے اس کا پتہ چلتا ہو کہ اپنے زمانہ میں اچھے شاعر ہوں گے لیکن افسوس کہ باوجود تلاش و کوشش ان کا ایک شعر بھی دستیاب نہ ہوا ان کے نام اور تخلص صرف اس اُمید پر درج کیے جاتے ہیں کہ ممکن ہو آئندہ کسی تذکرہ نگار کو ان کا کچھ کلام مل جائے۔ یہ فہرست حسب ذیل ہے۔

چودھری جمال الدین امیر ساکن کھٹڑہ بزرگ۔ مولوی مبارز الدین ایجاد موتولی۔ منشی رام سہائے سلیم منشی مٹھن لال دانا۔ شیخ ذکار اللہ ڈکا۔ مولوی زوار حسین زوار۔ مولوی سجاد اللہ شاہ شیخ سلیم اللہ سلیم شکر اللہ خاں شکر و موزوں۔ مولوی عطیہ علی صلیا۔ شیخ عزیز اللہ عزیز فاروقی۔ چودھری احمد حسن ٹیکل رئیس عارف پور نواہ۔ منشی شیخ پرشاد کشتہ

مثنوی ام خدام مثنوی فخر العلماء عمدة الملک۔ دیوان افشا مولانا حبیب الدین مختص شیخ منظر حسین
مکمل سہو الی۔ قاضی بدرالاسلام مشہور بہ شیخ نیا زاحد نیاز۔ مولوی سمیع اللہ سمیع فاروقی۔
اس مقدمہ میں صرف مثنوی شعرا کی یاد تازہ کرنے کو کافی سمجھا ہوا اور موجودہ
زمانے کی بدایونی شعرا سے جن میں بفضلہ اکثر صاحب دیوان ہیں یہ درخواست ہو کہ
وہ اپنے کلام کو حتی الوسع زبور طبع سے آراستہ دیکھنے کی کوشش کریں۔ اور جن کے
نزدیک مشکل ہو وہ اس کی نقل کسی قابل اطمینان لائبریری میں داخل کر دیں۔
اس فرض منصبی سے سبکدوش ہو کر اب میں اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہوئے
”تجلیات سخن“ کے مصنف اور ان کے کلام کا تعارف کراتا ہوں۔

”تجلیات سخن“ کے مصنف مولانا نظامی ^{۱۲۸۰ھ} مطابق ^{۱۸۶۲ء} میں پیدا ہوئے
ان کا خاندان بدایوں میں صدیقی متولی کے لقب سے ممتاز ہے شیخ شمس الدین عرف
شیخ بڑھن الخاٹب یہ بھی رذاں مختص بہ زہد و اول سلطنت افغانہ میں سرسبز کے
صوبہ دار تھے بعد ازاں امرار عہد اکبری میں داخل ہوئے حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ فی
رحمۃ اللہ علیہ مولوی جلال الدین باقر مولوی و باب الدین متوجہ وغیرہم باکمال
شاعری خاندان کے رکن تھے اور مولوی مجتہد الدین عیش۔ مولوی اکرم احمد شاہ حکیم
کفیل الدین عالی وغیرہم بفضلہ اس وقت بھی موجود ہیں۔

اپنے خاندان کے دیگر شعرا کی طرح نظامی صاحب بھی اس فنی وراثت سے
محروم نہیں ہے۔ ابتداء میں مولوی عبدالحی بیخود مرحوم بدایونی نے شاعری کی طرف
توجہ دلا کر کچھ اصول سمجھائے اور اپنے سامنے چند اشعار بھی لکھوائے۔ رفتہ رفتہ جب یہ
شوق رنگ لایا تو نظامی صاحب نے ^{۱۸۹۰ء} میں اپنی ایک مثنوی ”صبح میلاد“ جو

مطبوعہ موجود ہو بغرض اصلاح مولانا حالی مرحوم کی خدمت میں بھیجی۔ مولانا مرحوم نے جو زمانہ شناس ہونے کے ساتھ ہی طبیعت شناس بھی تھے مثنوی پر اصلاح فرمائی اور یہ لکھا ”صاحبزادے تم شاعری میں اپنا دماغ نہ کھپاؤ۔ بھٹیں خدا نے اس کام کے لیے نہیں بنایا۔ تمہارے دل میں قومی درد ضرور ہو۔ ان جذبات سے متاثر ہو کر واقعات کو لفظ کر لیا کرو تو مضائقہ نہیں۔“ مولانا حالی نے جس طرح نظامی صاحب کی ہنر پرچان لی تھی اسی طرح ان کے استاد مرزا غالب مرحوم نے ان کی پہلی غزل دیکھ کر ان کی شاعرانہ قابلیت کا جو قدرت نے ان کی طبیعت میں ودیعت کی تھی اندازہ کر لیا تھا۔ بقول صاحبت کرہ کل رعنا مطبوعہ مطبع معارف عظم گڑھ صفحہ ۳۴ ”مرزا غالب کی عادت تھی کہ وہ اپنے طے والوں کو اکثر فکر شعر سے منح کرتے تھے مولانا حالی نے جو دو ایک غزلیں کہہ کر مرزا کو دکھائیں تو انھوں (مرزا) نے کہا کہ ”میں اگرچہ کسی شعر لکھنے کی صلاح نہیں دیتا مگر شاعری نسبت میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم شعر نہ کہو گے تو اپنی طبیعت پر ظلم کرو گے“

غرضیکہ مولانا حالی مرحوم کی صحیح تشخیص اور اس قابل عمل تحریر نے نظامی صاحب کے خیالات کا رخ بدل کر ایک رنگ قائم کر دیا اور اس کے بعد سے بجز ان چند غزلوں کے جن میں سے بعض تلف ہونے سے بچ گئیں اور اس مجموعہ میں رچ ہیں۔ ان کی شاعری صرف نعت منقبت یا اخلاقی۔ قومی قلبی اور بعض وقتی نظموں کے لیے مخصوص ہو گئی۔

اس مجموعہ میں باسٹھ اربعہ نظمیں شامل نہیں ہیں جو شوق اور اطمینان کی حالت میں ہر جوئی انگلیوں کی تحریک سے لکھی گئیں اور جو علاحدہ چھپ کر شائع بھی ہو چکی ہیں اس وقت زیادہ تر وہی نظمیں شائع ہو رہی ہیں جو وقتی ضرورتوں سے وقت کے وقت ہی تصنیف کی گئی ہیں تاہم اپنی سلاست اور روانی میں جو ایسی نظموں کا مخصوص زریہ ہو چکی ہیں بھی

کا میاب ہیں اور بیشتر ایسی بھی ہیں جن کو وہ امتیاز حاصل ہو جو دور انداز کا رنگہ لفظی اور غیر ضروری آؤرو کی بھرتی سے دور رہ کر ہی نصیب ہو سکتا ہو۔ نظامی صاحب کے کلام کی حقیقی خصوصیت قومی درد ہو جو کسی صنف میں ان سے نہیں چھوڑتی، چنانچہ عید سے متعلق ایک نظم میں نظامی صاحب کے مندرجہ ذیل اشعار اس بات کا ثبوت ہیں کہ اس انحطاط قومی کے سو گوار کو ۶ روتے ہی کٹ گیا ہو یہ دن بنی خوشی کا

اس اجمال کی تفصیل یہ ہو کہ بدایوں میں مشاعرے میں ایک اسلامی کتب خانہ بنایا قائم ہوا تھا اور اس میں عید کے موقع پر ایک مشاعرہ قرار دیا گیا تھا۔ اس مشاعرے کی دعوت سے متاثر پاکر نگار سخن نے جو مناظر نظامی صاحب کے پیش نظر کیے ہوں گے ان کے فوٹو یہ اشعار ہی ہو سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

عید کے روز ہو خوش مسلم نا کام کہاں گرو شس بخت میں ذکر قوج و جام کہاں
یہ مطلع ان دل شکن حالات قومی کی جانکاہ تصویر ہو جو ایک ہمدرد قوم کے دکھے ہوئے دل کو عید کے دن بھی خوش ہونے کی مہلت نہیں دیتے۔

قوم غافل ہو کچھ ایسی کہ نہیں فکر مال ابتداء میں اسے اندیشہ انجام کہاں
عید قرباں ہمیں قربانی کا فے لکھ سبق ہم بھلا سُننے ہیں ایشار کا پیغام کہاں
ہم وہ ہیں چشمہ حیاں سے پھریں پیاسے اس زمانہ میں ہو ہم سا کوئی ناکا کہاں
ان اشعار میں جس انحطاط کا ماتم کیا گیا ہو اس کی اذیت کا صلیج اندازہ آتی ہے۔
کو ہو لگتا ہو جس کی حسرت آلود نگاہوں نے اپنے ہرے بھرے گلشن اُمید کو خنایاں کی بے رحمیوں سے اُجڑنے دیکھا ہو۔ ۵

فکر عزت کی نہ کچھ غم ہمیں رُسوائی کا ہائے افسوس گئی غیرت اسلام کہاں

یہ شعر اس عالم کی تصویر ہو جب ایک شکست خوردہ اپنے سہے سہے ساتھیوں کو
 بھاگنے سے روکنے کے لیے طنز و تشبیہ سے غیرت دلاتا ہو اور جب یوں بھی کام نہیں چلتا تو
 اس قسم کے الفاظ کہہ کر خاموش ہو جاتا ہو جو نظامی صاحب نے مقطع میں نظم کیے ہیں۔
 اسی نظامی تری باتوں میں انزل لاکھ سہی
 ہوش میں آتے ہیں زمانِ محوِ آفام کہاں

ایک نعتیہ غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن میں ادب کا لحاظ اور جذبات کا بجا
 اظہار کلام کی قابل قدر خصوصیت ہے۔
 علفِ کتبہ ہو برینِ جیس پر ہرے چو لوں کے لہن کی طرح پھر آہستہ فدا کر کا ہو منبر
 ممبر کی یہ تصویر جتنی مقدس ہو اتنی ہی صحیح ہے۔

کہیں گلہائے رنگیں ہیں کہیں خوشی شریکِ گدستے درودِ یار پر پھبتا ہو کیسا کا غدی زہد
 اگر کی بنیوں سے ہو مضر انجمنِ ساری دل سوزاں کو ٹھنڈک دیتی ہو لوہاں کے مخمر
 تصنیفات کی تحریف میں یہ سادگی و صداقت ان اشعار کا حصہ ہے۔

مبارک ہو قہیں اور حاضرینِ محفلِ اقدس حجابِ قدس کے پردے کھلیں گے تم پر سترِ اسرار
 دکھائیں گے وہ جلوہ تم کو ہاں ہر شاہ ہو جاؤ گئے تھے عزت و احباب سے جو خوش اعلا پر
 اگر خوش قسمتی سے اک جھلک تم کو نظر آئے کھرے رہنا نظر نیچی کیے اپنی جھجکائے سر
 چرخِ عقیدت اور ادب آموزی اس گلِ خیر کی محرم ہو کہ ان اشعار کو شکر
 انسانِ سبحان اللہ کہے اور درود پڑھے۔

ملہ اس جہکاشا میانہ علف کہتے بنا ہو۔

ملہ حافظ حکیم عابد الدین مرحوم بانی نئی خانہ کا تخلص ہے۔

چند اشعار قصیدہ کے ملاحظہ ہوں جس سے یہ اندازہ ہوگا کہ نظامی صاحب کی مدحی کلام بھی باوجود روانی کے اپنی لازمی خصوصیات سے صحیح طور پر ہمکنار ہے۔

موسم گل میں بہار آگیاں ہو دامنِ دکن | برگ و بار خلد ہیں زبیبِ گلستانِ دکن
کیا عجیب گلستہ بن کر چشمِ انجم کی نگاہ | دھونڈنے آئے فلک سے طاقِ ایوانِ کن
ان اشعار میں قصیدہ کا تسبیہی رنگ کس قدر مکمل ہے۔

یہ فروغ اس عہد میں ہو علم کو تہذیب کو | علم ہو روحِ دکن تہذیب ہی جانِ دکن
کل کسی کے ذہن میں بھی تھیں نہ یہی منزلیں | آج طے کرتے ہیں جن کو رہ نورِ دانِ دکن
جامعِ عثمانیہ ہو مرکزِ اربابِ علم | اس زمانے کی ترقی ہو شاخِ دانِ دکن
پھرتے پیکر میں آئیں گی تصانیفِ قدیم | مژدہ تو لیکے آیا ہو یہ فرمانِ دکن
ان اشعار میں حقیقی تعریف کے ساتھ واقفیت میں شاعرانہ ندرت قابلِ ادھر

”مثنوی صبح میلاد“ جو نظامی صاحب کی ایک تہائی صدی قبل کی تصنیف ہے، اشعر کی مثنوی ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس مثنوی میں نبی خانہ کی متبرک خصوصیات اور بانی نبی خانہ ذاکرِ رسول حافظِ حکیم حاجی مجاہد الدین مرحوم کے خلوص کو سراہتے ہوئے قومی کارناموں کے سلسلے میں نظامی صاحب نے مندرجہ ذیل اشعار میں کس درجے کے ساتھ بی جذبات اور مخالف مزاجیوں کے تصادم کی تصویر کھینچی ہے۔ ایسے موقع پر شاعرانہ خوبیوں کا برقرار رہنا شاعری کا وہ معجزہ ہے جس کا مقابلہ متکبر شاعری اپنی لفاظی کے سحر سے قیامت تک نہیں کر سکتا۔ چند اشعار رنگ سخن کے تائیدی تعارف کی حیثیت سے ملاحظہ ہوں۔

جو فلسفیانِ ہند و چین تھے | خرم سے ہی کے خوشہ چیں تھے
اب قوم کی ہو صدا کہ زہار | منطق سے نہ رکھیں کچھ سر و کار

۱۸۵۷ء کے بارادریز موعود کی مولیٰ صاحب کی یہی اور کوشش کی گئی تھی

<p>گر فلسفہ کی طرف گیا دھیان گر علم زبان غیب سیکھا دل سے شش و پنج صاف کھونا ہو گا نہ علاج موت زہنار</p>	<p>ممکن ہی نہیں ہے پھر ایمان پھر بچری ہونے میں ہوشک کیا دو چار نہ ہند سے ہونا علم الا بدان بھی ہو بے کار</p>
<p>اس کے بعد گریز۔ ملاحظہ ہو کہ سلسلہ کا رخ کس طرح بدلا جاتا ہو۔</p>	
<p>اردو کے رسالہ جات پر مدد کر سیکھو ہر داؤ گھات کو تم مومن کو بناؤ روز ناری گمرہ کو نہ لاؤ راہ پر تم اپنے سے ملے نہ رائے جس کی ہرگز نہ تم اتفاق سیکھو</p>	<p>پھیلادو ہر اک دیار میں نشر چھوڑو نہ نصیبات کو تم بس ختم ہو اس پر دین داری فتوے لکھو کفر کا مگر تم بے مشبہ بناؤ اس کو ناری سب سے ہو جدا۔ نفاق سیکھو</p>
<p>نظم کے ساتھ افسوسناک نتیجہ کلام کا تحسین بھی اس شعر پر ختم ہو افسوس یہ ہر چلن ہمارا اب ہو یہ ہنر یہ فن ہمارا ”تجلیات سخن“ کو شروع سے آخر تک دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہو کہ نظامی صاحب نے مستقل طور پر شاعری نہ کرنے کے باوجود بھی جو کچھ لکھا خوب لکھ دوران کا کلام یہ بتاتا ہو کہ اگر ان کا داغ فرائض صحافت کے تحت اخبار ذوالفقارین کے لئے اور ان کی تلاش قلموں المشاہیر وغیرہ جیسی اہم ہفتائے کیلئے وقف نہ ہو جانی اور کیسوی کے ساتھ قومی بااضافی شاعری کسے کہتے تو ایک امتیازی حیثیت کے ساتھ کار آمد و سبق آموز کلام کافی ضخامت میں موجود ہوتا بہر حال جو کچھ کلام و مٹیابیہ سکا وہ آج نہایت خوبی اور آب تاب کے ساتھ ریو طبع سے آراستہ ہو کر ناظرین کے سامنے موجود ہو وہ اس کا مطالعہ فرمائیں جس کلام کی داد دیں فقط</p>	

خدا شہید ہو کہ تجلیات سخن کی اس ترتیب سے روشنی اور وضاحت ملے گی

حالات ملا عبدالقا در مورخ بدایونی مع سلام خصی

ملا عبدالقا در التخلّص بقا در ری رحمة اللہ علیہ فاروقی نسل کے ایک بزرگ تھے
مار ربیع الثانی ۹۳۴ھ مطابق ۱۵۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا مکان شہر ہالیوں محلہ
پتنگی ٹولہ متصل محلہ سید بارہ میں تھا مولوی ابوالحسن فرستوری مرحوم نے اخبار ذوالفقار
مطبوعہ مار فروری ۱۳۹۵ء میں ملا کی سوانح پر ایک بسیط مضمون لکھا ہے اس میں
ان کی سکونت محلہ بیدوں ٹولہ میں لکھی ہوئی اس اختلاف کی وجہ صرف یہ ہو سکتی ہو
کہ محلہ پتنگی ٹولہ کے عقب میں ایک حصہ بیدوں ٹولہ کا ہو اور ممکن ہو کہ ملا کے مکان
یا مکان کا کوئی دروازہ بیدوں ٹولہ کی طرف بھی ہو۔

۱۶۱۵ء میں بتوسل جلال خاں قورچی و حکیم عین الملک ملا مرحوم کو دربار
اکبری میں شرف ملازمت نصیب ہوا۔ مذہبی حیثیت سے دربار کی حاضری ملازم
کے حق میں وبال رسیت ثابت ہوئی یعنی جب فیضی نے فرمان نبوت کے عنوان
پر یہ شعر لکھا ہے

شکر صد شکر کہ خیر البشر ہے پیدائش یک نبی رفت و بجایش دگر ہے پیدائش
تو اس کے جواب میں ملا نے یہ شعر لکھ دیا ہے

حیف صد حیف کہ شر البشر ہے پیدائش طے در دین نبی رخنے گے پیدائش

اس کے بعد ملا ہالیوں چلے آئے۔ یہاں ملا کے خاص احباب ہمدردی سے پیش
آئے۔ اہل شہر کے دوسرے لوگ جو ملا کی طرف داری یا ہمدردی کو اپنے اعزاز و مناصب
کے لئے خطرناک سمجھتے رہے۔ وہ دور دور رہے۔ جب ملا مرحوم کے ہمدرد اور

معاون بھی غائب شاہی کی تاب نہ لاسکے تو ملّا بدایوں سے لاہور کو چلے گئے اور شاہنشاہ
میں جب کہ ان کے دل و دماغ رنج اور غصہ کی جولانگہ بنے ہوئے تھے وہ سلام
تصنیف کیا جو اس صمیمی کے آخر میں درج ہے۔ اس میں اپنے ہمدرد احباب کو
اچھے الفاظ سے یاد کیا ہوا اور دوسرے لوگوں کو اس کے خلاف سخت سست کہنے
میں بھی تامل نہیں کیا ہے بلکہ بعض اعیان و مشاہیر کی شان میں ایسے الفاظ بھی کہہ کر
جن کی صلیبت صرف ملّا کی شدت غیض و غضب ہی پر منحصر ہو سکتی ہے۔ یا بالفاظ دیگر
شہنشاہ اکبر کے حصّے کا غصہ اُن لوگوں پر اُٹا رہا ہے کیونکہ اپنی نیک نیتی سے قدرِ ثا
ملّا مرحوم کو یہ اُمید ہوگی کہ اس مذہبی اجتہاد میں اہل وطن ضرور اُن کا ساتھ دیں گے۔
اس سلام کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے ایک ہزار اشعار تھے۔ لیکن
مجھے باوجود کوشش کے ۳۰۰ اشعار سے زیادہ دستیاب نہ ہو سکے۔ بڑا حصّہ نظامی
صاحب کے کتب خانے میں محفوظ تھا۔ کچھ اشعار لوگوں کو زبانی یاد تھے۔ کچھ مختلف
بیاضوں میں ملے ان سب کو جمع کر کے یہ تعداد پوری کی گئی۔

جب ملّا لاہور پہنچے تو ناظم لاہور نے بہت عزت کی اور نہایت تپاک سے
حق ہمانداری ادا کیا۔ (روضۃ الصفا میں لاہور کی بجائے یالاہور کے ساتھ ملا مرحوم
کا تورا ان جانا اور شاہ نوران کا ملّا کے متعلق شہنشاہ اکبر سے خط و کتابت کرنا اور
آدہ جنگ ہونا بھی لکھا ہے) واللہ اعلم بالصواب

کچھ مدت کے بعد ضی کے دُنیا پرست دل پر ملّا کی دینداری اور مذہبی
آزادی کا اثر ہوا یا کسی دوسری تحریک سے متاثر ہو کر اس نے ملّا کو خط لکھ کر اگر ہوا یا
ملّا لاہور سے اگر ہ کی طرف آرہے تھے اور شہنشاہ اکبر اگر ہ سے دہلی جا رہے تھے اُناتواہا

کسی منزل پر ملا کو شرف باریابی حاصل ہوا اور شہنشاہ نے ان کا قصور معاف کر دیا
 ملا نے اپنے قصور کی ظاہری تلافی کے لیے درخواست کی کہ ابو الفضل کے ساتھ انھیں اپنی
 ملا کو بھی دکن کی مہم پر بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اجازت مل گئی۔ دکن پہنچ کر ابو الفضل
 میدان جنگ میں قتل کر دیئے گئے اور ملا واپس آکر از سر نو دربار میں داخل ہوئے
 اس کے بعد جو واقعات پیش آئے ان کا تعلق اگرچہ براہ راست اس سلام سے نہیں ہے
 مگر اس سلسلہ بیان کی تکمیل کے لیے اور نیز اس خیال سے کہ بعض لوگ بعد کے واقعات
 کو ان گزشتہ واقعات سے ملا کر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں ان کا مختصر ذکر مناسب
 معلوم ہوتا ہے۔

منتخب التواریخ جو ملا نے ۹۹۹ھ میں لکھنی شروع کی تھی وہ سنہ ۱۰۰۰ھ میل قمریہ
 کو پہنچی جس کی تاریخ خود ملا مرحوم نے حسب ذیل لکھی ہے۔

مشکر اللہ کہ باتمام رسید منتخب از کرم ربانی

سال تاریخ زول حسمہ ہفت انتخابی کے ندارد ثانی

اس مادہ تاریخ میں مصرعہ آخر، لفظ ثانی سے قبل لفظ حرف (ن) محذوف ہے
 یعنی انتخاب کے حرفوں میں دوسرا حرف (ن) ندارد ہونے سے غلطی حاصل
 ہوتے ہیں۔ اور ندارد ثانی کا جملہ اس حسن کلام کی دلیل ہے جس میں تاریخ کو
 بے مثل کہنا مقصود تھا۔

اودھر یہ تاریخ ختم ہوئی اور اسی سال یعنی ۱۰۰۰ھ آج بھی میں ملا کی کار آمد اور
 قیمتی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ حسین قلی شیفتہ صہبانی نے ملا کے انتقال کی تاریخ لکھی ہے۔
 شاعر خوش کلام و خوش گفتار نہیں جہاں چونکہ ارتحال نمود

از سرانکے شہنشاہ آورو قادری آہ انتقال نمود
 ملاکی قیرچی معانی واقع موضع عطا پور پرگنہ بدایوں میں یہ موضع بدایوں سے دو میل
 کے قریب گوشہ شمال و مشرق میں پختہ سڑک کے مشرقی کنارے پر واقع ہے مزار
 کا چوترہ بہت خراب حالت میں ہوئی مرتبہ وستی کی کوشش کی گئی لیکن اب
 خان بہادر نواب شیخ عید الغفار صاحب فاروقی رئیس شیخ پور نے اس کو از سر نو تعمیر
 کرانے کا ارادہ کیا ہے انھوں نے اولوالعزمی سے امید ہے کہ عنقریب یہ نائیچی یا دگار مکمل
 ہو جائے گی۔

ملا کے انتقال کے بعد جب جہانگیر تخت شاہی پر جلوہ آرا تھا منتخب التواریخ کی
 شہرت بادشاہ جہانگیر تک پہنچی اور صب فرمان شاہی ملا مرحوم کی اہلیہ اور صاحبزادہ
 کو گرفتار کر کے دربار جہانگیری میں حاضر کیا گیا۔ صاحبزادی نے جواب دہی کے طور پر
 شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھا ہے

گنہ بود مرد و ستمکارہ را چہ تاواں زن و طفل و بچہ را
 اس شعر نے جہانگیر کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اس نے رحم کھا کر فرما حکم رہائی صادر کر دیا۔

ملا مرحوم کا رخصتی سلام

۱	برگ یاشد یا کہ گل۔ بل خار گلشن رسلا	۱	ای صبا از من بر اہل بدایوں رسلا
۲	عبد باشد یا کہ حرو لثاد و سرکین رسلا	۲	اہل زہد و اہل فن و ہم شریف و ہم وضع
۳	دوستان صادق و پر کینہ دشمن رسلا	۳	ابتدا سازم بذر سند آریاں شہر

عہ پریشان و سر اسید۔ ۵ شریب۔ ۶ غلط۔ ۷ صحیح۔ ۸ دوسرے

روح آں سلطان علاء الدین کہ بجز شہزادہ	۳	آل تمغنا مال و پیل و سپاہ آں اسلام
انکہ کرد آباد علی پور و عید سے را جاد	۵	بود اولادش کثیر از مردان زن اسلام
نسل سیاد صوبہ کاش کشمیر ز خوش خرم	۶	ساکن دیہہ گنورہ آل گھورن اسلام
روئے قاضی را نگر اچوں گہر باران زدہ	۷	آں دیہگ بے حیاں قازگردن اسلام
ہرزہ گوہر زہ سر جھار خاں پالاش نشیں	۸	بے حیا و پردغل پرکین و پرفن اسلام
شیخ اعظم سہروردی از مصافحت یمن	۹	قوس ساز و سہم ساز و ماہر فن اسلام
انکہ از اطراف شہر و اں بود متاخر سوار	۱۰	پشتہ بجا رکردہ نسل ارمن اسلام

لے مولوی عبدالوہابی کے نسخہ میں بخشدہ کی جگہ مولوی غورچہ اور دوسرا مصرعہ اس طرح ہے "آل تمغنا قبل و سپاہ آں اسلام" آں تمغنا بمعنی زبان شکا گایہ آں بمعنی باب آں

لے قاضی غلام گھبر کی بیاض میں اعلیٰ پور و عید سے را کی بجائے مصرعہ اول بن صا پور و علی را لکھا ہے۔ علی ایکنہ از قاضی غلام گھبر کی پیشکش اس شعر و شعر فریاد کے متعلق صفحہ ۵۹ ملاحظہ ہو۔ دوسرا مصرعہ میں کرن کی جگہ ایک نقل میں کچھ لکھا ہے۔ کرن کہاری سے مراد لی ہو۔

لے قاضی غلام گھبر کی طرف اشارہ ہے جو عہد گہری میں شہزادہ سے شہزادہ تک قاضی اور قاضی القضاۃ سے ملائے بایوں میں و پوش جوئے کی اطلاع بادشاہ کو انھیں کے ذریعہ سے ملی تھی "انکہ باران زدہ" اس اُپے کہ کہتے ہیں جس پر مینہ برس گیا ہوا وہ یہ اشارہ چمک رہا ہوئے کی طرف ہے۔ پالاش گدھے کی جھول کو کہتے ہیں یہ اشارہ مالکنا یہ ہے جو جھار خاں روم میں نہیں تھے بلکہ پالاش میں کہا فصل نوٹ صفحہ ۵۶ ملاحظہ ہو۔

لے ایک نقل میں اس شعر کے علاوہ یہ شعر بھی درج ہے جس میں شیخ اعظم کے بیٹے احمد کا ذکر ہے۔ احمد از دلا و شیخ سہروردی کی درصابت سے نظیر و نقل از زن اسلام

شہزادان افغانستان کا ایک شہزادہ دوسرے مصرعہ میں جنوں سے دو مہر مراد ہے ممکن ہے کہ اس نام کو کوئی مغل افغانستان میں بھی جو جس طرح ایک قصیدہ و بند مصلح سہا دینہ ہے جو شیخ متن کی نسبت "یا قیامت المصالحات میں لکھا ہے" حضرت عبداللہ کی ہے وصیت کی تھی کہ

(تعبیر صفحہ ۵۶ ملاحظہ ہو)

۱۱	آکر در افواج کردہ نام خود یک سو ا ر	شیخ اکبر غزنوی آں پاک امن اسلام
۱۲	شج کو ہی بدر عالم صل افاز خاک و خیل	است خبر از سکا رے شارب تلن اسلام
۱۳	چرم و زے نام او ہیرا بلن در شہر نو	خدمت اسپاں ہمیشہ بود و رشتن اسلام
۱۴	سید عالی نسب سیدین گنج و ر	مخزن جود و سخا آں پاکد امن اسلام
۱۵	بانی مدعو ا و انہار و پل و ہماں ہر لے	ہم ر باط و مسجد و تن شو و کنکن اسلام
۱۶	دیگرے شہزادہ سید محمد چاہ میر	معنی از آلتھا ظفک و زن اسلام
۱۷	انکہ بخت بدست اسب سی شترودہ گو سفند	دائما بر حال حاج و نعل دادن اسلام

(بقیہ صفحہ ۵۵) میرے جنازے کی نماز و شج پر حاضر جس نے بھی عصر کی کشتن دفنانی کی ہوں چنانچہ خانہ ہر انتظار میں رکھا تھا کہ ایک بزرگ خسروا جن کا نام شیخ متن تھا چنانچہ شمال سے نمودار ہوئے اور ہا کسی تعارف کے بغیر علی کے صاحبزادے حافظ محمد یعقوب کا ہاتھ پکڑ کر کہا ”برخودار! در نماز فن شیخ چہ انتظار است“ حافظ صاحب نے شیخ کی وصیت کا اظہار کیا۔ شیخ متن نے فرمایا ”بہر اس کا رہندہ منظر آرد است“ اس کے بعد انہوں نے بیابوں کی سکونت اختیار کی اور شرفائے بابوں میں جن کی مامروم نے تعریف کی ہو یا بالفاظ دیگر جن کو شریف اور صحیح المنسب کھیا چہ قرابتوں کا سلسلہ ہو گیا جو اب تک جاری ہے۔

لے افواج بلخ میں ایک شہر کا نام ہے۔

لے ایک نقل کے فٹ نوٹ میں مخبر کی بجائے مخبر لکھا ہے اور اس کے معنی شرابی لکھے ہیں

لے مخبر لکھا ہے موضع نو شہرہ شیعہ بابوں لے کا تنا۔ ہٹا

لے ایک نقل میں یہ شہر طبع دوج ہے سید عالی نسب سید حسین خضر بخت و وارث کائنات لکھت لکھت ہوں اسلام

لے خارہ

لے مسافر خانہ لے غسل خانہ لے چاہ کنواں

لے حلقہ کا نام بھی کنوئیں کی وجہ سے ہی ہو گیا ہے۔

۱۸	باقی خیر المساجد اپر پارہ اندرون	۱۸	واقف حمام و بستان ہل مدفن اسلام
۱۹	سید رونق دہ سید پورہ میراں سعید	۱۹	ابن مظلوم شہید سید حسن اسلام
۲۰	خواہرانش فاطمہ وزینب و کلثوم ہم	۲۰	و دیگران عفت پناہ مروغون اسلام
۲۱	سید زینت دہ شہزاد پور سید اعلم	۲۱	ابن عباس قاتل پاک مدفن اسلام
۲۲	خواہرانش عائشہ و ہم خدیجہ و دیگران	۲۲	راہ علوی سنت نبوی گزیدن اسلام
۲۳	سید عزت دہ میراں سرا سید حسن	۲۳	ابن حیدر آل شہید پاک مسکن اسلام
۲۴	خواہرانش ہم سکینہ ساجدہ ہم غیراں	۲۴	و دیگران عفت پناہ و پاک دامن اسلام
۲۵	دیگراں شہزادگان علوی نب خضر تن	۲۵	ہر یکے نامے بنا ہے تن بیک تن اسلام
۲۶	شیخ عثمانی کد بدور پار سانی بے عدیل	۲۶	نازل و بہہ مؤثنا اصل دین اسلام
۲۷	اکہ قدر و منزلت افزود با عیٹے گدا	۲۷	باقی قصر رفیع و جزائیں اسلام
۲۸	سید احمد مشہدی از صنف چو دھیاں گدا	۲۸	نازل شہر بدایوں از مہا بٹن اسلام
۲۹	سید آں غوریاں سید حسن صدر قبا	۲۹	آں قبائے منبع داو۔ آؤش معدن رسلام

۱۔ غلام پر پارہ ۱۔ ایک نفل میں مدفن لکھا اور فٹ نوٹ میں لکھا کہ یہ ایک شہر کا نام ہے۔

۲۔ موضع سید پور ضلع بدایوں ۳۔ ایک جگہ مرگ دشمن لکھا ہے۔ ۴۔ ضلع بدایوں میں ایک موضع شہزادنگر

ہو لیکن چونکہ اس کا یہی نام ہے۔ ۵۔ بدایوں میں ایک محلہ ہے ۶۔ سبز پوش۔

۷۔ ضلع بریلی میں ایک موضع ہے جو انیس بزرگ یعنی شیخ راہی کوٹا تھا جس کا ذکر شریعتیہ و راہی تردید میں بحوالہ تصانیف

کر شیعہ جو داوست لکھتے آئے لکھا ہے۔ ۸۔ دیوبند کا مخفف ۹۔ ایک فقیر کا نام

۱۰۔ بے کابل ۱۱۔ موضع تھان ایک قصبہ ہے ۱۲۔ ایک نفل میں غوریاں کی جگہ موریوں لکھا ہے

۱۳۔ علاقہ بخشش۔ ایک نفل میں یہ مصرع اس طرح لکھا ہے ۱۴۔ آل قبائے نعمہ دار اوس معدن رسلام

اس کا مطلب اقامت خوف کی سمجھ میں نہیں آتا۔

۳۰	سید انجریاں سید حسین اہل قبا	جد و آبائے بزرگش حدیثین اسلام
۳۱	سید حسین محمد بوداز شیش پورہ	با خدا و مصطفیٰ و عالم فن اسلام
۳۲	سید گریزیاں شرقی کہ عرفش پیرچہ است	صوف پوش و نوپا پیش راہ ارشاد اسلام
۳۳	بیشتر وارد مریداں صاحب دل پر ز نور	رہبر مردان عارف راہ کربن اسلام
۳۴	سید گریزیاں سید علانی بے نوا	خاک پائے دوستان جانیے ارشاد اسلام
۳۵	خواجگانِ حشمت زاد اولادِ عمر فاروقیاں	جملہ اخلاف فرید پاک پٹن اسلام
۳۶	شیخ منصور آنکہ باشد صاحب زہد و ورع	ساکن فرشور و پور شیخ مکن اسلام
۳۷	بوالمظفر جام مہی خواہ عبدالحق کہ بود	ساکن فرشور بودہ نسل مکن اسلام
۳۸	ابن حلاق کنیرک زادہ مروانیاں	دانیال کو تری آں آں امن اسلام
۳۹	قادری مسکین با اہل دیار را بخت نکفت	بلکہ اوصاف خودش اظہار کردن اسلام

۱۵ یہ عذاب و بیان ہو گیا ہو حضرت سید عرب صاحب اور حضرت سید احمد صاحب کے مزارات کے وسطی محلہ آٹھی میں تھا جہاں اب گورنریاں ہو۔

۲۵۔ آٹھ کے معنی مغرب گریزیاں لغو لگانے والے۔

۳۵ کو من کے معنی مشرق یعنی مغرب سے اگر مشرق میں رہبری کی۔

۳۵ ایک غایب کو چنانچہ کہتے ہیں۔ ۳۵ ایک نقل سن جاگنی فاروقی کی بجائے جاگی فاب تحریر ہو اور دوسرے مصرعہ میں "نسل مکن کی بجائے" نسل مکن" دس ہو جاگنی کے معنی وظیفہ نمبر ۳۷ و ۳۸ کا تضاد بتاتا ہو کہ شعر نمبر ۳۵ الحاقی ہے

یا اس میں کچھ رد و بدل کی گئی ہو یہی حالت شعر نمبر ۳۷ و ۳۸ کی ہو۔ ۳۵ حلاق بمعنی جام

۳۵ یہ مضمون بھی الحاقی ہو جو بطور جواب ترکی بہ ترکی کسی نے تصنیف کر کے اس سلام میں شامل کر دیا ہو جس کا خلاصہ مطلب یہ ہو کہ مارنے اہل وطن کو غیر شریف ثابت کر کے اپنے شریف نہ ہونے کا ثبوت دیا ہو۔ والہ اعلم بالصواب

اشعار نمبر ۷۰ کے متعلق مندرجہ ذیل تاریخی حالات قابل ملاحظہ ہیں۔

تذکرۃ الصلحی مرتبہ علامہ عین الدین بجاویری کی عبارت (جس سے فخر العلماء حمید الدین گنوری سبزواری کا بدایوں آنا اور قاضی صدر الدین سے ملنا درجہ بالا اطلاع والدین بدایوں آکر اپنے خسر قاضی سعد الدین عثمانی کی جگہ قاضی شہر ہو گئے تھے اور جس کی تفصیل تاریخ و صاف اور مفتاح الخزانہ سکاکی وغیرہ میں درج ہوئی ثابت ہوگا) چوں شیخ حمید الدین مخلص در سواد بدایوں شرف ورود فرمودہ۔ اول بر آستانہ حضرت میلاد والد ماجد حضرت نظام الدین محبوب الہی) فاتحہ خواند و در آنجا با شیخ یوسف کوزہ گر ملاقی شدہ۔ او بصد تپاک بیکان خود برآمدہ و دعوت طعام دے اہل بیان شہر را مدعو ساخت و ہنگام ضیافت شیخ کوزہ گرشخ صدر الدین قاضی بدایوں را نزد شیخ حمید الدین بروہ معرفی نمود پس یہاں وقت فرمان سلطان از دہلی برائے منتقل تقرر قاضی صدر الدین وقت باقی شرف صدور آورد و مسترت بے اندازہ رود و مولانا تاج الدین عراقی کہ شریک دعوت بود و تہنیت قدم شیخ حمید الدین مخلص گنوری اس تاریخ خواند۔

گنور بہشت در بدایوں آمد الخ (قابلاً ما مرحوم نے "آل کمر" اسی دعوت اور ملاقات کی بنا پر تصنیف کیا ہے۔)

کشف الخطا کی عبارت جس سے معلوم ہوگا کہ خود ملا علیہ الرحمہ نے اپنی تاریخ میں اس خاندان کے متعلق کیا لکھا ہے "قاضی صدر الدین وقت باقی گنوری بدایونی ابن مولانا حمید الدین مخلص گنوری بدایونی العلماء و مشائخ بدایوں است کہ بعد بلطنت غیاث الدین بلبن قاضی بدایوں بودے۔ جامع بود میان علم نظام ہری و باطنی و شرافت و فتوت و حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی عم محترم و لیست انہیں جہت اولادش نیز شیخ سعدی را

علم میخوانند“

کشف الغطاء کی دوسری عبارت جس سے معلوم ہوگا کہ اس کے علاوہ ایک دوسرے موقع پر غلام مولانا علیہ الرحمۃ اس خاندان کی نسبت کیا لکھتے ہیں (ملا نور مدد خدائی واقعہ نگار سید علیرالدین بادشاہ ہند مقیم ہدایوں در محاربات ہندوئل علما و سلطان فیروز شاہ تغلق تذکرہ قاضی فتح اللہ بدایونی (یہ بزرگ قاضی صدر الدین وقت باقی کے چوتھے صاحبزادے تھے) ملاحظہ ہو باقیات الصالحات مرتبہ خاندان متولیان“ ”انساب شیوخ فرشوری ہدایوں“ مرتبہ خان بہادر مولوی صفی الدین متعلق شجرہ خاندان فرشوری ”سیرۃ الحمیدی احوال السعید“ مرتبہ خاندان حمیدی گنوری) قاضی آؤلہ بایں طور می کنند کہ مومی الیہ سطوئے ظاہر و عظمیٰ ماہر داشت۔ مکالمہ اول و کار عاجز گردانید بایں ہمہ از بذل و عطا مشہور نزد یک دور بود کہ شجرہ و ادوست“ بقیہ عبارت بوجہ طوالت نقل نہیں کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ راجی عثمانی مرحوم قاضی صاحب سلسلہ و بیہشت ایک با اثر رشتہ دار کے قاضی صاحب نے اپنی بہار دی کا فرض ادا کیا۔

شجرہ نمبر ۶ کے متعلق تحریرات ذیل ملاحظہ ہوں۔

کنز الایض صفحہ ۶۲ (جس سے واضح ہوگا کہ شیخ شمس الدین کس رتبہ کے بزرگ تھے) ”شیخ جہار خاں کا نام شیخ شمس الدین عرف بڑھن تھا جو ابن شیخ سعد اللہ قریشی صدیقی اولاد حضرت عبدالرحمن بن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تھے ان کی قبر روضہ جہار خاں کے دروازہ مشرق کے سامنے ہے۔ اس گنبد پر ایک کتبہ دروازہ مشرقی پر نصب ہے جس کی عبارت حسب ذیل ہے۔

”گنبد از آن جہار خاں عرف شیخ بڑھن بن شیخ سعد اللہ قریشی در عہد سلطنت سلیم شاہ

دوسرے تحسین قسماح اہام یافت، ان کے مورث عبداللہ کی سند پر بحری میں مکہ کے بدایوں آئے۔ شہنشاہ اکبر کے عہد میں معزز منصب پر مامور تھے۔ شاعر بھی تھے۔ زنا پر تخلص تھا۔ ملا عبدالقادر بدایونی نے ان کا ایک شعر اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ یہ ایک مثنوی سے لیا گیا ہے۔
تعریف بسم اللہ میں لکھی ہے۔

”کنگرہ سین چو خنداں شدہ خندہ اوازیں دنداں شدہ“
اکبر نامہ میں شیخ افضل نے لکھا ہے جس سے معلوم ہو گا کہ ان بزرگ کو اپنے گھر پر ہی نہیں بلکہ بادشاہ وقت کی ہمراہی میں بھی فیل نشینی کی عزت نصیب تھی ”من از زبان اقدس شنیدہ ام کہ روزے بہ صحبت قلیل در شکار بودم۔ خبر رسید کہ ساکنان کیٹ کراولی با حال بادشاہ بجگ آمدہ۔ از باخار اوہ کردم۔ در اثناءء راہ پائے فیل بادشاہی دھچکر درآمد قریب شد کہ فیل مہ عاری بزیں آید۔ بھجار خاں بدایونی از پشت فیل خود جھپٹ دیتا باری دست خود پائے فیل خود مابدولت از چھتر ہر آورد۔“

ملا عبدالقادر جو خود اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں ”بھجار خاں در اوائل سلطنت افغانہ جھوپڑی سر ہند مقرر ہووے۔ در انجا تعمیر کردہ۔ در آخر عمر برمد و معاش خود قانع شدہ ترک خدمت و منصب کرد و مقبرہ عالی شان در سرائے گوردہ پر خود بناناختہ۔“

اس اعزاز و شرافت کے ثبوت میں ان دونوں خاندانوں کے متعلق وہ تفصیلی حالات نقل نہیں کیے ہیں جو ان خاندانوں کے مرتب کردہ اور مطبوعہ موجود ہیں تاہم حالات مذکورہ بالا مندرجہ کتب تاریخی جو مطبوعہ ہیں دیکھ کر یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ بزرگ اور یہ خاندان کیسے شریف اور کتنے معزز تھے اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے وقت میں ملام حرم کا یہ خیال کہ اس مذہبی جہاد میں معزز اہل وطن (جن کو خود مولانا عبدالحرم نے

اپنے رخصتی سلام کے تیسرے شعر میں بسند آریاں شہر کے القاب سے یاد کیا ہو ان کا ساتھ دیں گے اور ان بزرگوں کا ماحر و م کی ہمدردی اور ہم آہنگی یا طرداری کو اپنے عزیز و صاحب کے لئے خطرناک سمجھنا یہ دو قول باتیں اپنی اپنی جگہ پر ایک حد تک بجا تھیں۔ اور یہ ملا علی راہمہ کی ایمانداری کا ثبوت ہو کہ اپنے رخصتی سلام میں غصے کی بجلیاں گرانے کے بعد بھی انھوں نے اپنی تاریخ میں جو ان واقعات کے بعد تکمیل کو پہنچی ان بزرگوں کے متعلق حالات کو اپنے جذبات غصہ کے مطابق ترمیم نہیں کیا اور رخصتی سلام کی طرح (جو ایک فوری ناگوار اثر کا نتیجہ تھا) اپنی تاریخ میں "لیکن قلم در کف دشمن است" کے مصداق نہ بنے۔ دوسرے حضرات کے متعلق جو اس سلام میں ماحر و م کے مورد عتاب ہیں یہی کہا جاسکتا ہو کہ یا تو ان سے بھی ملا صاحب کو یہ شکایت تھی اور یا ممکن ہو کسی خاندان کی کمزوری یا کسی معمولی کمزوری کو شاعرانہ مبالغے سے بڑھا چڑھا دیا ہو جس کی تحقیقات کے لئے علامہ ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ کسی تیز طبیعت شاعر نے اپنے ذاتی عداوت کی بنا پر کچھ تریم تنسیخ یا کچھ اضافہ کر دیا ہو جیسا کہ بعض نقول کے اختلاف سے ظاہر ہوتا ہو۔ ان سب باتوں کے علاوہ لوگوں کے حافظہ کی کمزوری بھی اس رد و بدل کا سبب ہو سکتی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تمتہ فہرست شہرا، بذا یول۔ حضرت طبع الرسول مولانا شاہ عبدالغفور قدس سرہ نمبرہ حضرت مولانا مسک محمد علیہ عربی۔ فارسی اور اردو میں شعر تصنیف فرماتے تھے لیکن انہا بسند نہ تھا۔ تکمیل فرماتے بعد حضرت مولانا حکیم عبدالماجد صاحب کی کریمانہ توجہ سے مجھے اس تلاش میں کامیابی ہوئی اس لئے بطور ختمہ اس شعر کلام کو نذر ناظرین کرتا ہوں۔ مولانا علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۵ محرم ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء میں ہوا۔
خود کلام یہ ہے۔

مست شراب عشق جو پہنچاں ماست فردا محو طہر و بخت از آن ماست
تمام راز خلوت کا بھری نکل میں کیا ہو گا ہزاروں جس میں غلغلہ ہیں۔ خدا اس دل میں کیا ہو گا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نظامی صاحب بارگاہ ایزدی میں

(۱)

دینا اسے کہتا ہو۔ دانا کوئی	جو دیتا ہو خود یا جو دلا دیتا ہو
یہ کہنے کی باتیں ہیں نظامی ورنہ	جو ملتا ہو جس کو وہ خدا دیتا ہو

نظامی صاحب بارگاہ نبوی میں

اس ذیل میں انہیں درج کی جاتی ہیں جو بنی خانہ برائوں میں سالانہ جشن میلاد کے موقع پر وقتاً فوقتاً لکھیں

(۲)

نظم شافی ۴۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ کو بنی خانہ برائوں میں پڑھی گئی۔

جسے ہم دیکھتے ہیں آج محو شادمانی ہو	مئے عشرت کا نشہ ہو کہ چہار خوانی ہو
سجا ہو آج ایسی زریب زینت بنی خانہ	عیان ہرمت بام و در سے جشن خسروانی ہو
مسلمان شاد ہیں ببتاش ہیں پس پیت ہیں	زبان حال کہتی ہو انھیں شادی منانی ہو
کوئی کہتا ہو دن ہو عید میلادِ پیغمبر کا	یہ دن پھر ہم کو دکھلا یا خدا کی مہربانی ہو
نئی پوشاک بدلی ہو۔ نرانی وضع و نون کی	کسی کی گنتی پوشش کسی کی نعرانی ہو
کوئی باندھے ہوئے ہو سر پہ غلامہ ملاگیری	بسنتی رنگ پر مال کسی کی نوجوانی ہو
کسی نے گیر واکرنا کیا ہو زریب برپنے	کوئی ایسا چنہ پہنے ہو جس کا رنگ حانی ہو
منادی کوئی کرتا ہو کہ آؤ خاص محل میں	یہ صبح عید مولد ہو یہ صبح کامرانی ہو

<p>کمر بستہ غلامانِ پیغمبر کام کرتے ہیں بڑوں سے بھی بڑے جلتے ہیں چٹے کا زخمت میں پئے خدمتِ سبھی خورد و کلاب ہیں ہم چل ضر کوئی جاتا ہے تا دروازہ ہما نوں کے لینے کو دھلاتا ہے ادب کے ساتھ کوئی ہاتھ جھاک طعام گرم لیکر کوئی دینے کے لیے آیا کوئی کہتا ہے ہما نوں سے کھانا اچھی ل کوئی کہتا ہے ہماں کھاکے کھانا نہیں نکل ملتا ہے، سچیں کھیں کہیں شاہانِ خود حضرت کوئی کھانے سے فارغ ہو کے آیا ہے سنے مغل کوئی کہتا ہے بھلاؤ سر منبرِ فطامی کو پئے نقیمل منبرِ نظامی آیا خوش ہو کر</p>	<p>بجائے! جھٹھے میں انھیں کے کامرانی ہے سمجھتے ہیں کہ سلطانِ رسل کی مہمانی ہے پئے ہما نی، مولایہ ساری میزبانی ہے کہ استقبال ہی سے اوجِ شانِ مہمانی ہے یہی ہے دین کی خدمت اسی پر کامرانی ہے کوئی کہتا ہے پی لوصا جو کیا سرو پانی ہے تکلف خاکسار سے بسببِ از مہربانی ہے وہاں کی حاضری میں وہاں کی کامرانی ہے ہمیں ہم دست بستہ جاں فدا کی قدر دانی ہے کسی کے ہاتھ میں سچے برائے نعتِ خوانی ہے ذرا ہم بھی سنیں شوہر اس کی خوش بانی ہے سنائی یہ غزل اپنی جو سچ صد معانی ہے</p>
--	--

غزل

<p>کراس رو و الہم میں وہماں کی شادمانی ہے کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ ہمسر ہے نہ ثانی ہے مرے اس قول پر صادق حدیث میں آئی ہے تصدق مجھ کو ہونا ہے یہی مدتِ ٹھانی ہے مسلم دونوں عالم میں تمھاری حکمرانی ہے شہ کوئین کا غم انش و جن کی ننگاری ہے</p>	<p>تری نفث میں نا ای نبی! خوش زندگانی ہے تری شانِ نبوت کا مقابل مل نہیں سکتا ٹھکے جلوتہ رخ میں جھلک ہے نورِ خالق کی ذرا آ جاؤ میرے دیدہ دل میں مکر کے مستحی ہر اک عنصر ہو لہ مادہ تابع جلالِ پاک پر حضرت کے خوش طیر میں شیدا</p>
--	---

<p>بجھتے ہیں کہ گویا اُن کے گھر صاحبِ قبا فی ہے مراد دل عرش ہے کتبہ ہے بیتِ امہانی ہے ہیں لہذا کو مشر کے دن صورت کھانی ہے نہ رنجوری کہو اس کو حیاتِ جاودانی ہے کسی نے بزم میں آنے کی اپنے دل میں ٹھانی ہے سنا ہم نے یہ خردہ آج اکثر کی زبانی ہے بہشت تہ طیبہ کی پیشِ خاک چھانی ہے تھکاری کون سنتا ہے تھاری کس نے مانی ہے کہ شاہی سے زیادہ اُن کے در کی پاسبانی ہے</p>	<p>غلامِ بارگاہِ پاک کیا کیا فخر کرتے ہیں چلے آئے شہِ والا مرے ٹوٹے ہوئے دل میں خدا عاشق ہے جس پر اُن کا چاہو ٹپکے لیں خوشا تقدیرِ رنجوری کہ آئیں وہ عبادت کو کہے دیتا ہوں قابو میں رہیں صبرِ شکبیل نبی خانے میں سلطانِ سلِ تشریف لائیں گے مرے نقشِ قدم پر کیوں نہ عالم ہو چیں فرسا کہاں شیب کہاں جنت خدا را و عطو چپ اگر مل جائیں ہفتِ قلیم بھی تو میں لوں ہرگز</p>
---	--

سنا تا ہے نظامی ذکرِ میلادِ نبی سب کو
نہ قصہ ہو سکندر کا نہ دارا کی کہانی ہے

۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ م ۱۹۳۷ء کو نبی خانہ واقع بلوچستان

<p>پھر خوشی چھانی ہے پھر عشرتِ فرا ہو بارھویں مومنوں کے واسطے لطفِ خدا ہو بارھویں سال بھر کے بعد پھر رونقِ فرا ہو بارھویں دردِ مندانِ محبت کی دوا ہو بارھویں اہلِ ایمان کے لیے حاجتِ واد ہو بارھویں واہ کتنی روح پرور جاں فرا ہو بارھویں خچرِ دل کھیل گئے وہ دل کشا ہو بارھویں</p>	<p>ماہِ میلادِ آگیا پھر رونما ہو بارھویں یومِ میلادِ شہِ ہر دوسرا ہو بارھویں پھر نبی خانہ ہوا نامِ خدا آراستہ دور کرتا ہو سیاہیِ قلب کی ذکرِ نبی وقتِ ذکرِ شاہِ دیں مقبول ہوتی ہو دعا مردنی چھانی تھی جن پر اُن کی بخشی زندگی ساتھ اپنے لائی ہے عیش و مسترت کی بہار</p>
--	---

<p>یوم میلاد شہنشاہ ہرے ہی بارہویں دل با کیا۔ اہل قیاس عالم رہا ہی بارہویں رنگ یک لگی ہیں کتنی خوشنما ہی بارہویں چار سو جتے ہیں جسے جا بجا ہی بارہویں اپنے دم سے باعث نشوونما ہی بارہویں مثل حسن ماہریاں مل لقا ہی بارہویں یا و کا رہ حضرت خیر الودا ہی بارہویں منظر انوار حق۔ فضل خدا ہی بارہویں ان کی منظور نظر ہو دل با ہی بارہویں قابل تعظیم ہر مشاہد گدا ہی بارہویں خانہ اسلام میں تیری صنیا ہی بارہویں تو منور تیرا کھٹا چاند سا ہی بارہویں ”پھولتی پھلتی ہے“ تو یہ دعا ہی بارہویں</p>	<p>ہر سماں آج کے دن کیوں نہ ہو سرور و شاد کیونچ لیتی ہو دلوں کو ہر عجیب اس کی کشش جس کو دیکھو ہو ملا گیری عمامہ زیب سر بزم میلاد رسول حق کی ہو عالم میں صوم ہر طرف ہو باغ عالم میں ترقی بہا ر دیدہ مشتاق روشن اس کے نفاکے سے ہیں اہتمام اس کا کیا جائے جہاں تک ہو حبا آج وہ دن ہی ہوا ختم رسالت کا ظہور جو رسول اللہ پر کرتے ہیں جان دل نثار سید عالم ہوئے پیدا اسی تاریخ کو روشنی عالم میں پھیلا دی ہو تو نے ہر جگہ نور کے سانچے میں صل کر آئی ہو تیری سحر خوش رہیں ڈاکر رہے قائم نبی خانہ مدہم</p>
<p>ایک نظر اسی غش نہ آجائے کس تجھ کو سنبھل مثل برق طوریاں جلوہ نما ہی بارہویں</p>	
<p>عبداللہ رحمتہ اللعالمین ہو زمین سے تیری شرمندہ نہ کیونکر آسماں عالم کو ہیں ہر ایک چیز سے بالا ہی تو ہم نے دکھی ہی نہیں کیا چیز تو خلد بریں</p>	<p>ایک مقام عید مولد منزلِ فتن نشان تیری نسبت ہو بڑی ہر بات میں اعلیٰ ہی تو تو ہی ہو فردوس جنت بھی تو ہی ہو بالقیس</p>

اُس سے نسبت ہے تجھے جس کا بڑا ہی مرتبہ	خالق کو بنیں کو پیارا ہی جو سب سے سوا
کیوں نہ رحمت تجھ پہ ہو تو ہو بنا کس کے لیے	رحمۃ للعالمین حق نے کہا جس کے لیے
دیکھنے کی تیرے بارہ ماہ سے بھٹی آرزو	سیج تو یہ ہی مومنوں کی آنکھ کا تارا ہو تو آکے دم لیتے ہیں اس کے نیچے مردانِ خدا اس ادا پر عاشقوں کا دل ہی سو جہاں سے نثار تیرا منظر پر فضا آرا لائیں تیری نئی
عشق احمد سے جو ہیں بیمار زار و نا تو اں	باعثِ راحت اُنھیں ہی تیری خاکِ ستاں
بارہ دن تک عید مولد کی خوشی کرتا ہی تو	خوب بھجھ کر کے پلاتا ہی ہمیں جام و سبو بارہویں کی صبح تیری ہی عجب کچھ پُرضیا یہ سحر وہ ہے کہ جس میں نورِ حق ظاہر ہوا نور وہ جس نے منور کر دیا سارا جہاں ہو گیا کا فور کفرا از کعبہ تا ہندوستان نور وہ تو حید کا چمکا دیا جس نے چراغ کھود یا سارے جہاں سے کفر کی ظلمت کا داغ نور وہ جو آمنہ کے گھر سے چمکا یک بیک دہریں باقی ہے گی حشر تک جس کی چمک شمع وہ پروانہ تھیں جس کی حلیمہ سعدیہ جس نے عبدالمطلب کا گھر منور کر دیا
پر توہ اُس نور کا تجھ میں ہمیں آیا نظر	ای منور گھر اسی باعث سے تو ہی مقتدر
شادی مولود احمد آج ہے تجھ میں رچی	کیوں نہ صدے تجھ پہ ہوں تو جانتا عشاقِ نبی بارہ دن تک تجھ میں نہ کر خیر کے چرچے رہے رات دن خوشیاں ہیں تو لوو کے جلسے بہت

اہلِ محفل آج رخصتِ تجھ سے ہوتے ہیں ہم یا خدا اگلی برس یہ دن ہو پھر ہم کو نصیب ذکرِ اچلے پہل پہ ڈاکر کے یوں ہی جانی ہے مرعائے دل اُنھیں صافے میں احمد کے لئے دور یہ طاعون ہو بندوں پہ فضلِ خدا	کہ ہے ہیں سب بانِ حال سے باہر ہم ہم ہوں سب احبابِ دل و دیوہی فکرِ حبیب اُن کے سر پہ سایہ فگنِ رحمت ماری رہے حاضرینِ نرم بھی سنجشِ دل ہیں چھوٹے بڑے یہ دعا مقبول ہو اپنی برائے مصطفیٰ
---	--

یا الہی یہ نظاھی عشقِ احمد میں بیٹے
اس فنا میں لطفِ آئیں اُس کو عمرِ خضر کے

۵۔ رجب الاول ۱۳۳۳ھ میں نجی خانہ بدایوں کے لیے لکھی گئی۔

ہم ہیں اور اپنی گردِ شمسِ قسمت ہم ہیں اور لاکھ آفت و نکبت ہم ہیں اور بے شمارِ مصیبت ہم ہیں اور رات دن غمِ فرقت ہم ہیں اور نا مرادِ قسمت ہم ہیں اور اپنے بخت کی ظلمت ہم ہیں اور دور دورہ نکبت ہم ہیں اور بے فوائی و حسرت ہم ہیں اور نالہ ہائے پر حسرت ہم ہیں اوروں کو موجبِ عبرت کیسی بن کر بگڑ گئی قسمت	ہم ہیں اور رات دن کی ہوا آفت ہم ہیں اور لطفِ سخی لا حاصل ہم ہیں اور صد ہزار مایوسی ہم ہیں اور وصلِ یار کا ارماں ہم ہیں اور نارِ سائی تقدیر ہم ہیں اور جہل کی ہو تاریکی ہم ہیں اور شورِ شیش زماں کی ہم ہیں اور بے زری و محتاجی ہم ہیں اور شورِ ہائے دردِ انگیز ہم ہیں خود و قہصصِ پریشانی یاد کرتے ہیں اپنے تچھلے دن
---	---

<p>یا ہمارے ہی آج یہ حالت وہ جو کل تک تھے عنکبوت صفت کیا یہاں زندگی میں ہو لذت تندرستی میں ہم کو کیا راحت ہی بھنور میں سفینہ اُمت تیری اُمت کی غیر ہی حالت تیرے لطف و کرم کی ہی حاجت کفر کا سب طلسم ہو غارت دور ہو سب نصیبت و آفت ساتھ میں لائے خیر اور برکت اُن کی قائم رہے یہیں عظمت عیدِ میلاد میں بصد شوکت ہے جو دُنیا کو مایہ برکت ہی یہ بے شبہ حبزہ فطرت تو ہیں ہم سبزہ سیرِ تربت ہیں گرفتارِ ذلت و لعنت ذکر کی تیسے اس میں ہو کثرت دو جہاں میں لے اُسے عزت ہو متبول ان کا ہر یہ مدحت</p>	<p>ہم ہی ہم تھے بھی زمانے میں چاہتے ہیں ہمیں نکل جائیں روم میں اپنے بھائی ہیں مضطر واں جو مجروح ایڑیاں رگڑیں لے خیرا شفیع نوح و خضر سخت طوفان بپا ہے چار طرف تو جو چاہے تو بات بن جائے بول بالا ہو اہل کعبہ کا عیدِ میلاد کے تصدق میں سال آئندہ آئے پھر یہ دن دین حق کے جو نام لیوا ہیں ذکر تیرا کریں بلند یہیں آج کا روز ہے وہ یومِ سعید آج کے دن جو ہو خوشی ہم کو عیدِ مولد کی ہو نہ ہم کو خوشی اس کے منکر ہیں احمق و نادان رہے آباد یہ سبج خانہ اس کے بانی پہ لطف ہو تیرا رہیں مداح سارے گرم ثنا</p>
---	---

ان سے ہر لطفِ مدحِ حضرت اُن کی پوری ہو غیبِ حاجت رزقِ لیل جائے اُن کو بے منت ہو علالت سے جلد انھیں فرصت دینے والا انھیں یہ دے دولت	قیسِ عالی۔ زلالی شاد رہیں حاضرِ بزمِ جو سماں ہیں فکرِ روزی کی ہو جنھیں لاحق جو پریشاں کسی مرض سے ہوں تیرے دیدار کے جو طالب ہیں
--	--

دے نظامی کو بھی دُرِ مطلب
تیرے دستِ کرم کی جو شہرت

منوئی جلوہ میلا و

۳۲
۳۱

جس کو دیکھو مثلِ گلِ خنداں جو آج عرشِ پر کیوں ہو نظامی کا دماغ خیر ہی یہ طور کیوں بدلا ہی آج آپ آتے تھے نظر کل سو گوار کس خوشی نے ایسا متوالا کیا کیا سبب ہو آپ کیوں ہیں نادماں ہو یہ عیدِ مولیٰ خیرِ لوری بارھویں کی ہو یہ ساری دھوم دھام حاضرِ محفل ہیں با صدق و صفا لطفِ بزمِ خاص کے سب خاص تھے	یہ نبی خانہ میں کیا سماں جو آج کیوں خوشی سے آج سب ہیں باغِ باغ حضرتِ دل کچھ تو کہیے کیا ہو آج چھا رہا ہو آج کیوں رنگِ بہار کچھ تو کہیے آپ نے کیا پایا رنج و غم کا مٹ گیا نام و نشان سُن کے یہ تقریرِ دل نے یوں کہا محفلِ اقدس کا ہو یہ اہتمام ات ہی سے عاشقانِ مصطفیٰ نئی سحرِ پُر نور اور جلوے نئے
---	--

سجائے نظامی کا منتقل کی دُرِ محفلِ عینِ مدحِ حضرت

چل رہی تھی ناز سے بادِ سحر
منتظر تھے دید کے جن و بشر
حسنِ قدرتِ زیبِ لالہ زار تھا
تھا نزولِ رحمتِ ربِّ و دود
ڈالیوں پر طائرِ انِ خوشنوا
ماہِ تھا اک عابدِ شبِ زندہ دار
تاک میں جلوے کی ہر ستیارتھا
حاضرینِ بزم تھے محوِ سرور
دو پہر کو دعوتِ احباب تھی
بارھویں کی بزمِ ہبابِ جلوہ ریز
لاتے ہیں شرفِ سلطانِ جہاں
جان و دل سے ان کا استقبال ہو
میزاں ہم اور وہ مہمان ہیں
حبیبِ اہلِ شاہِ والا حبیبِ اہلِ
آج قسمت سے حضوری ہو نصیب
بن پڑی ہو عرضِ مطلب کچھ کریں
کس طرف تھے اور کدھر کے ہو رہے
عقل و دانش سے نہیں لیتے ہیں کام
کون ہو جو اپنی بگڑی کو بنا لے

تھا سچائی کا جھوٹوں میں اثر
اُن کو قسمت سے ملی تھی یہ سحر
سبزہ خواہیدہ بھی بیدار تھا
ہر لبِ غنچہ پر تھا وردِ درود
ذوق میں پڑھتے تھے نعتِ مصطفیٰ
اور شفق گوں چشمِ انجم کا خار
پیرِ گردوں طالبِ نظارہ تھا
صبح کا جلوہ تھا رشکِ شمعِ طوبہ
میناں تھے جن کے خدامِ نبی
ہی نبی خانہ کا منظرِ لطفِ خیز
اہلِ دل صدقے کریں گے نقدِ جاں
ان کا آنا اک مبارک فال ہو
اس لیے یہ ٹھٹھا یہ سامان ہیں
مرحبا ای میرے مولا مرحبا
آؤ گھر بندے کے خالق کے حبیب
وقت کو ہم ہاتھ سے جانے نہ دیں
عمر سب غفلت میں ہیں ہم کھو رہے
اس لیے ہستہ ہوا سارا نظام
کون ہو جو یاس میں ڈھارس بندھائے

<p>یعنی ذات پاک ختم الانسب یا غیر ممکن ہو وہ امت ہو حزین عاصیوں پر خاص ہو لطف و کرم دو بتی کشتی کا ہو وہ نا خدا کر دیا ایک آن میں کیا انقلاب بت پرستی میں عرب تھے مبتلا بت کدوں میں یک بیک بل چل چلی عالیٰ باشد بریں معسے گواہ اس زمیں پر رشک ہو افلاک کو چھا گیا وحدت کا جلو دور دور شمع نور دین کا پروانہ ہوا ہو گئی پیدا دلوں میں گد گدی راہ حق میں سر تیلی پر لیئے اور خدا کے نام کا ڈنکا بجا تھا عرب گنجینہ علم و ہنر لیس لہ نشان آکا مسیحی بادہ میخو ردیم و باران مے چکید مبتذل کہلاتا ہو اپنا گروہ آن قدح بشکست و آن ساقی نمائد</p>	<p>ہاں فقط دے کے ہوا اک آسرا جس کے حامی ہوں شفیع المذنبین ان کی رحمت سے نہیں مایوس ہم ہو یقین ہم بھی ہو فضل خدا جس نے کی ظلمت میں پیدا آب تاب مدقوں سے جہل تھا چھپا یا ہوا ابن عبد اللہ آئے جس گھڑی قوم خود را شد محمد خضر راہ کر دیا سونا عرب کی خاک کو پھر عرب سے نور پھیلا دور دور ایک عالم اس کا دیوانہ ہوا جب صدا اللہ اکبر کی سنی قافلے چاروں طرف کو چل پڑے ہر طرف اسلام کا ڈنکا بجا زندگی ہوتی تھی عزت سے بسر یہ سبق ہم کو ازل سے یاد تھا تھی نظریں منظور وحدت کی دید غلغلا ہوا نہ وہ شان و شکوہ یک بیک گہنا گیا مشرق کا چاند</p>
--	--

<p>ہو مر قش یا ہو ٹرکی یا ہو چین ہو مصیبت مسلوں کی مشترک جس گلے میں رشتہ اسلام ہو ہو وہ رشتہ رشتہ عشق نبی حشر تک یہ دورِ بل قایم رہے ہو ضیا افقن صراحی کی جھلک یا الہی رنگ یہ پھیکا نہ ہو اہل محل نشہ میں ڈوبے رہیں غش میں ہوں سُکرِ نظامی کا سخن ساقیا بخیر و در وہ جامِ را قولِ حافظ سے بڑھے جوش و خروش نعت کا نقشہ جما کر بر محل</p>	<p>ہر جگہ ہو تنگ مسلم پر ز میں بٹ نہیں سکتی۔ ہو ایسی مشترک ہو وہ مسلم اُس کا مسلم نام ہو مست ہیں اس جامِ الفت سے بھی نشہ جامِ نبی دا یم رہے جامِ بلوریں بنے ماہِ فلک بے خودی میں ہوش کی پروانہ ہو ہر زباں پر نعت کے چرچے ہیں کہہ اٹھیں جربہ اہل انجمن خاک بر سر کن غمِ ایامِ را لوٹ ہوں اس میکہ کے بادہ نوش میں سناؤں ایک مستانہ غزل</p>
--	---

غزل

<p>چل رہا تھا جامِ عرفاں ایک دن موج زنِ موحانہ اسلام تھا کیا ہو میں یارب وہ بزمِ آریاں تیس دل کی یا نبی جاتی رہے کیا عجب جمعیتِ خاطر بنے ہمیں ٹوٹی ہوئی بندہ جائیں گی</p>	<p>کیف میں تھے اہل ایماں ایک دن رنگ میں ڈوبے تھے انساں آیتِ ن ہاں! مسلمان تھے مسلمان ایک دن درد کا ہو جائے درماں ایک دن دفترِ خواب پریشاں ایک دن ہو رہے کاطی بیا باں ایک دن</p>
--	--

وہ ہوں پلے پر تو ہم گہرائی کیوں	مشکلیں سب ہوں گی آساں ایک دن
رات دن لکھیں کراٹا کا تبیین	چاک ہوگی فرد عصیاں ایک دن
ای نطاشی آئے گی وہ بھی گھڑی	ہوں گے ہم حضرت کے ہاں ایک دن

۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ کو بنی خانہ واقع بدایوں میں پڑھی گئی۔

دلوں میں ہر اک جوش لب پر ہیں نلے	بنی خانہ میں آئے ہیں درد والے
عجب لطف کا دن ہے عیدِ ولادت	مئے عشق کے چل رہے ہیں پیالے
بھڑکنے لگا ایک شعلہ سا دل میں	اُبھر آئیں چوٹیں ہوئے زخم آئے
ہر اک قطرے سے روشنی چھن رہی ہے	مئے ناب کے جام ہیں دل کے چھالے
ہماری نگاہیں ابھیں ڈھونڈھتی ہیں	وہ دیکھو وہ سولے ہیں لٹروالے
وہی تو ہیں اس بزمِ اقدس کے بانی	ابھیں شانِ رحمت گلے سے لگالے
یہ ہی بزمِ میلاد اُن کی جھوٹوں نے	تو حاکم کے سانچے میں انسان ڈھالے
پڑی دہر میں شور و حد سے لے چل	تر لزل میں آئے کلیسا سٹوالے
رہ عقل میں کہہ رہی تھیں نگاہیں	کہہ رہیں وہ آغوشِ فطرت کے پالے
حرم میں نظر آئی آخر تجسّی	جسے ڈھونڈھتے تھے سب لٹروالے
چلے اس طبعِ بادِ عرفاں کے بھونکے	کہ اڑتے پھرے فلسفے کے رسالے
کیا سجدہ سر رکھ دیا راہِ حق میں	پھرے اپنے مرکز سے الحاد والے
وہ قومیں ہوئیں جلوہ حق پہ مائل	تجیر میں تھیں جو اندھیرے اجالے
تھیں ہو بنی را از دارِ حقیقت	جو پیچیدہ عقدے تھے سر سبیل ڈالے
رتقی کی راہوں میں رہ رہتے تھے	تدن کی وادی میں رستے نکالے

<p>گزشتہ کتابوں میں بھی تھے حوالے جو آئے مقابل میں تینیں سنبھالے بڑی آن والے بڑی شان والے شجاعت میں تھے فردِ جن کے رسالے ہمارے چبائے ہوئے ہیں نوالے مگر آج ہم ہیں مسلمان نزلے نہ ہیں علم والے نہ اخلاق والے فطر آئے تکفیر کے کچھ رسالے خدا قوم کو ڈوبنے سے بچالے نظارِ احمیٰ ہمیں پڑ گئے جی کے لالے</p>	<p>نہ تھا صرف قرآن شاہِ ہمتھارا بنے وہ مسلمان وہ ایمان لائے سبے بزمِ اسلام میں جلوہ فرما عمرِ اور خالدؓ تھے جاں بازِ جنرل وہ فنِ جن پہ نازاں ہیں یپ کی قوئیں کبھی علم و فن تھے نشانی ہماری نہ ہیں مجلسوں میں ترقی کے چرچے ٹوٹا جواب ہم نے سرمایہ اپنا بر وقت ہر ناؤ مجھدار میں ہر بڑھا تو نہ اس درد انگیز کو</p>
---	--

دعا کرو دعا کر کہ ہنگامِ حشر

گناہوں کو دامِ رحمت چھالے

کوہِ حرا میں حصّہ رسالتِ یاب کا ذکرِ شعل

(۸)

<p>گھٹا گھٹو رہتی اُبلے ہوئے تھے جبلِ کجول میں سب زحمتیں ہوں جتہ للعلیں پیدا جنا یہ مصطفیٰ جب آمنہ کے گھمبے پیدا وہ یوں آئے جہاں ہیں دلہیؓ نہیں ٹپل وہ یوں آئے نفاق و بغض کو یا مال کر ڈالا وہ یوں آئے دکھائی راہِ حق گم گشتہ راہ کو</p>	<p>اندھیرا چھارہا تھا ہر طرف فروضِ اُلت کا تقاضا اسی حالت میں تھی ایچ کی جیت کا مثلاً نور احمد نے جہاں سے ناظمیت کا بگڑا کھیل م بھرتیوں کی شانِ شوکت کا وہ یوں آئے کہ تھے ساتھ میں لائے اخوت کا کہ اہل ہر پروانہ بنے شمعِ ہدایت کا</p>
--	--

وہ کیا آئے کہ آئی عیدہ تم کہیلے ہیں
 جوں ہو کہ بٹھائے عدل مصداق رحم کے
 ابھی ٹوہ رہی تھی عمر کی چالیسویں منزل
 نظر آتے تھے گو ہر معرفت کے لیے یہ باب
 زمانے سے الگ ہر خدا کی یاد کرتے تھے
 عبادت کیا تھی اس معرفت تھی فکر ہم سے
 عبادت کیا تھی انکار گائے تھے ہر بیست
 نظر آتی تھی موجودات کی ہر ایک سو فانی
 مرقی ہو، ستاروں کی جھلک خورشید کی تابش
 یہ سب چیزیں تھیں اک تصویر فانی آپ کے آگے
 کبھی کہتے تھے میں کیا ہوں کائناتے جہاں کیا ہو
 کبھی کہتے تھے عالم کیا ہو اس کی انتہا بھی ہو
 حرا کی گھاٹیو! تم مخزن اسرار تھی ہو
 تمہارے دم سے یاد آتاری تازہ ہوا دکھنڈا
 چمکتے ہیں تھائے ذرے ای صحرائے میدان
 زبان حال سے یہ کہ سب اس طرح بول اٹھے
 سخی ذوق تجیرت کر کی ہنگامہ آراہی
 جو دیکھا عالم رویا میں آخر وہ رہا ہو کہ
 تجلی بن کے وہ پیش نظر تھا بے حجابانہ

بہارِ نسا دمانی بن گیا خروہ ولادت کا
 لڑکپن میں ملا تھا آپ کو نغمہ امانت کا
 کہ راہ شوق میں آیا نظر حادہ نبوت کا
 بنا تھا ذرہ ذرہ آئینہ ہر حقیقت کا
 حرا کی گھاٹیوں میں شعل ہوتا تھا عبادت کا
 عبادت کیا تھی سہرا یہ تھی غور و غوض عبرت کا
 عبادت کیا تھی اک نظارہ تھی غصہ و عجلت کا
 عبادت کیا تھی اک آئینہ تھی عقل و فراست کا
 جو کچھ سامان تھا بزم فلک کی چنے نیست کا
 کہ تھا انجام ہیں اعجاز اس چشم بصیرت کا
 نتیجہ کیا ہو سکتی کا معما کیا ہو فطرت کا؟
 کبھی کہتے تھے حاصل کیا ہو اس نگاہ کثرت کا؟
 تجھے ای طبع کی چوٹی اُتراد عوی ہر نعمت کا
 تمہیں ہو عالم تاریخ میں عویِ خدا امت کا
 مجھے بھی کیا بتا سکتے ہو کوئی ناز و حدت کا
 کہ ہم فانی ہیں غمِ عالم ہو طاری ہم پر حیرت کا
 اٹھایا لطف غارِ نور کی خلوت میں جلوت کا
 وہ تھا اک خواب کا عالم کہ زمین تھا نبوت کا
 تھا بے غیب ہیں یہاں جو تھا جلوہ رسالت کا

<p>جو کچھ عقدے تھے سب حل ہو گئے وحی الہی سے اسی ذاتِ مقدس نے بتایا سارے عالم کو بجا توحید کا وہ نیا ہوا اسلام کا چرچا نظامِ حق کی دعا پر کشتیِ مسلم بچے زور سے کرم کی ہو نگہ اُن پر بخاری ای بول اللہ</p>	<p>کہ اقرارِ بابِ اول تھا دبستانِ حقیقت کا کہ اس ایجادِ گوناگوں سے کیا منشا ہے قدرت کا نمونہ بن گیا انسانِ اخلاص و محبت کا الہی غیب کے سامان ہو اُس کی حفاظت کا جہیں منصب ہے قوم و ملت کی حمایت کا</p>
<p>خدا یا خوش رہیں اصف کہ اُن تمام روشن ہو سخاوت کا شجاعت کا عدالت کا شریعت کا</p>	
<p>۱۔ قلمِ شہداء مطابقتِ صلواتِ دورانِ دہائی حیدر آباد میں لکھا۔</p> <p>نظامِ خیر تو جو گھر سے کیوں بکھے ہو تم باہر یہ کیا سودا ہوا ہے کس لیے صحرا نور دی ہے خبر بھی ہے تجھیں کچھ ماہِ میلادِ نبی آیا خلافِ کتبہ بریں زیبِ سر پہرہ ہے پھولوں کا کہیں گلہائے رنگیں ہیں نہیں نئے گلہائے اگر کی تبتیوں سے ہے معطر انجمنِ ساری تناہی بنا میانہ سر پہ الطافِ الہی کا ارادہ ہے یہ رحمت کا نہیں غش میں لے لے مبارک ہو تجھیں ای حاضرینِ محلِ اقدس دکھائیں گے وہ جلوہ تم کو ہاں شہیار ہو جاؤ اگر خوش قسمتی سے اک جھلک تم کو نظر آئے</p>	<p>تمہارے پاؤں کی رنج بھی کیا بن گئی چکر بنا ہوا آج کل شوقِ جنوں انگینہ کیوں رہے نبیؐ خانے میں پھر ہی اہتمامِ مولدِ سرور دُہن کی طرح پھر آ رہے دستہ دار کا ہر نمبر درو دیوار پر چھپتا ہے کیسا کاغذی زیلو دلِ سوزاں کو ٹھٹھکاتی ہے لوہا بکِ محرم یہ جلوہ بزمِ اقدس کا ہی یا ہے طرکِ کانظر حضورِ قلب سے حضارِ حاضر ہوں جو یاں کر حجابِ قدس کے پرے کھلیں گے تم پہ ستر ہر گئے تھے عزتِ اجلال سے جو عرشِ علی پر کھڑے رہنا نظر نیچی کیے اپنی جھلک رہے</p>

تجلی طور کی فرشِ زمیں پر چل جائے گی
ذرا جو دو کرم کو دیکھنا شاہِ دو عالم کے
گنہگاروں کو اپنے پوچھنے تشریف لائے ہیں
قبائے رحمتہ للعالمینؐ ہو اگر برہمیں
غلامی میں ہو حاضر ذکرِ احمدؐ سا شیدا
حضورؐ کی اس کو ہمتی ہو شرف اُس کو پلٹا ہو
نظامی خواہے جاگو نہ تم کو کتنے ڈین بلو
ملا ہو وقتِ قیامت آنکھیں مل گئے اٹھ بیٹھو
حضورؐ میں ہو حاضر پھل ہو پھل عقیدت کا

لے آئی تھی خانہ

دکن میں چاند دیکھا۔ عید کی آکر بدایوں ہیں
کشتش کہتے ہیں اس کو یوں بلاتے ہیں کرم گستر

(۱۰) تاریخِ مسیح الاول ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء کو نبی خانہ واقعہ بدایوں میں چلی

کیا ہوئی وہ شانِ شوکت کیا ہو بختِ جاں
بیسکوں کے خون کے آنسو رلانے کے لیے
آہ وہ اسلام کا اعجاز وہ روحانیت
ای قبا کی سبز میں و عالمیہ کے بام و در
تم وہی ہو جن کے ذروں سے کیا ماؤں کو لاند
تم وہ ہو اسی کشتش کہتے ہو اپنی خاک میں
گھر سے یوں نکلے کہ دیکھا جگ گیا اسلام کا
رہ گیا دو پر ترقی ساز و سامان ہیں کہاں
رہ گئے ہیں داغِ بن کر عہدِ رفتہ کے نشاں
دڑہ دڑہ تھا عرب میں معرفت کا راز داں
روکشِ جنت نہ ہوں کو کیا کھڑی چوٹیاں
تم وہی ہو جن سے شرمندہ تھا ہر زرفشاں
ہو گئے حضرتِ محمدؐ واسطے بے خانماں
شور تھا توحید کا وہ لہجے آتے ہیں نشان

دیکھا تھا شوقِ دل تھے دیدہ ہائے انتظار
 بھولے پن سے تھے بچے کہہ رہے تھے بار بار
 ہر قبیلے کی نگاہیں شوق سے متاب تھیں
 کھل گئی تقدیر ان کی پانی نہ مانگی مراد
 کہہ اٹھے بے ساختہ ”چمک سارا بخت کا
 آپ نے آئے ہی اک سجا کی ڈالی اغ بیل
 بے تکلف کام کرنے آپ زوروں کے ساتھ
 کہہ رہا تھا ہر عقیدت مند میں ایسا غضب
 تھے وہ خوش قسمت اس بچے کے مزدوروں میں
 ”جبذا! اے بانی تعمیر تیرے ہاتھ نے
 کیوں نہ ہو تعمیر مسجد کا میابی کی نمود
 یاد مولائیں پاک جس کی نہ چھلکی ات بھر
 اک خدائی دور مکی خیر مقدم کے لیے
 عالیہ کے جس قدر انصار تھے ہمراہ تھے
 ”آفس صد آفرین صدقے ہو عظم پر مال و زر
 ”گھائیوں سے چاند نکلا شکر حق واجب ہوا
 گھر میں بوا یوب کے اُترا خدا کا نور خاص
 اس جگہ اک اور مسجد آپ نے تعمیر کی
 تھے شہنشاہِ دو عالم پیکرِ معمار میں

منتظر تھے مینر بانی کے لیے پیر و جواں
 آرہے ہیں کہ سے پیغمبرِ فخر الزماں
 ڈھونڈھتی پھرتی تھیں ادھی پہن پکا لٹاں
 دور سے آتے جو دیکھا برگزیدہ کارواں
 مینر باں ہم اور محبوبِ خدا ہی یہاں
 جس کے ہر ذرے سے شان نہ ہوتی تھی عیاں
 سنگ ہاتھوں میں نہ باں پر نیکرِ خلافِ جہاں
 آپ بنے دیں اٹھالیں گے پہاں رِگراں
 سر پہ ان کے بوجھ تھا اور سین و زباں
 ایک جنبش میں مٹا یا کفر و ظلمت کا نشان
 آخرت میں کام آئیں گی یہ قرآنِ خوبیاں
 اس کی نظروں میں بندھا صبحِ تمنا کا سماں
 جب قبا سے شہر کی جانب چلے باغ و شاں
 کہہ رہے تھے جوش میں سارے مینے کے جواں
 مرحبا صدرِ مجا! ہم پر سچا اور نقد جاں
 یہ ترانہ گارہی تھیں شاد مہو کر لڑکیاں
 فصلِ حق سے ہاتھ آیا ان کو ذوقِ جاووں
 لاکھوں میں سا دگی تھی پھر بھی تھی شکرِ جاں
 اور مدد کے واسطے حاضر تھے ان کے قراں

اب وہی مسجد نبی کے نام سے مشہور ہو کر بیکسوں کے چارہ فرط! کچھ کچھ امت کی خبر المد و طیبہ کے والی! اگٹ گئی ساری بہا اس طرح ہوا اس کی ہستی مجمع اغیار میں میٹ دے گردش زمانے کی پہل بیان ہو	آج شاہنشاہ کل آرام فرما ہیں جہاں آہ یہ پھولا پھلا گلشن ہوا نذر خزاں بلبل سلام اب بٹنے کو ہے بے آشیاں جس طرح بتیں داستانوں میں لکھی ہو زبان وہ رہیں رہ جائے باقی داستانِ پاستاں
--	--

ای نظامی دور موجودہ کو کیا روتے ہیں آپ
آگے آگے دیکھیے کیا کچھ دکھائے آسماں

۱۱۔ اسلام اور خلافت الہی کی بنیاد

۱۹۶۹ء میں بنی خانہ واقع بدایوں میں پڑھی گئی

یہ دہریں ہی تقاضائے گردشِ ایام شعلِ حسن سے خلوتِ نشین ہو لیلیٰ شب ضیائے نور سے ہو محو تابشِ انجم نہ ہوں گناہ کے بادل نہ قہر کی ہو گرج وہ روشنی ہوں نہ تاریکیاں رہیں باقی چمنِ چین کی فضا پر ہواکِ نسا عالم خدا کے حکم سے پوری ہوئی دعاے خلیل متاعِ لطف کی ارزانیاں ہوئیں کیا کیا رہی نہ اہلِ قبال میں کش مکش باقی ہوئی رسول کو حاصل حکومتِ اربعین	نمودِ صبح سے ہو جلوہ ریز رحمتِ عام طلوعِ مہر سے ہو پردہ پوش ماہِ تمام نسیمِ صبح بچھائے سرور و کیف کا دام عمل کسی کے نہ ہوں شکلِ گیسوئے شبِ فام فروغِ جلوہ تاباں ہو لمعۃ الہام عربِ بہار سے معمور ہو۔ منورِ شام زہے نصیب کہ شرفِ لائے خیرِ انام درِ جواد سے مخلوق کو ملا انعام بنے وہ ایک ہی آقائے نامور کے غلام بنا حضور کا دربارِ عدل گاہِ انام
--	---

صلاح کا رہیں بے شک زمین کے وارث
 حریفِ جوشِ عداوت تھی قوتِ اخلاق
 دکھائے نہ کماندارِ تیسیر اندازِ سی
 زبانِ پاک سے نکلی صدائے آزادی
 سیاسیات میں بے مثل آپ کی رائیں
 صفائے روح تھی وحدتِ پرستی ملت
 رہے عرب کے خزانے کے قاصدِ دالک
 ہوئے نہ کام و دہن آستانے لقمہ تر
 نہ فرشِ ہائے مکلف نہ پردہ رنگیں
 بنا دیا مٹے عرفاں سے مستِ عالم کو
 نہ تاج و تخت کی پروانہ حاجتِ رباں
 ہوئے وہ شیرِ نیکرل کے تھے جو نیکِ شریعت
 دکھائی شانِ حکومتِ کلیم پوشی میں
 غرضِ خلافتِ حق کی یہ نہ تھی ہرگز
 یہ تھا حضور کی آمد کا مقصدِ اعظم
 بڑھائے تزکیہ نفس ذوقِ روحانی
 دریغ ہم نے بھلائے اصولِ پنجم
 جو راہِ صدق میں ملت ہو حوصلہ فرسا
 یہی ہندو نظامی یہی ہندو شوق

بنا تھا ختمہ جاویدِ پند اکا پیام
 کیا جو آپ نے وہ کر سکے نہ رسم و سام
 نہادوروں کی ہوئی تیغِ اندرونِ نیام
 رہا قفس نہ گرفتاریاں نہ حلقہ دِ اَم
 معاملات میں بے لوث آپ کے احکام
 بقائے امن تھا آئینِ وعدل کا انجام
 بنے نہ طالبِ زر پھر بھی شاہِ ذوالاکرام
 کیا نہ خلعتِ شاہانہ نہ زینتِ اندام
 نہ گھر میں کوئی سجادہ نہ رونقِ روبرام
 کبھی ہوئی نہ تنائے ساغرِ گلِ فام
 مگر تھے زیرِ نگیں قوم کے صغارِ وعظام
 الگ الگ ہے محبوبِ حق سے نافرجام
 نہ بھٹی نہائیشِ کسریٰ نہ شوکتِ بہرام
 خدا کے ملک میں قایم ہو خود سرنظام
 کہ دیں تمامِ خدائی کو دعوتِ سلام
 ادب سے کوچہِ اخلاق میں ہوں محو خرم
 فغاں! کہ ہو گئے دنیا جہان میں بدنام
 شریعتِ نبوی پھر بنے سبیلِ دوام
 ہزار بار نبی پر درود اور سلام

دعائیں نظمیں

(۱۲)

<p>آوارہ گردیوں میں ہونی عمر بیکان بھر بھی نظر سے دور رہی گرد و کارِ مال نشر کی طرح خار نکالے ہوئے زباں طوفانِ خاک اور قیامت کی آندھیاں پڑ پڑج راہ اور یہ دشوار امتحان پتھر پڑیں نصیب پہ۔ میں اور سختیاں وہ انتظارِ صبح وہ اخترِ شماریاں حیران و یاس درو بنے دل کے میہاں وہ کشمکش میں جانِ حریف تھی کہ الاماں وہ حسرتوں کا جوش وہ اندوہ کا سماں دل نے کہا جو اس کدھر ہوش ہیں کہاں؟ تصویرِ انقلاب ہی۔ نیرنگِ آسمان ہیں خانہ نبی میں وہ زینتِ طرازیان بن جائے گا بہشت کا ہم پایہ یہ مکاں رحمت کا عین وقت ہو یہ بات پھر ای دھن رموزِ شریعت کے رازِ دال عرفان کی روح بابِ حقیقت کے پاس سُن لیجئے خدا کے لئے غم کی داستان</p>	<p>پایکجی نہ منزل مقصود کا نشان چھانا ہی چپہ چپہ اٹائی جہاں کی خاک ہو کا مقام اور وہ صحرائے پُر خطر چکر میں باد اور گولوں کا زور شور ماریسیوں نے توڑ دیئے دل کے وصلے یوں ہو ملائی راہ میں مشکل کا سامنا بے تابوں میں کٹ گئیں ایں شباب کی صد گونہ اضطراب میں ہر دن پہاڑ تھا حالِ کشاکشِ غم ہجراں نہ پوچھیے موش نہ تھا کوئی نہ کوئی غم گسار تھا آئی صدائے غیب ذرا آنکھ کھول تو بولاسروش اب تو ہوا میں کچھ اور ہیں غل ہر کہ بارہویں ہر فزوں بزمِ خلد سے ہر قدسیوں میں شور کہ آنے کو ہیں حضور موقع ہی عرض حال کا غفلت روا نہیں اسی آفتابِ علی شہنشاہِ دو جہاں اسی ماہِ غنی و حلّی۔ خاصہ حسد اسی بگیوں کے یار غریبوں کے چارہ سنا</p>
---	--

<p>کل تک ہر ا بھرا تھا جو اسلام کا چین دورِ گزشتہ کیا ہوا ہم ہیں نہ وہ عروج وہ قوم آج ضعف و نقاہت کے ہونڈی بدلی ہیں جس نے تیغ کے سایہ میں کھڑے گھیرے ہوئے ہیں اس کو حریفانِ سنگدل بندہ نوازا اس پر کرم کی ہوا اک نظر چھڑتی ہو تن میں ل میں شجاعت کے حوصلے سامان وہ غیب سے ہوں کہ باطل کو شکست اسلام کی مدد پہ جو غازی کمال ہیں پھر ہو وہی شکوہ وہی شان و دبیر حسن قبول کے لئے بے چین ہو ”دعا“</p>	<p>اغیار آج اس پر گراتے ہیں جلیبیاں اب بھی وہی نہیں ہر وہی رنگ آسمان کل جس کے رعب و اہک حیرت میں تھا جہاں تسو سو طرح دیئے ہیں شجاعت کے امتحان بتیں دانت میں ہو گھری جس طرح نایاں ماکل ہو زندگی کی طرف قوم نیم جاں بوں و ڈر جا بے برق صفت طاقت و توان توحید کا زمانے میں سکھ ہو پھر رواں اُن پر کرم ہو آپ کا اور لطف بے کرل دُہرائے اگلے دور کو بغل دو صفہاں بے تاب ہیں اثر کے لئے ”نالہ و فغاں“</p>
---	---

روشن حضور پر ہر نظامی کا حال دل
کب تک سناے اپنی مصیبت کی داستان

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ کو نبی خانہ واقعہ بایوں میں پڑی گئی

(۱۳)

<p>وہی محفل ہو وہی ہم ہیں وہی منظر ہو مچ پر داز جہیں سائے و سرور ہو وہی رندانہ ادائیں وہی انداز سرور وہی ساقی ہو وہی مست وہی میخانہ وہی نغمے ہیں وہی لطفِ ترانہ سنجی</p>	<p>بارک اللہ کہ پھر جشنِ نبی کے گھر ہو وہی سجدے ہیں ہی سرا ہو وہی پھر ہو وہی محو نوش وہی جام وہی ساغر ہو وہی نشہ ہو وہی کھیت مئے کوثر ہو وہی جلسے ہیں وہی جشنِ طرب گھر ہو</p>
--	---

وہی زیبائش قدرت ہو دی نگ بہار
 نخل ڈاکرنے لگا یا جو نبی خانے میں
 یہ نبی خانہ ہو یا میکہ حبیب نبی
 نہ ہو جس بزم میں ساتی تو وہ نخل سوئی
 کہہ رہے ہیں درود پوار نبی خانے کے
 میزباں جس کا خدا خود تھا شبِ اسیریں
 آپ کی شان شفاعت نکلیوں دل ہونثار
 آپ کا حسن ہو اعجاز کی شان دلکش
 حُبِ احمد بھی کوئی لانا نہ کیوں کچھ پائیں
 ہندسے مجھ کو دینے میں ہلاو مولا
 کیا کریں رہ کے یہاں ہو وہ زمانہ بدلا
 نہ اخوت ہو نہ یاروں میں محبت باقی
 جو گردوں کی حکایت ہو کہ افسانہ طول
 موت آجائے تول جائے جبات جاوید
 حذر ای یاس کہ محروم تمنائوں میں
 گر یہ جوش نہا مسکے بھرے ہیں جل نخل
 رکھتے ہیں نعت کے اشعار قیامت کا اثر

وہی رعنائی گلشن ہو دی منظر ہو
 یثمد الحمد وہ شاداب ہو بار آور ہو
 مست حضار ہیں اور آنکھ بھی ساغر پر ہو
 شکر صد شکر کہ ساتی بھی کرم گستر ہو
 آج وہ آئے ہیں توجن کے لئے مضطر ہو
 رہے قسمت کہ وہ ہمان ہمارے گھر ہو
 یادگار شبِ معراج یہی منظر ہو
 آپ کے عشق کا سودا ہو ہمارا سر ہو
 دل میں پوشیدہ ہو جوبات وہی لب پر ہو
 یاد میں آپ کی بے چین دل مضطر ہو
 دوست سمجھو جسے دشمن سے بھی وہ بدتر ہو
 اوسا کر ہو کہیں موجود تو وہ کتر ہو
 شکوہ سخی زمانہ ہو کہ اک دفتر ہو
 زندگی کیا ہی ہمارے لیے دروہر ہو
 دور ای درد کہ شیرانہ دل ابتر ہو
 چشمِ پیرِ خم ہو تو دامن بھی ہمارا تر ہو
 ان میں خنجر ہو کوئی اور کوئی فتنہر ہو

ای نظامی نہیں تو صاحبِ تقویٰ تو نہ ہو
 حلقہٴ اُلفتِ محبوب سے کب باہر ہو

ربیع الاول ۱۳۳۳ھ کو نبی خانہ واقع بدایوں میں پڑھی گئی

(۱۳)

<p>عشاقِ نبی خانہ ہیں مجو غزل خوانی جمعیتِ خاطر سے ہو دو پریشانی جس شمع کا تھا جلوہ حسنِ مہکنغانی چیونٹی سے سلیمان کی بن آئی ہوا ای باعثِ جزو کل اسی پر توریانی تھی اپنی بھانوں پر خود اُن کو پشیمانی سب چھوٹ گئے اُن سے اندازِ ستم بانی اک رنگ میں ڈوبے تھے ایرانی و تورانی تھی حُسنِ ترقی سے اقوام کو حیرانی شعلے کی طرح بھڑکا ہر جذبہ و جدائی معراج کا وہ جلوہ وہ عالمِ روحانی تاریخ کی رونق ہو انصار کی قربانی اُٹھ سی ہوئی بستی بیچھائی ہوئی ویرانی نیرنگیِ عبرت ہو اندازِ پریشانی افلاس کا دورہ ہوا ور بے سروسامانی یا مہر و مہ گردوں کرتے تھے نگہبانی نظروں میں نہ چھتی تھی کچھ شوکتِ مانی ایک کھیل سمجھتے تھے اور رنگِ سلیمانی</p>	<p>آیا ہو میر مولہ ہو جو شِ سخن وانی یک گو نہ فراہم ہو شیرازہ تمنا کا پروانے اسی کے سببِ یبا نشِ محفل ہیں خدا مِ نبی خانہ کچھ اور ہوا میں ہیں ای چارہ گر اُمت ایدادِ رسِ عالم وہ مخلوقِ حسن تیرا دشمن بھی ہوئے نام داخل ہوئے بالآخر وہ حلقہ بگوشوں میں توحید کے مرکز میں پہناں تھی ششِ اسی وہ طرزِ تمدن تھی اغیار کو سکنا تھا فاران کے فنموں سے تھی گرمی ہنگامہ ایک رازِ حقیقت تھا ایک عقدہ و حاشا اصحاب کا فدیہ ہو مشہور زمانے میں اب ہم کو دکھائی ہو نظارہ حسرتِ زرا ہم ایک تماشا ہیں عالم ہو تماشا تعلیم کا گھانا ہو اور پھوٹا ہو آپس میں یا غم کدہ یکسر ہو محروم شعاعوں سے وہ مرتبہ حاصل تھا ہم خاکِ نشینوں کو اک بات سمجھتے تھے ہم دبِ کبیر سحر کا</p>
--	---

<p>ہر چیز گنوا بیٹھے ہم واہ ری نادانی پھر عظیم کے چرچے ہوں دولت کی فداوانی اک قہر الہی تھی اس سال کی طغیانی پر شور تھیں کیا اہریں بلب تھا طوفانی جنگل تھی سب آبادی تھا چار طرف پانی قصبوں میں تھا سناٹا قریوں میں تھی دیرانی ہاں جوش میں آیکم مایہ حیرت نیوانی</p>	<p>فایم ہو نہ وہ شوکت باقی ہو نہ وہ ہمت پھر قوم حزیں کا ہوا قبال بلندی پر ڈرتے ہیں حوادث سے ہو پھر غصہ نل دریا کا ابل پڑنا سچ جج کی قیامت تھی چلتی ہوئی دھاروں سے مسدود تھیں راہیں رہتی تھی جہاں خلقت بہتے تھے وہاں دیا اندوہ و غم و حرماں راحت بدل جائیں</p>
--	---

طاری ہو فطامی پر غم مرگ زلالی کا
 کیا خاک دکھائے وہ اشعار میں جولانی

عرض حال بھنور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۶ھ

(۱۵)

<p>کیا مصیبت دیکھ کر چشم فلک ہو اشکبار رنگِ فتنہ ہو بیاض دیدہ ہائے انتظار جن کو سن کر دم بخود ہیں آج سرو جو سبار برق سوزاں کی تڑپ ہو فطرابِ قلبِ بار ہو گیا وقت خزاں یک لخت سامانِ بہار فصلِ گل کا تھا عظیم رنگِ بونا یا مدار مومنوں کے خون سے سینچے گئے تھے برگِ بار ہر روش ہو اس کی مثل سنبلستانِ پچیدار</p>	<p>کیا ہوا وہ موسم گل اور سامانِ بہار وقفِ پامالی ہو سبزہ گل گریباں چاک ہیں کس قدر عبرت فراہیں نالہائے عندلیب نالہ پر غم ہو غنچوں کے چٹکنے کی صدا دفعتاً صحنِ گلستاں میں اُداسی چھا گئی بلبلیں روتی ہوئی ہوتی ہیں غصتِ باغ سے وہ بھی کیا دن تھے کہ جب سرسبز تھا باغِ حجاز اب تو ہو سامانِ وحشتِ نگر گلستانِ حجاز</p>
---	---

اہل طیبہ ہوئے ہیں سبب نشان ملول
مردِ حمزہ پہ حملہ اور طائف پر مقل
قبۃ خضر نشانہ گویوں کا بن گیا
اب کہاں مکہ میں باقی ہو براہی مقام
مسجروں تک کو گمراہ کیا آہ یکساں غضب
ہو گئی نابود قبر ابنِ عم مصطفیٰ
رفتہ رفتہ عہد رفتہ کے مٹا دیں گے نشان
اے خدا اہل مدینہ پر ہو رحمت کا نزول
اے رسول ہاشمی فریاد ہو فریاد ہو
تم ہی مظلوموں کی اٹھ کر دستگیری کچھ کرو
ڈوبتی کشتی کو اے فاروقِ اعظم الو بچا
دو کرم کا اپنے چھینٹا تم ہی عثمان غنی
المدد اے شاہِ مردان کیا صفت ہے آپ کی
یا خدا! مکہ مدینہ حشر تک قائم رہے
شہرِ مکہ جس کو مولد سے نبی کے ہر شرف
بے ادب گمراہ کا واں نام کو بھی ہونہ دخل
شاہِ طیبہ اور طیبہ پر فطامی ہو فدا

لے ۱۲۵۵ھ میں سلطان محمود بادشاہ ترکی غور پٹنہ کی بعض تعلیمات کے ساتھ ہنر نگار مہرین کرایا تھا ان سے قبضہ خضر بنی
۱۲۵۵ھ غزوہ ہند کے موقع پر حضرت مسلمانانہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ غلام قوم میں فوج اور سوا کی مثال ہیں۔

تکریمِ نظامی

ربیع الاول ۱۳۳۵ھ - بنی خانہ واقع بدایوں میں پڑھا گیا

(۱۶)

فصل ہو یہ بہار کی بلبل و گل ہنر میں
چام پہ جام چلتے ہیں تو پہنچن چلتے ہیں
ہو نہ ہو ذاکر نبی آئے ہیں یاں چھپے ہوئے
مردہ عشرت دوام دینے کو آئے ہیں
دور ہو نیچے اور مال جاتے فسر و گم و غم

چھائی ہو اسی بے خودی میں نہیں ہنر میں
شور بہا ہو ہر طرف محفل ناؤ نوش میں
نور کی ہیں نگاہیں روئے نقابِ شیش میں
جان سی ٹپکتی ہو آج آرنے خوش میں
دور ہو یہ نشاط کا کیفیتِ خروش میں

مردہ عشرت

بزم میں آئیں سر کے بل آج کہاں ہیں اہل دل
گوشہ غم میں کس لیے نالہ کشاں ہیں اہل دل

دور ہو انتظار دید پردہ اٹھنے نقاب کا
ذرہ کی تاب کیا بھلا ہو وہ نگاہ روبرو
جلوہ کنناں ہو اس طرح ہن کی ضو جاز میں
اہل جفا پہ آئے اور یہ راز فاش ہو
ظلم و ستم کا وہ آل دیکھ لیں اپنی آنکھ سے

آہتی ہو یہ نگاہ شوق و الفت نہیں حجاب کا
نکلے بھی ابر سے کہیں چہرہ اس آفتاب کا
ایک نئی ہوا چلے دور ہوا انقلاب کا
نجد کا جوش کچھ نہ تھا لفتش تھا اک حباب کا
آئیں با میں بے ادب نش بڑھے عتاب کا

ہاتھ ملیں وہ سر دھنیں خلق میں ہوں ذلیل و خوار
پھٹ پڑے ان پہ آسمان قہر سے ہوں وہ سنگسار

مرجع صد صفات ہو آپ کی ذات یاقینی
آپ کے اک اشارہ سے چھٹکے ہو کیچھو جائیں
ایک نگاہِ لطف ملک کے دن پھر ہیں

آئینہ کمال ہیں آپ کا یہ لقب صفی
بیچ کے نہ بٹائے وہ کبھی لاکھ اگر چہ ہو قوی
مذہبِ حق کا راج ہو دین کی ہوا نشہ

قولِ سعود تھا غلط پرنے میں تھی نہاں غرض دل میں تھا کچھ زباں پہ کچھ قول سے غلط تھا جہاں	لا زہر فربہ کھل گیا کچھ بھی تو صلیت نہ بھتی وہ ہوا باعثِ فساد امن کا تھا جو مدعی
---	---

بھیج نظامی حزیں اپنے نبیؐ پہ تو سلام
اے وہ دن خدا کرے طیبہ میں ہو نیا نظام

اعلانِ نبوت

(۱۷) بی نظم ۱۲ ربیع الاول ۱۲۳۱ھ کو نبی خانہ واقعہ دیا یوں میں پڑھی گئی تھی۔

سبب کیا ہو نبی خانے میں ہو کیوں بھل آئی نکارستانِ جنت کا سماں ہو آن بھل میں ہو اے مست ہو تو بشکنِ دل ہو آنکوں پر پرلے مست باقی ہیں نہ وہ رنگِ چین باقی زالالی ہیں نہ داکر ہیں نہ شاطر ہیں نہ جنت ہیں عجب فرحت فرا ہو پیشِ قرعہ کی فوا سنجی یہی تو ہیں جو مستِ بادہِ نعتِ پمیر ہیں وہ سردارِ دو عالم وہ حبیبِ خاصہ داور بکایک آپ نے غارِ حرا سے جلوہ گر ہو کر وہ لائیں آپ پر ایمانِ تصدیقِ رسالت کی علیؑ ابن ابی طالب بھی تھے سیرہ سالہ نبی کے جاننے والے نبی کے چاہنے والے خدا کے شہر تھے دل کے جواں تھے چہرے میں	خضائے قدس کا جلوہ بھی ہوس کا تماشائی درو دیوار پر بچھایا ہوا، جو رنگِ نیلانی کدھر ہو سائی رنگیں ادا فضلِ بہار آئی مگر پھر بھی غنیمت ہو یہ دورِ بادہ پیمانی ہوئی ہو حضرتِ عالی کے دم سے نرم آرائی عطا و نازش و جامی کی لکشِ نغمہ پیرانی یہی تو ہیں جنابِ سرورِ عالم کے شیرانی مسلم ہو چکی دونوں جہاں میں جن کی کینائی اجازتِ کدوں کو ہر طرف توجہ پھیلائی خدیجہ نے یہ دنیا بھر سے پہلے منزلت پائی مگر اللہ نے بخشی تھی ان کو عقل و دانائی نبی کا فیضِ صحبت تھا نبی سے تربیت پائی نبی کے عاشقِ صادق نبی کے لائے بھائی
---	--

<p>مصلحت جھیل کر اسلام کی تبلیغ فرمائی انہوں نے مال سے اسلام کو تپتی توانائی کمانی تھی جو دولت فی سبیل اللہ کام آتی نزولِ حکم حق سے ہو گئی پھر جلوہ پیرائی بلند آواز سے حضرت نے یہ تقریر فرمائی تو کیا اے مجاہدو! تم مان لو گے اس کی کجائی کہ تم نے عہدِ غفلت سے جو دولتِ صدق کی پائی ہنیں تو یہ سمجھ لو تم کہ اب کوئی بلا آئی پھر وہ اٹے پاؤں اور نہ لائے تابِ شنوائی سمٹکاروں نے ان کو دکھائیہ تکلیف پہنچائی تو پھر حکمِ خدا سے اپنے ہجرت کی ٹھہرائی</p>	<p>کیا تصدیق فوراً اُس کے پیغامِ رسالت کو ملی جب حضرت بوکر کو ایمان کی دولت رضائے مصطفیٰ میں وہ بھرے گھر کو لٹائیے ابھی سہ سال تبلیغ و اشاعتِ ازدادی میں یہ حکم آیا تو پھر کوہِ صفا پر مصطفیٰ پہنچے کہوں میں یہ کہ پشت کوہ سے آہواں شکر کہا سب سے کہ ہاں باور کریں ہم ضرور اس کو یہ فرمایا کہ تم ایمان لاؤ شرک کو چھوڑو یہیں کر چل دیئے کفار و مشرک شہ و ہو کر غلل اندازیاں کرتے ہے محدثِ پرستی میں ہوئے جب شمنانِ دین برحق خون کی پیاسے</p>
--	--

فصل

<p>بلن۔ اٹنا ہوا شاخیں گئیں تاجِ مینائی ہوئی مضبوط جڑ۔ بڑھنے لگا جوشِ توانائی ستم لاکھوں سہ۔ اپنے کیے کی خود سزا پائی بہت مجبور ہیں۔ باقی نہیں تابِ تنگیابی نمایاں دامنِ اسلام پر ہی داغِ رسوائی ادھر بھی اک نظر لکھ آقا فی دمولائی مسلمانوں میں ہو علم و عمل کی کار فرمائی</p>	<p>شجرِ اسلام کا پھولا پھلا میباہِ انِ یثرب میں لہو پانی کیا انصار نے یوں آبِ باری کی مگر اب اپنے ہاتھوں آپ میں مسلم صیبتیں گھرے ہیں بے طرح چاروں طرف اعدا کا زخرو ہماری ذلتوں سے قوم کی ذلت سرسری نظامی آپ کی سرکاریں فریاد لایا ہو کسی سے وہ نہ پیچھے ہوں تمدن و قبول میں</p>
---	---

ستارہ اوج پر آجائے پھر ان کے مقدر کا	یہ ایسے ہوں کہ ہوا دروں کی اس عزت افزائی
یہ پھر ویسے ہی ہو جائیں الہی جیسے پہلے تھے	پھر ان کے در پہ حاضر ہو جہاں، ہر جہیں سائی
(۱۸) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ کو بنی خانہ واقع دہلی میں پڑھی	
<p>ادھر اُدھر ہیں جلوہ گر عرب کی خوشنایاں نہ علم ہے نہ فضل ہے نہ صدق ہے نہ صفا نہ قرطہ کی شان ہے نہ ہر فضائے اندیس طلسم خاک میں ابھی، چھپا ہو گنجِ شائخاں نہ عزم ہے نہ حوصلہ، نہ حریت کا ولولہ نہ وعظ کا اثر ہے کچھ، نہ دین کی خیر ہے کچھ بلا ہے دو مفلسی، کہ عام ہو گداگری یہ قول مصطفیٰ کا ہے، بچو گداگری سے تم</p>	<p>کلمہ میں نہ طور ہے، کہاں نہ لہن ترانیاں برائے نام رہ گئیں، سلف کی قصہ بنیاں خیال میں ہیں شوکتیں، زباں پر کہانیاں اُبھارتی ہیں شوق کو مٹی ہوئی خوشنایاں خیال و خواب گھٹی، اوہ اگلی حکمرانیاں عمل کا نام ہی نہیں فقط ہیں قش بنانیاں کہاں ہیں مہمانیاں، کہ صبر ہیں مہربانیاں تمھارے حال پر دہیں خدا کی مہربانیاں</p>
<p>ہلاؤ اپنے دست و پالنے نہ ہوں جوانیاں اجر گئیں فنا ہوئیں، بُتوں کی راجہ بھانیاں و فخرِ خلق سے مٹیں رکیک بد زبانیاں قیام امن کے لیے، جہاں کی یاسبانیاں گئیں خانہ جنگیاں، رہیں نہ سرگرنیاں سحابِ جو دے ہوئیں گرم کئی رشتانیاں خدا سے کوئی پوچھے، بنی کی کمزوریاں</p>	<p>نہ جی چڑاؤ کام سے۔ یہی ہیصلِ ندرگی بنی عرب میں آئے جب وہ رنگ ہی مل گیا وہ نرم نرم گفتگو، وہ پیار بات بات میں لقب امین کا ملا، ازل میں گئیں سپرد بنی اسد میں دوستی، قریشیوں میں یک دلی وہاں جو بے نوا گیا، مُراد اپنی پا گیا بشر کی ہر مجال کیا، کچھ جو مع شاد ویں</p>

نشاے سرورِ احم ہا پڑے نظامی حزیں
یہ گھر ہوا درخت ہو رہیں رو و خوابیاں

نظامی صاحب ملک معظم ایڈورڈ مفتاح کے جشن سالگرہ میں

لو مبارک دوستو پھر موسم گل آگیا
پارک ہے، اہل وطن گل گشت میں وہیں
دل میں اُن کے آج اُٹھے تیغِ خشی کے ولے
کس طرح پھیلے سائیں خوشی سی ہو خوشی
اس خوشی میں بہنوا اُن کے سسٹر نیلسن
اُن کی یہ بندہ نوازی ہو جو وہ جہاں ہے
یوں ہی لاکھوں سال تک قائم ہو یہ بڑھتے
خیر ہو کہ ہم برٹش رعایا میں ہوئے
عہد میں اُس کے ہمیں محل ہو مٹ مافیت
اُس گھڑی دنیا میں اک اندھیرا تھا نظر
دی نسلی تو نے ایڈورڈ فورای ہیں
ماہ نو و مبرگز شستہ میں ہمیں بھی فوید
اُن کو بھی ڈھارن بندھی جی۔ دل ہیچ مایوس تھے
دستِ مشاطہ بنا تو زلفِ برہم کے لیے
ای نظامی گلستانِ دہریں پھلے پھلے

۵۰ - شکر گاہِ بزمِ گل

تیغ و حرماں کلفت و غم کا نہیں ملتا پتا
سیر گلشن میں نہیں کچھ لطف ملتا ہر نب
ہر دل پر مردہ رشکِ مدگستاں بن گیا
آج تو شاہی مسرت سے اُنھیں حصہ ملا
کر رہے ہیں ہم شادی اُن سے مل جل ادا
اُن کی آواز سے مسرت کو دوبالا کر دیا
یوں ہی جیشِ مسرت ہم کریں مل کر بیا
بادشہ ایڈورڈ مفتاح خوش نصیبی سے ملا
کیوں نہ اُس کی عمرو دوا کے لیے مالکینِ عا
جب اُٹھا سر سے ہمارے سایہ و کٹور یا
جس طرح گرتے کو لیتا ہو کوئی بڑھ کر اُٹھا
قیمہ کے تھے جو وعدے اُن کو پھر زندہ کیا
سچ یہ ہو لفظوں نے تیرے کام مرہم کا دیا
ورنہ شیرازہ ہمارا منتشر ہونے کو تھا
پاے عمر فوج یہ و کٹوریا کا لاڈ لا

نظامی صاحب شہزادہ ولید بہادر (پرنس آف ٹیلور) کے حضور میں	
شہنشاہ زادہ ہی عالی گہر	اب وجد ہیں اُس کے بڑے نامور
وہ وکٹوریہ کا ہی نورِ بصر	دعا ہند کی ہی یہ آٹھوں پہر
ولی عہد یارب سلامت رہے	
جوانی کا عالم اُمنگوں کے دن	ابھی عمر کیا اُس کی کیا اُس کا سن
اُسے دیکھ کر خوش ہوں میری کوئی	وہ ماں باپ کے سایہ میں ہوئیں
ولی عہد یارب سلامت رہے	
وہ ہو گا کبھی ہند کا حکمران	ہوا آج قسمت سے جو میہماں
بنایا خدا نے اُسے میزبان	کہے کیوں نہ خوش ہو کے ہندوستان
ولی عہد یارب سلامت رہے	
یہ آمد کا دن قابلِ دید ہی	یہ ایڈورڈ کے آنے کی عید ہی
جو شہنشاہ کو عیشِ جاوید ہی	اُسی کی تو گویا یہ ٹہید ہی
ولی عہد یارب سلامت رہے	
جلیں وہ جو ہوں دشمنِ سلطنت	بگاڑیں گے کیا اُس کا بے قدرت
یہ ہی شاہ زادہ فلکِ منزلت	وروں اُس کا ہی شرعِ عافیت
ولی عہد یارب سلامت رہے	
وہ ہی جارج پنجم کا تختِ جگہ	الگزینڈرا کا وہ نورِ نظر
وہ ہی قیصر و قیصرہ کا پسر	شہنشاہ کا ہی وہ پینا میر
ولی عہد یارب سلامت رہے	

یہ دُنیا کا جب تک تماشا رہے	مہ و خور کا جب تک اُجالا رہے
عجبت کا جب تک تقاضا رہے	یہی سب کے دل سے نکلتا رہے
ولی عہد یارب سلامت رہے	
زمانے میں جب تک ہودن اور رات	ہودن عید سے رات ہو شبِ برات
خدائی میں ہی جس قدر کائنات	یہ مصرعہ ہو اُس کا انیس حیات
ولی عہد یارب سلامت رہے	
شہزادہ صاحبِ لطف و احاطہ	
(۲۱)	
شہزادہ ذی حوصلہ ذی تپ و ذی شان	یہ ہند کی قسمت تھی کہ تم اس کے ہو مہاں
اب چھوڑ کے جاتے ہو پین ار و پریشاں	اللہ نگہباں رہے۔ منزل ہو آساں
لو جاؤ سدھارو تمہیں اللہ کو سونپا	
تم ہند کے مہاں تھے یہ کون ہی کہتا	سچ فح وہ سمجھتا تھا تمہیں آنکھوں کا تارا
تم مرکزِ امید تھے تم عینِ مُٹا	جاتا ہی کوئی چھوڑ کے یوں اپنوں کو تنہا
لو جاؤ سدھارو تمہیں اللہ کو سونپا	
کیا ہند کے لیے تھا جو دیا تمہیں بد یہ	دل ساتھ لیے جاتے ہو بس ہی بھی تحفہ
گھیر خیر سے پہنچو نہ ہو کچھ راہ میں مضطرب	پیش آئے نہ کوئی سفر بحر میں خطرہ
لو جاؤ سدھارو تمہیں اللہ کو سونپا	
گھر کا سانہ یاں تم کو میسر ہوا آرام	بن آیا نہ پوری طرح راحت کا سرِ خاتم
تھے ہند میں کب قصرِ حبش جیسے دروہام	لندن کی سی تھی صبح کہاں اور کہاں شام
لو جاؤ سدھارو تمہیں اللہ کو سونپا	

لہ قریب تک نہیں شہزادہ کے رہنے کے عمل کا نام جو ضرورتِ شریعی کی وجہ سے جس کی وجہ سے تم ہوا ہو ۱۲

نظامی صاحب ملکیت آصفیہ میں

منظر حیدر آباد کی دل فریبیوں کا شاعر ہرگز بھلا نہیں سمجھی

(۷۲۲)

اسی صفر کی بیسیویں صدی مر جا صد فریں
 مرکز ملت کا نقشہ ہو گیا پیش نظر
 کھیتیاں شاداب فصلیں باور تازہ چمن
 منظر خوش غیر فانی ہی تو خوبی لازوال
 کہہ اچھیں زرخیزیاں ہو فکر و غم کا خانہ
 ان گلستانوں کے آگے غلہ ہی زیر نقاب
 یہ وہ خطہ ہی جہاں ہی مدین علم و امن
 ہیں بہم شیخ و برہمن سبز و گل کی طرح
 آب و تاب قوم کی جلوہ گری ہو دل فرود
 خوبوں کی ڈھونڈنے والی نگاہیں ٹہیں
 بن رہی ہیں آج چاروں طرف ٹہیں نئی
 شاہراہوں کی ہر تیار سی نئی ڈھنگ سے
 پل میں ہیں تبدیلیاں رستوں میں ہو کا پلٹ
 عرش پہاں عدالت کی عمارت جدید
 ایک جانب گناہ گشتی ایک جانب باغ عام
 حسن زیبائش پہ قربان پروں کا سنگھار
 رنگ نہ ہو باغ کی شاخوں پہ تازہ و پھل
 آج ہم نے خیر سے دیکھی دکن کی سرزمین
 عزت و اقبال قومی کی جھلک پی ہیں
 دیکھ کر یہ قدرتی نظارہ آنکھیں کھل گئیں
 حسن کی دیوی ہی یہ نکھری ہوئی تھری ہیں
 ہو مسرت کا یہ گھر شائستہ لاندہ گیس
 ان بیا باؤں کے ہوئے گرد ہی حرج بریں
 آب گوہر آفریں ہو خاک جوہر آفریں
 ہیں اکٹباں اور ذوق الہاں کا بعض کہیں
 سب سے پہلے چشمہ تعلیم ابلا تھا یہیں
 کچھ سے کچھ ان کو نظر آتی ہو بلے کی زمیں
 خوش نمائی ہو کہیں آئینہ بندی ہو کہیں
 آسماں سے تاکتی ہو ان کو چشم حور ہیں
 لالہ زاروں سے ہو بہر وادیوں کی سرزمین
 قلزم انصاف ہو دیا سے موسیٰ کے قریں
 بیل بوٹوں سے ہو خوش انداز سطح یا ہیں
 طرہ آرائش پہ صدقہ ہلے مانے کے حسیں
 پھول خرمن میں ہیں چلوں کے عادل خوش ہیں

پتیاں ہیں خوبصورت تازہ موز جات
 ذرہ ذرہ ہر مہ و خور سے فروں ہو بریں
 قصہ فردوس سن کر قول یہ پھر یاد ہو
 پڑ گئی اس عہد میں عثمان ساگر کی بنا
 عرض اس کا پندرہ فٹ طول اس کا تین میل
 اب یہ ممکن ہی نہیں موسیٰ ندی کے جوش سے
 رُخ نہ بھولے سے کریں گی اس طرف طغیاں
 نینس کے شہر میں امرت کی حاروں کے لیے
 کچھ نیا بزم طرب کا رنگ اُڑھے "ایں تھا
 ہم نہ بھولیں گے وہ لطف خاص باغ عام کا
 یہ نمائش صنعت و حرفت کی جلوہ گاہ تھی
 میر عثمان علی خاں ہیں دکن کے تاجدار
 ہو ازل کے روز سے اقبال اس رکاعلام
 آپ کے ہاتوں نمائش کا ہوا تھا افتتاح
 آپ کی جو ہر شناسی کا دلوں پھٹش ہو
 ہیں نشانہ بازیوں سے ہم صبر ہو شبیار
 عدل کا آوازہ فغمہ ہو رعیت کے لیے
 پہلو سے مار سیہ میں مو رہیں بھینہ گن
 بن پڑی ہو غمزدوں کی تلخ کلفت ہیں ہو

دور ہی سے دکھتی ہو جن کو چشم نہ گیس
 چہ چہ ہو فضائے دلگنا سے خوش تریں
 کہہ اٹھیں غچے ہیلست وہیں است وہیں
 یہ بنا بن جائے گی۔ آبی ذخیرے کی ایں
 اور ساحل ہو ہشتی حور کی لوح جہیں
 قیمتی جانی تلف ہوں بال زہر ہونہ نشیں
 سیل کیا موجیں ہوں گی خم خم باجین چیں
 آب نوشوں کو ملے گا جن سے ذوق انگیس
 سر زمیں تھی بلغ شاہی کی عروس نازیں
 اک خدائی کے تماشوں کی نمائش تھی وہیں
 جمع تھیں شہسوار نادر سار و سامان تہریں
 آستان پاک پر ہو ایک عالم کی جہیں
 شوکت خاقان ہیں ہو دولت کسرے ہیں
 آپ کا دست کرم گوہر فشاں ہو کر ہیں
 یوں زمانے میں کسی کا نام ہو زیب نگیں
 شہسوادی پر ہو نازاں کس قدر دامان ہیں
 مالہ جاں سوز لب پر ہو نہ آہ آتشیں
 آشیان باز میں کجنگاہ ہو گوشہ گزریں
 ساتی مجلس بہار گل۔ شراب آتشیں

شمع اُردو سب پہلے اس جگہ روشن ہوئی
اب خدا چاہے تو اُردو کو لگیں گے چار چاند
شرق سے تا غرب پھیلیں گی شعاعیں علم کی
ہو اٹھیں گے دم قدم سے یہ دکن کی لہر بہر
سرفروہوں افسر الملوک و یمن السلطنت
راجہ مرلی دھر عماد الملوک اور سالار جنگ
ہو این جنگ کا حسن تدبیر بے مثال
ہیں تدبیر جنگ فوجی معتمد باکروفر
بادۂ علمی سے ہیں سرشار مسٹر حیدری
زندہ دل خوش طبع نظم جنگ کے ناظم بشیر
سید مسعود مسر سید کی قاتل یادگار
منبعِ علم و ہنر ہو آپ کا ذہن رسا
شعرا لکھی جائے کیونکر ایک دفتر چاہیے
اصفی دربار ہو گلشن پیہب گلشن کے پھول
شاد ہو آباد ہو خوش قطع ہو سارا دکن
دھروں کو خضر منزل غنی شعاعوں کی جھلک
سوئے مغرب لے چلی اورنگ آباد کی کشش
اک طرف نہریں واں ہیں لکڑی کا فہرہ نثار
اس جگہ اک حوض ہو عبد کہن کی یادگار

دوڑ کر آئے ہیں خراس کے پڑانے یہیں
جامع عثمانیہ ہو جائے گی مہربیں
رواق افزا ہوگی جس دن یہ عروں نازیں
عقل آرا شاہ آصف کے جو ہیں رکن رکین
اہل دانش کو ہر آن کی قابلیت کا نقیص
صاحب فہم و فراست نیک بنجیدہ متین
ہو فصاحت جنگ کی جادوئی دل نشین
شان جو ان کی ہر ایسی شان کے پچھلی ہیں
معتمد ہیں، آپ اور کار عدالت کے امین
آہیں سکتا کبھی ماتھے پہل ابرو پہ چیں
اُن کو لائی ڈھونڈ کر شہ کی نگاہ وریں
مخزنِ خلقِ حسن ہو آپ کی طبعِ حسین
اور بھی اعیان ہیں کارِ حکومت میں معین
اصفی دربار ہو خاتمِ یہ خاتم کے نگین
رو نقیص۔ دلچسپیاں موقوف بلدیے نہیں
غیر ممکن تھا کہ پاسے شوق رک جاتا کہیں
دور سے ہم کو نظر آئے نگاہِ دل نشین
ہو پھلا پھولا چمن پھولوں سے گلشن ہو زمیں
کیا مصفا آب ہو۔ لہریں ہیں لبِ عنبریں

حوض کے نیچے بنی ہیں کچھ عمارات قدیم
 سورہے ہیں اس جگہ وہ پائے دل قدسی نفس
 نام نامی آپ کا خواجہ نظام الدین ہی
 شاہر وحدت کے علوے ہوئے ہیں آشکار
 رابعہ بیگم بھی بیٹی نیند میں اپنی ریخاک
 یہ گھنڈہ یہ مقبرے سراپا ہیں تاریخ کا
 یہ وہ بستی ہے تھکے ماندوں کی منزل تھی کبھی
 دولت آبادی نظارہ ہی نہایت دل فریب
 یہ صبا سرگرم شوخی مسرت موج آبشار
 منظر فطرت فلک منزل پہاڑوں کی فضا
 و غیر قدرت کا مجموعہ ہیں چلوں کے وقت
 برف بھی اس کی سپیدی سے ہوتی ہے آب آب
 کو کتے ہیں ہر طرف صحرا میں طاؤسان مست
 پر نشانی سے عیاں ہے جلوہ بال پری
 کیجیے آزاد ہو کر اک نئی ہستی کی سیر
 وہ پہاڑوں کی ہم آغوشی ہے کتنی دل ربا
 شوق نے ہم کو دکھائی راہ خلد آباد کی
 ایک دنیا کو جو ان ارواح پاکیزہ سے فیض
 اکمل ہوا ان بزرگوں کے مزاروں کا جلال

ہیں وہ اک سیاح کی نظروں میں عبرت آفریں
 جو ہیں بحر معرفت کے گوہر مرج یقین
 نسل سے جن کی ہوئے ہیں نذر دنیا خردیں
 خاک تربت سے نمایاں ہے جمالِ حور عین
 شاہ عالمگیر کی محبوبہ جنت نشیں
 ذرے ذرے سے بھگتی ہے پہاڑِ آخریں
 اب توان ویراں کدوں میں اس شہرِ کین
 لوطہ لوطہ جو حیرت تھی نگاہ سیر ہیں
 لڑکھڑائے جس طرح نشے میں کوئی ناز نہیں
 سنگِ یزید گھاٹیوں کے ہیں کہ ہیں پشیں
 اور کوسوں تک یہاں ٹھانی ہے سجے زمین
 گھاٹ کی دیوار مضبوطی میں کوہِ آہنیں
 رہ نور ووں کو بھاتی ہے نوائے دلنشین
 ہر طرف پرواز میں مصروف مرغِ دانہ چین
 دل یہ کہتا ہی نہیں ہو جائے خلوت گزین
 حوض قلوب بھی یہیں ہی اور درہ بھی یہیں
 ہیں جہاں آرام فرما دیا ہے کا ملیں
 زیبِ تربت زینِ دین ہیں کن پناہیں
 حلقہ ابرار میں ان عرفاں سے ہمیں

<p>روشن بزمِ عدم ہیں چھوڑ کر تلخ و نگین ملّتِ بیض کا جلوہ دیکھتے ہیں زائریں عس کی تاریخ میں ہو از دامِ حاضرین جس کی صنعت پر تصدیق ہو نگارستانِ چین دستِ کاہلی دیکھ کر حیران ہیں نگارہ ہیں ہو وہ سنو گز کی بلندی سے رواں سوسے زین سطحِ ارضی پر ہو بہتا چشمتہِ خلدِ بریں صنعتِ مغرب بھی جوان کے مقابلِ شریں کیا ہوئی وہ شانِ شوکت کیا ہے اپنے مکین کر دکھایا اس زمین کو ہم نے چرخِ ہفتیں</p>	<p>زمین دیں کے قرب میں ہیں حضرتِ رنگِ لب خاکِ تربت سے ہو ظاہر و بد بہ اسلام کا اک پہاڑی پر ہو مرقہ زر زری زرخش کا غارِ آئورہ عجب شئی ہو دکن کے ملک میں عیدِ گوتم کے صمّ خانے بنے ہیں پیرِ کوہ ایک جانب موجزن ہو آبِ ثارِ خوشنا دیکھنے والی نظر کو ہو رہا ہو یہ گماں بُت تراشی کے نمونے گھائیوں کی تہیں ہیں کہہ رہی ہیں غار کی سنگیں عمارتِ عجیب نظم کرنا تھا بہت دشوار ان حالات کا</p>
--	--

”جاہ و ثروت ہو فزون“ ہو یہ نظامی کی دعا
شاہِ آصف جاہ کو رکھے اللہ العالیٰ

جدید امتیازی اعزاز اکیڈمی انٹرنیشنل کے موقع پر

<p>تخصیص ہو ہند میں ممتاز شہرِ اردکن خدائے تم کو بنایا ہو ”نا جدارِ دکن تم اقتدارِ دکن ہو۔ تم افتخارِ دکن بڑھی ہو قوم کی عزت۔ بڑھا وقارِ دکن کہ اس زمانے میں ہو جوشِ پرہیزگارِ دکن نہ کس طرح دلِ مسلم ہو جاں نثارِ دکن</p>	<p>نیا خطاب ملا سالِ نومبارک ہو تخصیص ہو جانِ خلائق تخصیص ہو قوم کی روح تخصیص ہو فخرِ سلف اور عزتِ اسلام زہے عروج! کہ ”فتحِ باب“ تم عظمیٰ ہو خدا کرے کہ رہے یوں ہی درِ عثمانی تمام قوم کا ملجا ہو آصفی ڈیوٹری</p>
--	---

ردیف نظم نظامی دکن نہ ہو کیونکہ
بسا ہو آنکھوں میں اس کی بھی بار دکن

سال گرہ ہما یوں ۱۳۳۶ھ
۱۹۱۶ء

(۲۳)

گرئمہ ساز ہوا ہر رخ ہبہا رکھو
یہ کیوں ہو غمہ مشرب سے سامنے ہر مرت
نشاط شب میں ہو گل بازی طرب کیسی
ورق ہو پھول کا رنگیں طراز عالم کیوں
صبا پہ پوچھو ہی جو چین میں کھیں سے
کیس نے حکم دیا ہو شہیم کشن کو
یہ کیا سماں ہو کہ ہیں مہر و مہمانانی
صدائے قنقل مینا سے مست ہیں میکش
سپاس نامہ گل ہوا دلے حسن فریب
ہو آج کیوں تروتازہ دماغ پشمرن
یہ فکر تھی مجھے اتنے میں عقل بول اٹھی
نہ ذوق سا غفل ہو۔ نہ لطف شاہ و گل
اسے خوشی کا ہیں جو ہر کوئل جو ہر ذات
وہ ایک ذات ہو اصف کی جو سجا ہو
وہی تو عین مسرت ہو جس کے پر تو سے
اسی خوشی سے ہو روشن خیالیوں کا غور

جہاں شاہد گل کیوں ہو آج پیش نظر
یہ کیوں ہو جلوہ گل رنگ باصرہ پردہ
بساط دہر سے گلزار کیوں ہو حبیب حرا
کلی کا حسن ہو کیوں باغ میں صنیا کستر
پایم لائی ہو کس کا نسیم جاں پرور
کہ ہو شگوفہ سرستہ سے ابھی باہر
نگارہ شوق ہو تابندہ صورت اختر
دفور عیش کا باعث ہو گردش ساغر
بیاض دیدہ بلبل ہو عشق کا دفتر
کیا ہو خاطر غمگین میں کیوں غشی نے گزر
کہاں ہو پر وہ مینا میں باغ احمر
تری حیات کا عنصر خوشی کا ہو جو ہر
وہ ایک ذات ہو مالکے قاب ککشور
اسی نے پھونکی ہو اک روح قوم کے اندر
بہر اک دماغ میں پیدا ہو فرحتوں کا اثر
نظر فروز ہوں فیض و کرم کی جس میں صور

اُسی اُنک سے ترغیب ہو ترقی کی
 نہال جس سے ہو دنیا وہ شادمانی ہو
 خوشی کی جان ہو نصف کا جشن سال گرہ
 وہ آفتاب جہاں تاب ہو تو قوم ہو ضو
 انھیں کی ذات سے ہو اتحاد اسلامی
 وہی ہیں رہبر ملت وہی ہیں سرور ملک
 بہارِ حسنِ سخا ہو کہ ترجمانِ کرم
 زہے جلالِ بسے رتبہ جہاں اری
 دکھائیں طاقتِ باندِ قیست ہو بین
 بتا رہی یہ دورِ گزشتہ کی تاریخ
 کیے ہیں کام پر آشوبِ قت میں کیا کیا
 دکن کی آب و ہوا میں جو گات لجے وفا
 سلف کو جس نے بنایا تھا امن کا بانی
 بہا سے فیض کے دریا وہ جنگ لے رہے ہیں
 خطاب سے جو بڑھا اقتدارِ آصف کا
 اندل سے شوق ہو اُن کو رکابِ سی کا
 یرِ شانِ عدل ہو ظلمت جو نور سے کا فور
 بنائیں خلد میں علماں و حورِ سرمہ چشم
 کھنچی ہوئی ہو تمدن کی دلِ با تصویر

وہی تو جذبہ ہو سرمایہٴ متاعِ ہنر
 وہی ہو عیش کہ چھا جائے اک نہانے پر
 یہ روز وہ ہو جو فور سے ہو بڑھ چڑھ کر
 وہ ایک قلزمِ زخار ہو تو قوم گھر
 انھیں کے دم سے ہیں افرادِ قوم شیر و شکر
 وہی ہیں سائے ازلے میں آج تمام اور
 نگارِ وسعتِ اخلاق ہو کہ اک دفتر
 نخل ہو تاجِ فریدوں و تختِ اسکنہ
 نگہ سے درجہ و برہم کریں صفِ شکر
 بقائے امن ہو اس خاندان کا جو ہر
 نہ اُن کو بھولے گی برطانیہ کی فتح و ظفر
 وکن کے لوگ ہیں نا آشنا سے فتنہ و شہر
 حضور میں ہو وہی جوشِ تازہ آٹھ پہر
 زبانِ شکر سے اُگلینڈ ہو شتا گستر
 تمام قوم کا اعزاز ہو یہ پسترا سہر
 کہ آسماں پہ ہیں گردشِ ہل آفتابِ قمر
 جدا جدا ہے ہر برگ و بار سے صرصر
 سٹے نصیب سے خاکِ درِ حضور اگر
 دکن میں قوم کا اقبال ہو ترقی پر

سنے ہیں پیکرِ انجم زمیں کے نقش و نگار
یہاں کھائی ہو قدرت نے شانِ فیاضی
ہر اک پہاڑ سے ظاہرِ نفیستِ جبروت
بتا رہا ہو تغیرِ نظامِ عالم کا
یہ علم وہ ہو جو ستونِ بنیاد کی کینٹ
بڑھی ہو علم سے قوموں کی عقل و استعداد
غرض جو پتہ آصف کی علم کا ہوشیور
لکسٹنگ جہاز سے تیرگی مٹ جائے
ریاضیات کے پرتو سے ذہن ہو روشن
دکن میں جامع عثمانیہ وہ قائم ہو
ترقیات ہوں کچھ ایسی زبانِ اردو کو
دماغ ملک ہو روشن شعلِ علمی سے
وہی علوم دکن میں ہوں جاری ساری
یہ دُعا ہو وہی دُعا، جو ہو خوش کن
دکھا رہی ہو مٹائے قومِ حق قبول
الہی دولتِ عثمانیہ ہو و زافروں
ہمیشہ علم و ہنر ہوں یہاں دواتِ قلم
ترقیات ہوتے دن دوئی رات چوکنی ہوں
ترسے اشارہ فرماں میں زورِ جرج رہے

طلسمِ قلوبوں ہو کہ گنسہ بے در
چھپے ہیں بحر میں گوہرِ دبا ہو خاک میں
جلیوں کا ہو جھومرِ راک کی چوٹی پر
کہ علم سے نئے قالب میں ڈھل رہا ہو بشر
یہ علم وہ ہو جو ستونِ زبور کا اک زبور
ہوئی ہو غور سے اور فکر سے وسیع نظر
بنائے قوتِ ذہنی کو ہر طرح بہتر
دھڑ دھڑ ہوں فروزاں چراغِ علم و ہنر
الہیات کے جلوے سے قلب ہو افور
دکن ہو مصر تو جامع ہو جامع انہر
کہ لفظ لفظ نظر آئے خوشنما گوہر
بنیں مفیہ کتا میں غزلے روحِ بشر
کسی زمانے میں یونان جن کا تھا منظر
یہ آرزو ہو وہی آرزو، جو ہو خوش تر
دُعا کے ہاتھ میں ہو رشتہ نگاہِ اثر
جو ہو غنی و غنی گز جو ہو گدا پرور
ہمیشہ نصرت و فتح و ظفر ہو اک لشکر
ہو آفتاب کے لب پر یہی دُعا ہے سحر
ترسے عدو کے مقدر میں ات دن چکر

اٹھا کے ہاتھ دھانگ لیں کہ یاد اور!	بس اب خاموش نظر اٹھی غصت ہو طویل سخن
فروں ہو دولت و عزت جہا اصف کی جہاں فروز ہوں اقبال دجاہ تا محشر	(۷۵)
”محی المائتہ والہین“ کے خطاب کا مختصر مد یہ	
<p>دڑے دڑے میں تے پہاں ہو گنج شاہجہاں ہو کلیدِ مخزنِ اخلاق ہر طرزِ بیاں نغمہ فطرتِ بنی ہر تیری خوش الحانیاں ایو وہ تو جس کی ترقی تھی عروجِ آسمان نیری صناعی سے تھی آدائش ہندوستان کوئی ایسی ذنہ تھی جس میں ہونغمہ کی جاں گو اچڑ کر ڈٹ چکے ہیں خاندان کے خاندان کچھ پُرانی داستانیں کچھ تباہی کے نشان ”ہم کو از بر یاد ہیں اقبال کی نیکیاں“ آج کی اس نبرم سے ملتا ہے کچھ اس کا نشان اک شمش بھج پھر جوان کو لائی ہو بیاں ہیں انھیں شاہِ و کون سے جو عقیدہ مند بیاں لٹ چکا ہوتا بھی کا آج قومی کارواں اس کے بل سے آج زندہ ہی یہ قوم ناتواں نڈاہی پابند یوں کا اس کی دیتا ہون نشان</p>	<p>سرزمین لکھنؤ تو ہوا دوصہ کی عزتوں ہو فروغِ جلوہ تہذیب تیرا ہر سخن تیرے آئینے میں عہدِ رفتہ کا بانی ٹکس ایو وہ تو جس کا تمدن مطلع انوار تھا تیری طباعی سے تھی زیبائشِ نبرمِ علوم کوئی ایسی ثونہ تھی جس میں تھلے کوئی بات ہو قدامت کی جھلک لب تک ستر آتا رہا چشمِ عبرت کے لیے ہیں اک رق تاریخ کا کہہ رہے ہیں یہ زبانِ حال سے ٹوٹے کھنڈر ہو تری آب و ہوا میں کچھ صلاحیت ابھی تیری خاکِ پاک ہیں جمع سب عیانِ قہم جی میں ہو دنیا سے کہیں علی الاعلان آج قوم کا اصف نہ ہوتا قافلہ سالار گمر ہو اسی کے دم قدم سے رونقِ دینِ مبین جمعہ کے دن مکہ مسجد میں سواری کا ورود</p>

صدر و پائیں کا نہیں سمجھیں جس کو امتیاز
سطوتِ شاہی عبودیت کے قدموں پر فدا
عہد میں اس کے بڑھا ماہِ مبارک کا ادب
حج کے جو پیاسے ہیں جاتے ہیں دکن کی سمت
سیکڑوں حاجی بنائے آصفی دس بار نے
پوچھنا کیا ہو زکوٰۃ و صدقہ و خیرات کا
قدردانی سے شہِ آصف کی سب اہل قلم
ہیں محدث ان میں تاریخ میں کمال بھی ہیں
جامع عثمانیہ کی اس لیے ڈالی بسا
ہوں مساجد یا مدارس یا ہو کوئی خانقاہ
دین کے حامی ہیں رہنما کے شیلہ ہیں وہ
آپ کے عہدِ حکومت میں دکن شاداب ہو
اک دکن کیا اس کی ٹھٹی میں ہو دل کل منہ کا
ہو جی الملک والہ الدین لے شایاں لقب
ہو قبولِ خاطر اقدس جو یہ قومی خطاب
کشتیِ دل میں لگا کر ہم یہ تحفہ لائے ہیں
وقت کم ہے اس لیے موزوں نہیں طویل سخن
لکھنؤ میں لب کشائی ای نظائی اور تواب
ہو مناسب یہ کہ اب تو مختصر کر بات کو

اک مسلمان وہ بھی ہو سب مسلمانوں کے درمیان
سادگی اسلام کی چہرے سے ہوتی ہو عیاں
شام کو افطار کا وہ روکتی جنت سماں
فیض کا سرکارِ آصف کے ہواک چھوٹاں
جاتے ہیں صرفِ مبارک کے حجازی کراواں
ان مدوں سے پرویش پاتے ہیں اکثر خانداں
اپنی اپنی طبع کی دکھالتے ہیں جو لائیاں
اک مفسر و دوسرا علم ادب کا نمونہ داں
ہو معزز علم کے دربار میں دو زبان
ہر حکم ہو شاہِ آصف جگہ کا سکھ رواں
ہو محبتِ سرورِ عالم کی صورت سے عیاں
عدل اور انصاف سے ساری عا یا شادماں
خاص کر ایک ایک مسلم کے ہو دل پر حکمراں
قالب اسلام میں گویا وہ ہو روح رواں
عرفتِ انسانی سے ہوں ممنون رہتے ہواں
اپنے دل میں دین جگہ تو جی ہو اپنا شادماں
ورنہ کہنے کو تو باقی ہی بہت کچھ دستاں
دیکھنا اشعار کی تیرے اڑیں گی دھجیاں
شہِ آصف کی دُعا ختم ہو تیرا بیاں

گل کی شناخوں پر ہیں جب پائے دل نمنہ خواں آبشار دیکھے ہی جب تاجش زین آبیہاں	سبزہ گل میں ہی جب تاجش قدرت کی ہو دھر کی بزم طرب آگیں ہی جب تاج جلوہ ریز
	قوم اس کے دامن دولت کے سایہ میں رہے قوم کے دل پر ہے اس کی محبت حکمِ رال
(۲۵) سالِ گزشتہ مبارک	
یا الہی ہونیگ فال گرہ مسلموں کو کرے نہال گرہ گوہرِ تلمزم نوال گرہ قرص داروے اندمال گرہ مہرِ فرمان پر جمال گرہ ہو گرہ اس میں بے مثال گرہ ڈالی جائے ہزار سال گرہ	پڑ ہی ہو جو سال حال گرہ مشکلیں حل ہوں قم کی اس سے موج دریا بے جود و رشتہ رشتہ تار و فے زخمِ جگر مذرا حکام شاہ ہو رشتہ رشتہ بھرِ طویل کا مصرع ہر برس سالِ نومبارک ہو
ایو نظامی ہو عید کا مژدہ آجدارِ دکن کی سال گرہ	
(۲۶) رجبِ مبارک ۱۴۱۹ھ	
برگ و بارِ خلد ہیں زیرِ گلستانِ دکن ہو تجلی زارِ آغوشِ خیاں دکن بلبلِ تصویر ہیں گلشنِ طرازاں دکن ہیں مہرِ ت سے نقابِ افکنِ حسینانِ دکن	موسمِ گل میں جا بگائیں جو دامنِ دکن جلوے پر جلوہ ہو چھو لوں کے جسم سے عیاں یوں بساطِ شادمانی ہو گل اندوزِ خیال ہوئے گل کو صحنِ گلشن میں خرامانِ بیکہ

خود تماشے کو ہوا اپنی آئینہ داری پہ ناز
کیا عجب گلہ بستہ بن کر چشمِ انجم کی نگاہ
روشن کوئین ہو صبحِ سعادت کا ظہور
باب و در پر ہیں نمایاں جلوہ ہائے نوبنو
باعثِ جوشِ مسرت ہو سلامی توپ کی
آج باغِ عامہ میں کہتی ہو بادِ نسیم
ساگرِ ہوں سے ہو بڑھ کر یہ گرہ عقدہ کٹا
یہ عثمان علی خاں جلوہ گر ہونے کو ہیں
قلبِ بومین ہوتے ہیں تھیراں کے نقش سے
یہ فروغ اس عہد میں ہو علم کو تہذیب کو
حریت کیا ہو گئے کہتے ہیں فوجی زندگی
ذوہ ذرہ مہر ہو ان کی نگاہِ لطف سے
گو ہر افشاں ہو رہا ہو ہر طرف مست کما
جہذا! ای دورِ عثمانی رعیت شاد ہو
مجلسِ آئیں کی وصیت سے عیان چہو بیت
کیوں نہ خوشِ اسلوب ہو باجِ حکومت کا نظام
صدرِ اعظم کا تدبیر دانش افروز جہاں
ہو یہ سب بیداری و بیدار مغزی کی غزو
صفت و حرفت کی افزائش تبارہ کا میاب

مشقِ حیرت کیلئے چھانا ہو میدانِ دکن
وٹھونڈنے آئے فکرت طاقِ ایوانِ دکن
بارگاہِ خسروی ہو عزت و شانِ دکن
ہو برگِ شہپر طاؤسِ ایوانِ دکن
فوجِ شاہی میں ہیں صفِ بستہ جوانانِ دکن
ہو محطِ بولے جاں پرور سے دامانِ دکن
لکھ ہے ہیں علم یوں اخترِ شناسانِ دکن
بادشاہِ آسمان اور نگاہِ خاقانِ دکن
ہو ہوا باندھے ہوئے چہرِ سلیمانِ دکن
علم ہو روحِ دکن، تہذیب ہو جانِ دکن
جانتے ہیں خوب اس نکتہ کو سلطانِ دکن
سرمدِ تسخیر ہو ریگِ بیابانِ دکن
سیچ تو یہ ہو ایک عالم پر ہو احسانِ دکن
مطمئن ہیں اہل ملت۔ امنِ قرآنِ دکن
روشناسِ ذوقِ آزادی ہر انسانِ دکن
کیوں نہ خوشِ تدبیر ہوں بابا پوانِ دکن
فخرِ علامی ہو سرتاجِ مشیرانِ دکن
فیضِ آصف جاہ سے کچھ اور ہو شانِ دکن
مالِ نعمت ہے مالِ مال یا رانِ دکن

لکھ اکبر اعظم شہنشاہِ ہند کے مشہور وزیر و افضلِ علامی کی طرف اشارہ ہو۔

ہوئے جاتے ہیں تارِ قدیمہ کی جھلک
 کل کسی کے ذہن میں بھی یقین ہی نہیں
 جامع عثمانیہ ہو مرکزِ اربابِ علم
 ہیں نشانِ نسخۂ اسرارِ حکمت کے روق
 روشنی چھن چھن کے آتی ہو ہے ہند میں
 پھرنے پیکر میں آئیں گی تصانیفِ قدیم
 قدر افزائے ہنر ہر ذاتِ آصف جاہ کی
 کس طرح برطانیہ بھولے گی یہ مردانگی
 جاں نثاری دیکھ کر بولے اے اربابِ نگ
 کر دیا تازہ اسے طرزِ نظامِ حال نے
 ہند والوں کی یہ خواہش ٹھٹھیلیاں
 ”ہر محشی کا لقب ہو شاہِ دلاکو عطا
 ہو دوا مطلبِ اربابِ ملک ہو ملکِ برادر
 جس طرح بچھڑے ہوئے بھائی کو بھائی سے ہوا
 ہو یہ وہ صوبہ جو زرخیزی میں ہو لیتا ہے ہر
 ہو یہ وہ صوبہ جو لہجے تو حامل ہو مراد
 ہر طرف سے ہر امیدوں کو دن کی سمت ہو
 وقتِ خوش ہو غنچہ غنچہ ہو ہم آہنگ خوشی
 اس مسرت میں نظم کی کو بھی کچھ حصے

مغربی جدت سے ہو پر نور سامانِ دکن
 آج طو کرتے ہیں جن کو رہ نور دانِ دکن
 اس زمانہ کی ترقی ہو سبقِ خوانِ دکن
 کیا ادبِ آموزِ مغرب ہو دستانِ دکن
 اتحادِ ہند و مسلم ہو فیضِ انِ دکن
 مژدہ فو لیکے آیا ہو یہ فرمانِ دکن
 ماہرِ انِ علم و فن ہیں گرم جولانِ دکن
 پیل تن تھا جنگ میں ہر مردِ میدانِ دکن
 رزم گاہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر رہی شانِ دکن
 تھے وفا داری کے نوکر تاجدارانِ دکن
 پائیں ہم سب کچھ اگر برائے ارمانِ دکن
 ہو گئے امید سے لبریز دامنِ دکن
 پھر ہرانی و ستیں ہوں حد و پابانِ دکن
 یاد کرتے ہیں سے یوں درد مند انِ دکن
 کہہ رہی ہو صفا یہ تاریخِ شاہانِ دکن
 حل برتن کا بڑھائے ساز و سامانِ دکن
 ہو شمال و مشرق و مغرب میں آنِ دکن
 ہوں نشاط انگیز، سستی غمہ سنجانِ دکن
 میزبانِ شاہِ دکن ہوں وہ ہوجانِ دکن

(۲۷) اعلیٰ حضرت جنوری نظام ہمدانیہ کے بارے میں سلام قرآن میں اساتذہ کوہ کے نام و القاب میں شامل ہوئے تھے ان کی طرف سے طور پر پہلے سلام کی رویت دریافتیہ میں یہ پانچ شعر لکھے آئے۔

اک نظر ہاں اس طرف بھی لکھ اٹھا کر دیکھنا	اک چمکتی اک دہکتی "سکب" گوہر دیکھنا
سکب گوہر کا ہے کوہی نظم گوہر بارہی	اور ناظم ہو نظام شاہ کشتور دیکھنا
میرسر عثمان علی خاں خسرو ملک کن	نظم ہو لبریز محبت آل اطہر دیکھنا
اب نظامی شکیں کرتا ہو وہ نظم نظام	اس کا جذبے اس کی تاثیر اس کو پھکڑ دیکھنا
اس کو جب ل سے پڑھو گے جب دے ل سے قدر	قدر اس کی روز محشر پیش اور دیکھنا

(۲۸) یہ نظم

جولائی ۱۹۲۷ء میں نظامی صاحب نے حبیب آباد میں حاضر ہو کر بارگاہ خسروی میں پیش کی تھی۔ وہ زمانہ تھا جبکہ خلافت اور ترک ممالک کی تحریک مسلمانوں میں یکتہ جان پیدا کر دیا تھا

کیا ہوا وہ موسم گل اور سامان بہار	کیوں ہو خون آرزو خانہ فروش لالہ ناز
نقش عبرت ہیں چین کی سوختہ سامانیاں	خون کیوں رونے لگی رنگس کی چشم انتظار
برق سوزاں ہو چاک جلو کی صحن باغ میں	قمریاں کرتی ہیں پیش سرو ۶۰ شعلہ بار
ہو شمیم روح افزا زیب خلوت گاہ ناز	گوشتہ گل سنبلستان کی طرح ہو چچہ ار
ساز و برگ نخل ہیں شرح فریب انقلاب	باغ میں نابود ہیں شبنم کے در شاہوار
جوش وہ پانی کا وہ موجوں کی فتاسک	وہ شعاع زرفشاں سے قطر قطر ہم کنار
غنجہ نو کا لبسم حسن قدرت کی دلیل	شلخ کی جانب سے وہ رمز و کنایہ بار بار
سبزہ کی شا و ابیاں یقین جہنم کا جواب	رنگ ہیں اک بات کہت کی ادا مستانہ دار
کیا ہوئے وہ دن ہم آغوش تصور تھی ہنا	کیا ہوا وہ دور سر میں تھی ہوائے خوش گار
اب تو ہر سامان وحشت لگے گشت عیاں	صورت زنجیر ہیں کھلائی بلیں پیچہ دار

فصل گیا نکلیں کے طرز جور سے سرستہ راز
 بالہ ببل ستم زار و این گل چاک چاک
 بلبلیں و نے لگیں ل ل کے شخ خشاک سے
 لمحہ در ہم و بر ہم ہی نیز گاب نشاط
 نام تھا اس باغ کا اسلام عہد رفتہ میں
 سب سے پہلے ریگ ہر اک پھول کا پودا کا
 نخل کے سایہ میں تھیں نیا کی قوین سجده پر
 غنچہ کا خلوت کدہ تھا درس گاہ مارِ حق
 دیکھ کر اس باغ میں تھائی ہوئی افسردگی
 یاد آیا طائروں کا نین آزادی مجھے
 غنچہ خاموش کو دیکھا تو حیراں ہو گیا
 ذرہ ذرہ نے دکھا یا مجھ کو صحرائے جنوں
 یا خدا یہ باغ ہی یا وادی پر خار ہی
 حیف اس کے رنگ و بو تھے نہیں غافل ہے
 آہ! ایسے عہد میں سرسید اعظم نہیں
 تجربہ ہو یا نہ ہو اب سب ہیں قومی رہنما
 کچھ تو آزادی کے مزل کچھ خدا کے حریت
 جذب ہونے کو پیشہ اختیار کی تحریک میں
 قوم تو ہر غیرت قومی نہیں ہر قوم میں

ہی ہر اک گل کا ظلم رنگت بو ناپائیدار
 چشم نرگس اشک نیراں نہ لب ببل تار تار
 پھر گئی آنکھوں میں سیر گری تھل بہار
 باغ میں وراق گل ہیچ نہ ہائے انتظار
 مومنوں کے خون سے سینچے گئے تھے برگ بار
 پرورش پاکر ہوا سے بن گیا وہ لالہ زار
 پھول کے نظارہ سے خیرہ کھی چشم روزگار
 پھول کی ہر پنکھڑی تھی صدق کی آموزگار
 میرے دل سے صبر و نصرت کیا بے اختیار
 اشک بہہ بکھڑی آنکھوں سے نکل آبشار
 چہرہ گل کی اُداسی نے چھوئے دل میں خار
 میری جست نے سمیٹا ایک عالم کا غبار
 ہو کہاں اس کی فضا میں کہ اٹھا دیوانہ وار
 اک لہر سے ہو گئیں بیگانہ قوین ہوشیار
 قبر کے آغوش میں تے ہیں تہدی و وقار
 لیڈروں میں ہو رہا ہی خود نماؤں کا شمار
 نکھر کیسی! غور کیا سینوں میں دل ہیں بے قرار
 دوسروں کا ہی سہارا دوسروں پر اعتبار
 کیوں نہ ہوں صرف خزاں گلستان کے برگ بار

ناگہاں کانوں میں آتی یہ صدائے دل فریب
 نخل بند بارغ ملت ابروئے ملک و قوم
 ہوا بھینس کے دم سے زندہ مُنسلبہ شان شکوہ
 خوبیاں کیا ہوں ہیاں ان کی خلاصہ ہو تو یہ
 جو دان کا جا بجا ہو فیض اُن کا چارسو
 غم رسیدوں کی اعانت میں نہیں ہیں کیا کھ
 شہرہ جو دو سخا سے حاتم طائی نخل
 بن گئی اس عہد میں بھونٹا افسیم صبح کا
 کہہ اضی میں سپید ہو نخلی نور کی
 شمع ان کے عہد میں آئینہ بہائے کیا جمال
 میٹ دی پابندی مذہب نے ہر نیم خراب
 ہو دکن ہیں اس قدر لذت فرا دور حیات
 خلق اک جلوہ ہو جس جلوہ کی طالب خلق ہو
 عقل یوں پُر نور زینبہ ہو جس کی صفا
 جاہ و جنت اس طرح رہتے ہیں ان کی تخت میں
 صید صحرائی تنکا و لطف سے ہو جائیں ام
 جس کو دیکھو خوش جہاں ڈالو نظر عیش و عشر
 واہ کیا رونق فرا بلکہ کی ہو اک کلی
 بس قدر ہو دل کشا نظارہ و شمت و جلال

کیوں مسلمانوں کی حالت ہے تجھ کو انتشار
 میر عثمان علی خاں ہیں کن کے تاجدار
 ہوا بھینس کی ذات اسلام کا باقی و قار
 عقل زریں، علم جو ہر مخلق ڈور شاہوار
 ہند پران کی سخاوت کا نہیں ہے پھیلا
 دور بیٹھے وہ سمرنا کے بنے ہیں غم گسار
 طاقت بازو سے لرزاں رستم و اسفندیار
 ہو کے ٹھنڈی سوختہ جانوں کی آہ شعلہ دار
 آسمان سر بر ز میں ہو دیکھ کر ان کا وقار
 شرم اُلفت شہزخی پروانہ کی ہو پردہ دار
 اندر اندر نہ ہیں اس عہد میں پرہیزگار
 خضر جس پر اپنی عمر جا دواں کر دیں نثار
 عدل اک آئینہ آئینے کے جو ہر بے شمار
 بخت نہ کو کب کہ جس کا عکس بھی ہو تابدار
 جس طرح عشاق زہیر سایہ دیوار یا ر
 یوں کمند شوق کھینچے اُن کو ہنگام شکار
 ان کے قادیوں دکن کی بستیاں ہیں لہ زار
 ہونہ ایسا شہر کوئی اور نہ ایسا شہر یا ر
 آج کل برسات میں سنسے کی گدش ہو بہار

<p>شاہ کو یہ فکر ہو لوگوں کی خوش حالی بڑھے ہیں منسٹر بھی جدا اک مجلس شوریٰ بھی ہو صدر اعظم ہیں راہین حکومت کے "اہم" جامع عثمانیہ میں جمع ہیں ارباب علم</p>	<p>ہوں نہ اہل ملک فلاس و جہالت کا لشکار باید و نشاید ہی یہ باب حکومت کا حصار ان کی عقل و رائے پر نظم و نسق کا ہر مدار ہو رہی ہو ملک پر اردو کی عظمت آشکار</p>
<p>اؤ نظامی حق رحمت ہم سے کیب ہو گا ادا خوش رہیں آصف و حاکم نے ہیں یہ نیل و نہار</p>	
<p>(۳۰)</p>	<p>۱۲۳۵ھ م ۱۸۲۲ء</p>
<p>لندہ لندہ آج پھر ہی نخل مقصد بارور ہر طرف سامانِ عشرت ہر طرف ہما ز طرب جس گلی میں جائیے بلدہ کی رونق ہوئی عام ہو جو دو سخا در گاہ آصف جاہ ہیں آئندہ لگی ترقی کا نمائش گاہ ہو کیوں نہ بلغ عامۃ کا عرش پر پہنچے دماغ باغ میں جو یادگار خسرو سی تعمیر ہو پیر و مرشد شاہ آصف جاہ ظل اللہ ہیں علم و فن ان کی میحانی کو ہیں مانے ہوئے جامع عثمانیہ سے آ رہی ہو یہ صدا عہد عثمانی زمانے میں ہو خود اپنا نظیر یا خدا ان کو ہزاروں سال گزریں یہ نصیب</p>	<p>پھر بہا رہیں جھومتی آتی ہیں گلشن میں نظر ہر طرف نفیے سرکے نوید عیش پر زیب و آرائش ہیں تنگ گستاں بام و در ہو رہا ہو ایک عالم فیض یاب و بہرہ ور دیکھ لیجے یاں کن میں صنعتیں ہیں جس قدر آج ہو وال آئید سرکار والا کی خبر آج اس مسجد میں ہوں گے شاہ والا جلوہ گر حکمرانی ان کی ہو سب مملوں کے قلب پر فیض پائے ہیں سی دربار سے اہل ہنر نخل اردو ان کے زہر سا بہ ہو گا بارور آج تک پیدا ہوا ہو کوئی ایسا داد گر؟ عدل گستر ملک پر اپنے رہیں باکروفر</p>

<p>ہر برس لائے نظامی نذر کو نظم جدید جشن ہوں یوں ہی بہا جب تاک رہے دور فر</p>	
<p>(۳۰) عشا شت منظوم جو جزوی ۱۹۲۹ء میں قلمی شاہ میر طراد لکھا تھا بارگاہ خسرو دکن میں پیش کیا</p>	
<p>مطلع ہر سعادت رونق کا شانہ ہو شمع ہو حسن رہا ستاک جہاں پروانہ ہو طالع روشن پہ صدقے حشریت ہانہ ہو ناز ہو اس پر فراہست کو کہ وہ فرزانہ ہو منظر عدل و سخا ہو یا تجلی خانہ ہو ساقی عالی ہم کے ہاتھ میں پہیمانہ ہو علم و فن میں ہو ترقی ذکر یہ روزانہ ہو دفتر تالیخ ہو اسلاف کا افسانہ ہو</p>	<p>منبع فیض و کرم ہو بارگاہ خسروی جس طرف دیکھو دکن کی روشنی پہ جلوہ گر صاحب اقبال آصف جاہ سلطان دکن ناخن تدریس ہو عقدہ دُشوار و وجد ہو نوشیرواں کو دنگ ہو حاتم کی عقل نشد علم و ادب میں چور ہیں سب اہل بزم فکر ہو ہر دم کہ اُردو کا ہے ساغردواں ہو قبول شاہ یہ قلمی اُردو کیا عجب</p>
<p>ای قظامی کیوں نہ ہو تو مور و لطف و کرم یائے نسبت تیرے حق میں جو دکا پروانہ ہو</p>	
<p>قطرہ مبارکباد سال گرہ ہمایوں رجب المرجب ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۹ء</p>	
<p>شہ کی ہو ساگرہ - تازہ بہار آئی ہو آج کل اور ہی کچھ انجمن آرائی ہو صنعت ملک دکن طرہ زیبائی ہو کرم و جود کی ہر سمت گھٹا چھائی ہو</p>	<p>لائی ہو باد صبا خوش خبری بلدہ سے یوں تو یہ شہر ہمیشہ سے رہا بلغ و بہار حائمہ بلغ میں ہو جشن نمائش کی بہار ان دنوں بلدہ میں ہو داد و پیش کا موسم</p>

<p>آج خدام کی تقدیر سے بن آئی ہو کون ہو جس نے مراد اپنی پہنچائی ہو دیکھیے جس کو وہ آصف کا تمنائی ہو شاہ کی خاکِ قدم سرمہ بنیائی ہو جو مسلمان ہو اس شاہ کا شیدائی ہو در آصف ہی پہ کچھ لطفِ جبین سائی ہو رشکِ صد بزمِ مرا گوشہ تنہائی ہو آرزو دل میں جو مدت سے تھی آئی ہو</p>	<p>عام دیدار ہو۔ برائیں گے ارماں سب کے آج ناکام تمنا نہ کسی کو دیکھا کششِ خاکِ دکن کھینچ رہی ہو دل کو فریش دربار کو پکڑے نہ کیونکر بھاریں دینِ اسلام پہ یہ ذاتِ مبارک ہو فدا چھوڑ کر عتبہ سرکار کہاں جائیں ہم شاملِ حال ہے کثرتِ الطاف و کرم میری خدمت کا صلہ شاہِ دکن نے بخشا</p>
<p>خضر کی عمر بے شاہِ دکن کو یا رب دل سے لب پر یہ نظامی کے دعا آئی ہو</p>	
<p>(۳۲) رباعی ۱۹ مارچ ۱۹۷۷ء کو بنظام حیدر آباد صوبہ خضر و دکن کی حضوری مہل ہونے کے موقع پر لکھی تھی۔</p>	
<p>درگاہِ نظام کے سلامی ٹھہرے منسوبِ نظام سے نظامی ٹھہرے</p>	<p>لو ہم سے مسافر بھی مقامی ٹھہرے اتفاق میں نسبت کے ہیں جلوئے ظاہر</p>
<p>قطعہ تہنیت سالگرہ ہمایوں</p>	
<p>جو دو کرم کی دھوم ہو اک فیضِ عام ہو جشنِ ولادتِ شہِ عالی مقام ہو جتنے میں شہریار کے عیشِ دوم ہو سُنئے ہیں آج شاہ کا دیدارِ عام ہو</p>	<p>(۳۳) یومِ سعید سال گرہ پھر ہوا نصیب وہ کون ہو نہ جس کو ملا گوہرِ مرا د دارِ السور آج بستا خطہ دکن جی چاہتا ہو اُس کے دکن ہم بھی دیکھ آئیں</p>

<p>رحمت کو اُن کی پائے فدا طوق کیا مجال اللہ نے دیا ہوا بھیس رتبہ بلند بلدہ ہوا اور جامع عثمانیہ کا دور زندہ ہوئے علوم جو آوازِ قم سُنی یہ قوم اور حضرت اصف کی ہر مثال پسال شاہ کے لیے مقصد پرار ہو دڑہ کو آفتاب سے نسبت نہیں مگر</p>	<p>لقمان وقت اُن کا مدار المہام ہو کیونکر نہ وہ غنی ہوں کہ عثمان نام ہو دارالعلوم ہو کہ وہ دارالسلام ہو عیسیٰ وقت شاہ و کن لا کلام ہو تبسج کے یہ دانے ہیں تو وہ امام ہو حاصل پرار ہو یہ دعا صبح و شام ہو یہ خاکسار موردِ لطفِ نظام ہو</p>
---	---

دُنیا کے شاعروں میں نظامی کی کیا بساط
یک یائے نسبتی سے یہ سب احترام ہو

قطعہ تاریخ بہ تقریب سرافرازی ہر کسی لکھی ہر مہاراجہ کشن پر شاہ بہا الخاطب
یہین سلطنت جی سی آئی۔ اسی شاہِ صوفی "بالتا بہ بر منصب ارت مکتب کن
۱۹۲۶ء

(نظامی صاحب نے عمر بھر میں شاید دو چار ہی مرتبہ مادہ تاریخ نظم کیا ہو گا ان کو مادہ تاریخ نکلے کا شوق اور شوق نہیں ہو
یہ قطعہ تاریخ مسودات میں ہمارے ہاتھ آگیا تھا اس لیے صریح کیا گیا تاکہ یہ قطعہ تاریخ بھی یادگار رہے۔ (مولف)

مہاراجہ کشن پر شاہ و صاحب
یہی ہوا دل شاہ و اس کی تاریخ
ہوئے ہیں پھر وزیر حیدر آباد
مہاراجہ بہا و کشن پر شاہ
۱۱۳۴ء = ۱۳۵۵ء

سہ ہذا و کا جو کسی زمانہ میں علوم کا مخزن تھا دوسرا نام ہو۔

نظامی صاحب راجا اقبال جھوپال میں

قطعه مبارکباد عید اضحیٰ ۱۳۹۹ھ گریز ۱۹۲۰ء بمقام جھوپال

(۳۵) بحضرت عالیجناب نواب زادہ افتخار الملک حاجی محمد حمید اللہ خاں صاحب اقبالہ

<p>تیرے آگے تیج ہو باغِ ارم جب ادھر سیتاج نے رکھا قدم ہیں کتب خانے میں وہ ساماں بہم ہوتی ہو تاریخِ اسلامی رقم قرطبہ سے یہ نہیں رہتے ہیں کم آسمان سے تل رہی ہیں دم بدم دور کر صدقے ہو بادِ صبح دم شانِ کسریٰ سے سوا جاہ و حشم مٹ گیا دل سے یکایک رخ و غم خواب میں بھی آہیں سکتا الم ہو سفر میں عیش گھر کا سہم کیا بتاؤں کون ہو وہ ذی بہم کھائی ہو اقبال نے جس کی قسم افتخار الملک کا ہو یہ کرم</p>	<p>جبدا ای سرزمینِ خوش نما حُبِ قومی سے ہوا لبریز دل اہل فن جس پر ہوں تلوار سے نثار شغل ہو تصنیف کا تالیف کا ہو گماں جھوپال پر بغداد کا یہ پہاڑوں کی سنہری چوٹیاں گھائیوں میں جلوہ نو دیکھ کر قصرِ حمرا ہو کہ سلطانی محل عید کا مژدہ سنا جھوپال میں نور افزا ہو مسرت کا جمال میزباں نے کر لیا ہو دل میں گھر کیا بتاؤں کون ہو مہماں نواز یعنی وہ حاجی حمید اللہ خاں منفقہ مجھ کو حضور سے کیا</p>
---	---

عید کی خوشیاں مبارک ہوں افضیں

تا ابد تا ہم رہے جاہ و حشم

نظامی صاحب زبیر رام پور میں

(۳۵)

حضورِ فرماں روا نے رام پور بالقہر کی تینالیسویں سالگرہ کا مبارک جشن ریاست رام پور میں

سازِ آفتابِ طرب ہی یا نورِ کئے زندگی آج ہی روزِ ولادت شاہِ عالی جاہ کا جاہ و جہت انجمن سازِ کمالِ خستری آفتابِ جود سے ہو ذرہ ذرہ فیضِ یاب عیش میں بھولے پھلے فرماں روا نے رام پور عمرِ ہوا س کی فزول در مرتبے اُس کے بلند	ساغرِ نیرنگ ہی یا گردِ پیشِ لیل و نہار جاں نثاروں کو یہ ذوقِ تہنیت ہی خوشگوار شان و شوکت آئینہ پر دازِ بزمِ روزگار گلشنِ اقبال سے ہی چپہ چپہ پیر بہار یعنی سرِ حامدِ علی خاں سیدِ عالی تبار اُس کی عزت اُس کا رتبہ قوم کا عز و وقار
--	--

یوں نظامی کی دعائیں ہوں ہم آغوشِ اثر
نور کا پیکر بنے حرفِ بیاضِ انتظار

سالگرہ مبارک ۱۹۳۲ء

(۳۶)

مسکراتی نا زکرتی آئی ہی بادِ صبا زہر کی دشمن بنی گھنگورِ متوالی گھٹا حُسن پر ایمان لائے زاہدانِ باصفا گوئے گوئے ہاتھ ہیں اٹھ اٹھ کے مصروفِ عا عدل گسترِ داد و دس فریادیں فرماں روا کون وہ؟ مسرکار والا۔ مخزنِ جود و سخا بادشاہی برقعہ فے کا حشرِ دلکش جالِ فرا عیش کے جلسے یہیں سال ہوں یاربِ پیا	روکشِ جنت ہی نقشہ مصطفیٰ آباد کا توبہ لب پر گلِ رخوں کا ہاتھ سوئے جامِ دُر بھولی بھولی صورتوں کو گرم شوخی دیکھ کر شوخی باتیں پیار کی گھاتیں بھالیتی ہیں دل ہی نشاط و عیش سے وابستہ عہدِ حامدِ علی کون وہ؟ حامدِ علی خاں سیدِ عالی نسب خوش اراکینِ ریاست ہیں رعیتِ شاد شادمانی کی انگلیں باعثِ طولِ حیات
--	--

	کیا عجب سب مع مبارک ملک سانی اس کی ہو نغمہ شیریں فطامی کی ہو نظم دل ریا
<p>(۳۵)</p> <p>قطعہ تارِ سخنِ حسنِ شادی تولدِ فرزند و لیحد بہادر ریا را پیور جس طرف دیکھو ہو پیدار نگِ عشرت بہر آئینہ بندی سے رشکِ طور ہو ہر باہم و دور اس قدر پر نور ہو آراستہ ہو اس قدر لٹے ہا جو گنج و دولت بٹا ہا جو مال زر جس کی خوشبو سے ہو مہکنا شہر کا ایک لکھ راحت و آرام جان نورِ نظر و تختِ جگر حضرت کلب علی خاں کسا پائے کروفر سیدی حامد علی خاں کی طرح ہونا مور اہل مشکل کی کرے مشکل کشائی عمر بھر ہو خلف اسلاف والا کا انھیں سدا و گھر جٹو ما در کے ظلِ ماطفت میں ہو بہر حکمرانی ہو مرے سرکار کی ہر قلب پر فیض پائیں اس کے درے اہل فن اہل نہر نخلِ قومی اس کے سایہ میں باغبان و بارو روشن اس کا نام دنیا میں ہو تا دور و قو</p>	<p>اللہ اللہ آج ہر کسی مسرتِ جوش پر جس طرف جاؤ مہیا طر ف سامانِ نشاط روشنی سے جگمگاتے ہیں گلی کو چے تمام مثلِ قصرِ خلد ہو اک اک مکانِ رام پور اک خوشی سی ہو خوشی سرکار و الا جاؤں وجہ یہ ہو گل کھلا وہ آج بلغِ خاص میں یعنی خالق نے ولیحد بہادر کو دیا صورتِ یوسف علی خاں باہر ہو عزیز میرِ مشاق علی خاں کی سنی تہ نصیب ہو مثالِ والد ماجد رضا جئے علی نام اپنے جہدِ عالی قدر کار و دن کرے جدو ایک سایہ دہن میں پائے پرورش فوق ہم عصروں پہ ہو یارب مرے نواب علم کی دنیا میں اس کا پتہ نہیں سکرواں سر پرستی قوم کی اس ذات سے جاری ہے اس کی بخشش سائے عالم میں ہے ضربِ لاش</p>

دوست احباب اس کے پائیں غلاب لطف زندگی دل سے نکلے ہیں نظامی کے پیسے بکلی قبول مجھ کو اب حائل لاوت عوض کرتا ہو ضرر	اس کا جو چاہیں برا وہ جیسے تجی ہوں فی اسطر کون کہتا ہو کہ ہوتی ہیں دعائیں بے اثر اس لیے اس قطعہ سے کرتا ہوں میں قطع نظر
--	---

اس سال پیدائش ہمیشہ کے لیے ہو دل نشیں نام اس مولود کا اشرف علی خاں ہو اگر	
--	--

نظامی صاحب قومی دارالعلوم علی گڑھ میں

(۳۸) نقیضہ گزشتہ سہ ماہی کو رٹ بٹلر کا خیر مقدم علی گڑھ کالج میں (نومبر ۱۹۱۱ء)

دورِ ذوقِ ثنائی سے شاد ہو کالج نہ کیوں تلافی مافات کا سماں بندھ جائے اُبل کے آئی ہو موجِ شرابِ شیشوں سے نکھر نکھر کے نسیمِ سحر ہی عطرِ فناں اٹھا ہو جوشِ علی گڑھ سے خیر مقدم کا چمک اٹھا ہو ستارہ پہر کا بج کا ہو ترجمانِ غمِ قوم، روحِ سرسبز قدم یہ آئے ہیں ہمارے کو رٹ بٹلر کے عجیب شان سے گوہرِ فناں ہو دستِ گم نہ کیوں خزانہِ ثنائی سے ہن ہن نکلیں خدا کرے اسی صوبہ کا ہو گورنر وہ	کہ اس کے ہاتھ دُرِ شاہ ہوا آ آیا ہو چمن میں دوہرے خوشگوار آ آیا ہو چل کے ساقی گوہرِ نگار آ آیا ہو کلی کلی پہ عنادل کو پیار آ آیا ہو رخِ علوم کا آئینہ دار آ آیا ہو نویدِ غمزدوں کو غمگسار آ آیا ہو کہ دور سے کوئی سوئے خزاں آ آیا ہو کہ بختِ علم کا بروئے کار آ آیا ہو مچی ہو دھوم کہ ابر بہار آ آیا ہو کہ آج والی باختیار آ آیا ہو زبانِ خلق پہ یہ بار بار آ آیا ہو
--	--

نظامی صاحب خدمت قومی دارالعلوم میں (۴۴)

(دو سو روپیہ کی نظم)

آج سے راج صدی قبل یہ نظم اس موقع پر لکھی گئی تھی جب کہ نواب خان بہادر شیخ عبدالغفار صاحب یس شیخ پور کو آنرییری مجسٹریٹ درجہ دوم کے اختیارات پہلی ہی مرتبہ ملے تھے اور اس خوشی میں احباب کو دعوت دی گئی تھی۔ نظامی صاحب کو ہر موقع پر اپنے پیارے دارالعلوم کا خیال رہتا تھا اتنی اثر سے انہوں نے یہ نظم لکھی اور شیخ صاحب موصوف نے اس کے صلہ میں دو سو روپیہ علیحدہ کالج کو بھجوا دیا۔ نظامی صاحب نے یہ نظم علی گٹھ کو بھیج دی جس کا ٹکریہ سر تھیوڈور مارین نے جو اس وقت کالج کے پرنسپل اپنی ۱۹ مئی ۱۹۰۷ء کی ججی میں ادا کیا تھا۔ نظامی صاحب کی نظم اگرچہ شاعری کے پایہ سے اس درجے کی نہیں جو جیسی اور نفیس ہیں لیکن جہز اور جس خیال کے ماتحت وہ لکھی گئی ہو اس لحاظ سے بیجا ایک شریفیت نظم ہو اور دو سو روپیہ سے اس کی قیمت کہیں زیادہ ہو۔

آج شیخ پور پر خجائے فرحت فرا مجلس ساز و طرب پر محفل عیش و نشاط وے رہے ہیں سب غائب اپنے شاہنشاہ کو نام ہو لاٹوش کا بھی ساتھ میں دوزباں ہندیوں کا قدر دال مروجہ شناس خوشیر نیو۔ ایلین کی عنایت بھول جائے گی نہیں شہر کو اُس نے ہمارے کردیا ہر گستاں اُس کو واپس بھی بلا وہ صاحب بیروئے ذہن میں ابن رئیس اور عہد عثمان کا نام	بادۂ عنترت سے ہر مسرور ہر چھوٹا بڑا شاعر شیریں بیاں ہیں شوق سے غم سرا دیکھیے وہ اُس طرف سے آئی آئیں کی صدا کہہ رہے ہیں لاٹ ایسا آج ٹکٹ کھانا تھا عدل گستر مہر پرور مایہ لطف و وفا سال بھر تک ہی بیدا یوں پر کرم اُس کا رہا میوسلیٹی کا جو منشا تھا وہ پورا ہو گیا مشورہ سے جس کجی انجام کار اچھا ہوا شان فاروقی فریدی کا اُس میں پرتوا
--	--

<p>بات رکھ لی ہو بدایوں کی اُسی نے بارہا بے تکلف اُن کی حاجت کو وہ کرتا ہو روا جانتا ہو قوم ہو کن آفتوں میں مبتلا قوم کے اعیان کو جو عیش اپنا بے حرا خندہ پیشانی سے وہ سرسایہ جو دو عطا اُس کی خدمت کا صلہ اچھا دیا اچھا دیا جس سے ہم چہنٹوں میں اُس کا مرتبہ بالا ہو واہ اُس ممتاز عالم کا ہو کیا طالع رسا ہو وہ فیاض ابن فیاض آج ثابت ہو گیا سیخ صاحب کیجئے کرتے ہیں کیا کیا کچھ غطا ہو نہ کچھ ذاتی غرض اپنی نہ ذاتی مدعا بول اٹھیں بے ساختہ سُن کر جسے رُباب واہ رُتبہ عالی ملا عزت بڑھی درجہ بڑھا ۱۴۰۳ھ = ۱۹۸۴ء</p>	<p>ہم قوم سے اُس کے باوقار ہو یہ خاک پاک جب بھی قومی گداگر اُس سے کرتے ہیں سوال قوم کی دراندہ حالت ہے ہر دم باخبر خوب واقف ہو کہ جب تک اُس با عزت نہ ہو زر کو دیتا ہو ٹٹا اصلاح قوم و ملک میں شکر ہو ایلن کی کوشش سے شہ دیجاہ نے فوجداری کا بنا حاکم نہ ہے بخت بلند دوسرے درجے کے اول ہی ملے ہیں اختیار اس خوشی میں ہے رہا ہو دولت فقہ گراں ہم دلاتے ہیں توجہ حالِ زار قوم پر ہر قطامی کی پیسب تحریک کا بج کے لئے مانہ تاریخ کا ایسا سناؤں جی میں ہو صاف سالِ عیسوی ہو یہ زروے انبساط</p>
--	---

نظامی صاحب فضاے اخلاقیات میں

شعبہ ۱۹

(۳)

<p>برسبیل تذکرہ اک و ہستے اک دن کہا سوچ کر آخر نظامی نے جواب اُس کا دیا ہو وہ قیدی ہے بھی بدتر وقت جس کا بگا</p>	<p>ہو کوئی دنیا میں خوش بھی یا خوشی مدوم ہو دوست کی تقریر کو سُن کر کیا پہلے سکوت ہو وہی خوش جو نہیں ہو قیدی انسان کی</p>
--	---

<p>ہو وہی خوش ہو خود اپنی لئے سے کرتا کام ہو وہی خوش جس کو ہر دم جو دیا نیت کلیال ہو وہی خوش سداستی کو جانتا ہو جو ہمسز ہو وہی خوش جو نہ اپنی خواہشوں کا ہو غلام ہو وہی خوش ہر گھڑی مرنے کو جو تیار ہو ہو وہی خوش ہو کر سے مخلوق سے پہلی - مگر دوستوں کی جو ترقی پر نہیں کرتا حسد ہو وہی خوش علم کی دولت سے ہو جو ہر دور شاہ ہو وہ اپنے گھر کا گز نہیں سلطان دہر چور کا ہو اس کو ڈر اور ہو نہ کچھ خوف غنیم چاہتے ہو گھر خوشی - اچھی خوشی - سچی خوشی زندگی کا ہو جو مقصد اس میں کوٹھاں رہو</p>	<p>رائے کو اپنی نہیں ڈرتے کسی کے چھوڑنا لاکھ اور ڈولا لاکھ بھی اس کو نہ دیں حق سے ہٹا اور سمجھتا ہو کہ ہو اللہ کی اس میں رضا ہو وہی خوش نفس پر جس نے کہ قابو پا لیا ہو وہی خوش جو نہ ہو حرص دہو اس میں مبتلا آرزو شہرت کی رکھے اور نہ چاہے کچھ صلا بے شبہ اہلی خوشی میں اس کو ہو حصہ ملا دوست دنیا میں نہیں اس کا کتا بوس کے سوا پاس سب کچھ اس کے ہوا ہر میں ہو گویے نوا اپنی دولت سے وہ بے گھٹکے اٹھاتا ہو مہرا سوچ لو پہلے کہ دنیا میں بھٹیں کرنا ہو کیا پھر نہ پاؤ گے کبھی رنج و الم کا تھم پستا</p>
--	--

ای نظامی جب عیسیٰ ہو تھکے سے کوسوں بھاگتی
 کس لیے پھر تو خوشی پر نظم لکھنے کو چلا

نظامی صاحب قومی پلیٹ فارم پر

جلسہ عید اسلامی دارالانوار مکتب خانہ بدایوں کے لیے شائع ہوئی کمی کمی

(۳۱)

<p>عید کی شام ہو یا موسم گل کا ہو شباب رات نے گنبد گروں کو سجا رکھا ہو سچ اگر پوچھیے تو ناز یہ اس کا ہو بجا</p>	<p>ماہ کا دور آہو خورشید ہوا زیر نقاب ماہ نے خاک کو آئینہ بنا رکھا ہو اپنے ہمراہ ہو وہ عید کا مژدہ لایا</p>
---	---

<p>ماہِ لولہ عید کا مژدہ ترا، ہمسرا کھوں پر ظاہری ٹھٹھاٹ فقط فتنے ہمارا دیکھا پوچھنا کاش! کہ طالب پر ترے کیا گزری کل زمانہ جنہیں نواب زماں کہتا تھا چھوڑ کر علم و ہنر ہم نے یہ دن ہیں دیکھے نہ وہ اگلی سی کتب ہیں نہ کتب خانے ہیں ہم جو جا ہیں تو جا دیں ابھی سکے جم کے عبدِ قادری طرح ہم میں "بداونی" ہوں شاعری میں بھی کئی ہم میں فدا ہوں پیدا ہو یہ سب کچھ اگر اسباب ہم ہو جائیں یہ کتب خانہ "ہیں علم کا آئینہ ہو اس کی رونق جو بڑھائیں تو ہماری عزت</p>	<p>پر مرے دردِ جگر کی بھی ہر کچھ تجھ کو خبر؟ اچھے کپڑوں سے ہمارے ہوا تجھ کو دھوکا عید کے دن اُسے روٹی بھی ملی یا نہ ملی رجِ دل تھام کے کیا کہتا ہو پوتا اُن کا ظلمتِ جہل میں ہیں سارے مسلمان بھنے نہ وہ چرچے نہ وہ باتیں نہ وہ افسانے ہیں فلکِ علم پہ بھر نجمِ بایوں چمکے خشکی کچھ ہوں اگر ہم ہیں تو کچھ سخی ہوں دوسرے ملکوں میں ہو جن کے سخن کا شہرا متفق اپنے ہر اک کام میں ہم ہو جائیں قوم کے بامِ ترقی کا یہی زینہ ہو اگر بھلا دیں اسے ہم دل سے ہماری قسمت</p>
---	--

حق میں ہوا بل وطن کے یہ نطامی کی دُعا
عیدِ مسعود ہوا اور عشرتِ قومی ہو سوا

(۱۹۱۵ء)

(۳۳)

<p>جو مروج شاعری ہوا اس سے کچھ حاصل نہیں ان دنوں ہر کچھ بچہ شاعری کا مدعی</p>	<p>غزل اور حاصل ہر کچھ وہ فخر کے قابل نہیں کون ہو جو ادعا "افصح و ایل" نہیں</p>
---	---

لے حمد اکبری کے مشہور مورخ بایونی سے مراد ہے۔ لے مولانا ضیا الدین غزنوی بایونی لے مولانا شاہ سلامت اللہ رکنی
حنوی بایونی جن کا سرائے پور میں جویشہ مولوی ظہور اللہ خاں نواب بایونی جن کو ابراہیم طویلی نے کا خطاب ملا تھا۔

<p>واقعہ ٹھونڈ تو ملتا سیکڑوں منزل نہیں بننے ہیں بسمل مگر دیکھا کبھی بسمل نہیں پھر خدا ناکر وہ کچھ ناداں نہیں جاہل نہیں جو خدا کا ہونہ قابل اُس کے ہم قابل نہیں ان سے بڑھ کر بیاری دنیا میں کوئی جاہل نہیں ہیں مگر مطلب بیچ کس سے وہ غافل نہیں اورد کہتے ہیں کہ پہلو میں ہمارے دل نہیں ہو گئے پاگل یہ ہرگز بات کے قابل نہیں</p>	<p>ہو زباں پر وہ سخن جس کا نہیں دل میں اثر روز مرتے ہیں نرالی موت ان کی موت ہو ہجو قاضی روز مرہ وصف دادہ بول چال کہتے ہیں فرضی صحن کے ہاتھ مرگ و زیست ہو میں زباں کے چست لیکن کام دھنکے کے ہیست حیرت دیدار سے بننے ہیں اکثر آئینہ ہاتھ بھر کا دل لئے پھرتے ہیں وہ آغوش میں جلوہ جاناں نے کہتے ہیں کہ مجسوں کر دیا</p>
---	---

ہو مہذب شاعری ہو یہ نظامی کی عرض
عیب جوئی اس کی عادت میں کبھی داخل نہیں

جلسہ عید کتب خانہ اسلامیہ بدایوں کے موقعہ پر منظوم اپیل

عید الفصحی ۱۳۳۳ھ مطابق اکتوبر ۱۹۱۵ء

(۴۴)

<p>گر دوش بخت میں ذکر قریح و جام کہاں اب خبر دہی نہیں رہتے ہیں وہ گنہام کہاں دیکھیں لے جائے گی کل گردش ایام کہاں قافلہ ٹھہر گیا اپنا سرِ شام کہاں ابتدا میں اسے اندیشہ انجام کہاں ہم بھلا سُننے ہیں ایثار کا پیغام کہاں اس زمانے میں ہی ہم سا کوئی ناکام کہاں</p>	<p>عید کے روز ہی خوش مسلم ناکام کہاں جن کے اسلاف رہے نام خدا نام آور آج تو فقرِ مذلت میں گرا یا ہی ہمیں ہم سفر منزل مقصود پہ پہونچے سارے قوم غافل ہو کچھ ایسی کہ نہیں فکرِ مال عید قرباں ہمیں قربانی کا دے لاکھ بہن ہم وہ ہیں چشمہ حواں سے پھر آئیں سایہ</p>
---	--

فکر عزت کی نہ کچھ غم ہیں رسوائی کا تم ہو جس مجلس اسلام کے جہاں اس وقت یکتب خانہ اسلامیہ اس حال میں ہو بار خاطر نہ ہو۔ یہ تذکرہ دام و درم	ہائے افسوس کئی غیرتِ اسلام کہاں یہ نہ پوچھو کہ وہ ہی مورِ دِ آلام کہاں ہر مگر مال کہاں گانچہ میں ہیں تم کہاں ہو یہ اک حسن طلب۔ آپ پہ الزام کہاں
---	--

ادِ فطامی تری باتوں میں اثر لا کھ سہی ہوش میں آتے ہیں رندانِ محوِ آشام کہاں	
ہزار کا خیر مقدم بچوں کی زبان سے ^{۱۹۱۱ء} (افتتاحِ میسٹن لائبریری ہکولائیوں کے وقت پر)	(۴۴)

ابیر کرم گھر آیا سر پر شفقت کی گھنٹھو رگھنائیں	اپنے وطن میں آئے گورنر جھڑ باندھ کے آئیں سر پر
---	---

خوب کھلایا علم کا گلشن او سر مسٹن! او سر مسٹن!	
---	--

مہر کی تھنی تھنی بوندیں پہ میسٹن اسلامی اسکول	چھوٹے بچے لیں گے سر پر آپ نے کھولا بندہ پرور
--	---

خوب کھلایا علم کا گلشن او سر مسٹن! او سر مسٹن!	
---	--

اہل بدایوں یاد کریں گے تکبر کریں کس منہ سے تمہارا	گھر کے تھے لکھنٹ گورنر کھول دیا دُر علم کا ہم پر
--	---

خوب کھلایا علم کا گلشن	
------------------------	--

اوسر مسٹن ! اوسر مسٹن !	
مٹھے تھے چھوٹے بچے	اور کیٹی کے سب ممبر
شہری اور مفصل والے	
خوب کھلا یا علم کا گلشن	
اوسر مسٹن ! اوسر مسٹن !	
جنگ کی حالت میں تھامے	جیتے برٹش ہارے فیصر
علم کے دریا ہندیوں میں	
خوب کھلا یا علم کا گلشن	
اوسر مسٹن ! اوسر مسٹن !	
(غزل مشاعرہ کونسل جمیہ کلب نئی تال مندرہ ۲۰۲۰ء ۱۹۲۰ء)	
<p>یہ ہم سے آرزو ہو ہند کے پارینہ دفتر کی کہ صبر اور فلسفہ بدہ کا کہاں عرفانِ جمیری تڑپنے کی اجازت ہونے مرجانے کی خواہش ہو کہاں ہن کا برسنا فلسفی کا دور دورہ ہو مزاج ہو تجارت ہند کی ہو ہاتھ میں اپنے کلمہ اخبار سے کیا ہم جو اعلیٰ است کو پہنچے ہیں ایک امریکہ کی مس مٹھنے زن ہم پر قیامت ہو بہت رُسوا ہوئے لڑکر گلے سے ہاتھ مل جاؤ نہ قربانی پہ قصہ ہو نہ باجے کا تھنیہ ہو</p>	<p>مجھے آ لٹو تو پیدا ہوں صدائیں شمعِ محشر کی حریفِ بخود ہی ہیں گردشیں مینا و ساغر کی یہ ہم سے چپکے چپکے کہہ رہی ہے چھپر نشتر کی نہ صنعت ہونے حرفت ہو گئیں وہ شہر کی درآمد میں برآمد میں ہیں چوٹیں بے ابر کی لڑے آپس میں ہی لڑتے ہیں حالت اپنی ابر کی وہ مکہ چہرے غیروں کی خبروں کو نہ ہو گھر کی ”جھٹھے اب میان میں کھ لو“ یہ آواز بھر کی ہو کیسا دل میں سننے پہ کی مسجد کی مندر کی</p>

نظامی صاحب بدایوں کے تاریخی لپیٹ فارم پر

بدایوں سے خطاب ہونے والے خطبہ

(۴۷)

اگر بدایوں ہونے کیونکر زیارت گاہ عام
تجھ میں اہل اللہ گزرے ہیں بہت عالی مقام
معرفت کا ہند میں روشن ہوا ہے تجھ سے نام
فیض ہوا ان سب کا جاری ہند سے تاروم و نام

شہر پیراں نام تیرا ہند میں مشہور ہے
اولیاء اللہ کے قوفور سے معمور ہے

تجھ کو بخشے ہیں خدائے اچھے اچھے اولیا
قدر مٹی کی تری کرتے ہیں ارباب صفا
جن کے باعث قابلِ تعظیم ہو تیری فضا
دور سے آتے ہیں صوفی ہائے سُن کر ترا

خواجہ حالی جو دہلی کے لیے فرما گئے
شعراُن کے سر بسر تجھ پر وہ صادق آگئے

”نثارِ دونا در تھا تصوف میں کوئی تسلیم نہیں
تیرے کھنڈروں میں بٹے ہوئے ہیں وہ ہر منہ پر
آب و گل کا تیرے تھا گویا صوف سے خمیر
تھا کھی اوار سے جن کے زمانہ مستحضر“

”آج جس دولت کا بازارِ جہاں میں کال ہو
تیرا قبرستان اس دولت سے مالا مال ہو“

عارفوں کا تھا جو مرجعِ سالکوں کا تھا تاب
تجھ ہی میں آکر ٹھہر جاتے تھے سارے شیخ و شاہ
اولیاء کے واسطے اک شہر تھا تو انتخاب
ہوں گدائے بے نواہہ یا شرِ عالی جناب

کھینچتی تھی اپنی جانب کو تیری آب و ہوا
کس بابائی اس میں قدرت نے کشش کی تھی عطا

آئے مولانا عوبد چل کر بخار سے یہاں
تجھ میں میرا سچا ہے سے آئے معرفت کے رازداں

تیری خاکِ پاک میں ہیں جیسے کیتائے زماں	ان کا ثانی ہو کہاں ہندوستان
بچھے میں سوتا ہوا دنیا، خوشی سا نامور	پیر مٹی تیری خاطر آئے مکہ چھوڑ کر
بعد ازاں سلطانِ حجاز نے آئے رون دی تھے	اور پھر شاہِ ولایت بھی نہیں اگر رہے
اک صی دیں محدث جب علی گڑھ سے چلے	وہ کشش سے خاک کی تیری نہیں اگر تھے
تھے رہے اگر تھی میں تو شہابِ ہمرا	راں آئی اچھے اچھوں کو تری آب ہوا
خاص تیری سرزمین نے جن کو ہو پیدا کیا	نام کا ان کے بھی ہندستان میں دھکا جب
خواجہ زبیر الدین کا تاریخ میں ہو تذکرہ	قرب جن کو مسجد جامع کا ہو حاصل ہوا
اور محبوبِ الہی بھی یہیں پیدا ہوئے	ذاتِ اقدس سے ہیں جن کی بھاگ بلی کو لگے
لا قدم در ان حق ہیں خاک میں تیری نہاں	ہو بھلا فیصل ان کی کس طرح مجھ سے بیاں
شاہِ ذکر الہ صبا دل بھی کھنکے ہیں یہاں	ذات سے ہیں عین حق کی فیض کا دیار وں
اور دلدارِ علی بھی تو بدایونی ہی تھے	خواجہ ابھیر کے مولا علیؑ کے لاڈلے
عبید قادریؒ کا جو فخر تھا	اکبریؒ کا تاریخ کا ہو جس کی شہرہ جا جب
صدق کو بے خوف ہو کر جس نے ظاہر کر دیا	دعب شاہی جس پہ اکٹم بھی نہ غالب نہ کا
اہلِ یورپ نے بدایونیؒ کو لکھا کہ اس کا نام	غیر قویں ہسٹری کا اس کو کہتی ہیں امام

ہفت سحر سے یہاں ہیں سرور چھوٹے بڑے کچھ نہیں شک اس میں وہ اللہ والے لوگ تھے	مانگتا ہے جو کوئی حق سے دلاتے ہیں اُسے کب بنے تھے پیر وہ دنیا کمانے کے لیے
تھے وہ سرتاسر موت مذہب اسلام کا ہی خدا کے گھرا انھیں لوگوں کا عالی مرتبہ	
ایں دایوں کیا ہوئیں سیری مقدس ہنیاں آج کل غفل نظر آتے ہیں تیرے نوجوان	جسم ہی موجود لیکن روح تجھ میں اب کہاں ڈرنا کہ دن مٹ جائے تیرے دھندلے نشان
جان و دل اپنا فدا سب تجھ پہ یون کی قسم فخر ہو ہم کو بھی کہلاتے دایونی ہیں ہم	
نظامی صاحبہ و کٹوریہ بارکٹ ایول میں (۴۸) و کٹوریہ پارک دایوں میں یادگار گروہیں و کٹوریہ پیراں میں ہفتا کی جلیقہ میں چھٹی گئی	
کل جو ہنگام سحر میں خوابت اٹھا دل فدا ہو جائے جس پر ایسی خوشبو کی لپٹ بوسے گل پہونچی مانگوں میں جو یوں قوت سحر	از سے چلتی ہوئی آتی نسیم خوش ادا مروے جس سے جی اٹھیں ایسی سیم کہ جاں فزا جاگے مرغان چین کہتے ہوئے صل علی
دیکھئے کو یہ سماں خوش ہمارے ٹہک گئی ضبط کی طاقت کھٹی بے اختیار سی ٹہک گئی	
چل دیا میں شرق کی جانب کو نظارہ کناں آج داں گلہائے رنگارنگ ہر چاروں طرف رستہ چلنے کے قابل جو جگہ کل تک نہ تھی	دیکھنا کیا ہوں کہ کل تک جمع تھا کورا اجاں خارزار وحشت افزا بن گیا ہر گھٹناں آج ہوا آہستہ وہ صورت باغ جناں
ہر تماشہ جو زمیں کل تک بری حالت میں ہو	

<p>آج اس کو دیکھ کر پیر فلک حیرت میں پڑا</p>	
<p>سوچتا تھا اس تیر کا سبب آخر یہ کیا بھول کی عادت یہ نفرت کے مجھ سے یوں کہا سامنے دیکھو وہ آئینہ بھی ہو جلوہ منا</p>	<p>دیکھ کر یہ رنگ لاک سکتے سا مجھ کو ہو گیا فکر ہی میں تھا کہ میرے حافظ نے دی مدد پارک کہتے ہیں اسے ہر قبصرہ کی یادگار</p>
<p>قہصر وہ کون؟ جو سرتاپا انصاف تھی دھوم جس کی محدلت کی قلت تا قاف تھی</p>	
<p>اللہ اللہ! ہم سب ہندوستان ہو گئے بکریاں پائیں تو شیران کئے گہاں ہو گئے جنگلوں میں جمع وہ راحت کے سامان ہو گئے</p>	<p>عدل اور انصاف کے جاری فرماں ہو گئے سکہ اس کے رعیتوں کا یہ بیٹھیاں میں شہروں میں بھی جو نہ پہلے زمانے میں نصیب</p>
<p>ایک کوئن الطاف ہوں ہم سے تیرے کیا کیا ہیں باب اور ماں سے زیادہ ہم بچتی ہیں ہر ماں</p>	
<p>پر ہیاں کے ذرہ ذرہ پر بختی تو جی سے خدا جس کے باعث اس زباں کا مرتبہ بالا ہوا روشنی سے علم کی تونے اسے چمکا دیا</p>	<p>سرمین ہند کو تو نے کبھی دیکھا نہ تھا بیکھ لی لندن میں بیٹھے اردو دل چال جہل سے تاریک کٹتے تھا ہندوستان</p>
<p>نقش تیری شفقت الفت کا اک لک لک لک ای سرا یا خیر تیرا ذکر ہر محفل میں ہو</p>	
<p>ہیں کیے تو نے ہمارے حال پر کیا کیا کرم جس کے باعث ترقی کر رہے ہیں دم بدم ہو یہ ناممکن نہ نکران کا ہو ہم سے پیش و کم</p>	<p>ای کوئن کیونکر بھلا میں یا د تیری دل سے ہم ہم نے دولت علم کی تیری بدولت پائی ہو تو نے جو آزادیاں بخشیں وہ ہیں ضرب انشل</p>

	ہو دھا اولاد دنیا میں تیری دھم رہے تا قیامت بادشاہی تیرے گھر قائم رہے	
نامور بیٹا تیسرا نعم البدل ہم کو ملا باب ہوا البرٹ جس کا اور ماں و کٹور ان کی الفت اور محبت کا بھلا کیا پوچھنا	شکریا ایدوڑ ڈھنڈھ تلج کا مالک ہوا عدل کی کیا انتہا اس کے کرم کا کیا شمار جب تھے وہ بادشاہ آئے تھے ہم کو دیکھنے	
	ہو نظامی کی دھماکے ہیں جب بکے دہر اتھ باندھے سامنے اس کے ہیں فتح و ظفر	
نظامی صاحب جلتہ بسم اللہ خوانی سید نور مسعود سلمہ میں		
نہاں ہو اس میں نظم کی عالم آرائی عروسِ نطق کی ہو اس سے جلوہ افزائی لٹا کے مال نہ ہو قوم مجھ رعنائی کہ صحن مسجد کا بج میں ہو بہار آئی نشانِ علم و عمل اپنے ساتھ ہو لائی نہ کچھ نمود و نمائش نہ کچھ خود آرائی قدیم جام سے ہو آج بانِ پیمائی نہ ہو فضول تکلف نہ بزم آرائی نہ رقص ہو نہ کوئی رقص کا تمنا شائی کہ مہر و ماہ بھی کرتے ہیں جہ فرمائی	بنائے ملت بیٹھا ہو رسم بسم اللہ رنگار علم کی شوکت اسی کے دم سے ہو یہ رسم وہ ہو کہ ہو اس کا سا دوگی زیور ہوئی ہو سید اعظم کے گھر میں بسم اللہ بڑے مشکوہ و قبل سے ساعت مسعود یہ بزم وہ ہو جس کی دوش ہو سنجیدہ یہ طرزِ سادہ ہو سید کی یادگار سعید نہ کوئی دھوم دھڑکانہ ڈھول کی آواز نہ ہو سرو و کاچرچا نہ ذکر جنگ و باب مزارِ سید محمود پر ہو کیا رونق	۱۳۰

مزارِ پاک پہ حاضر ہو اس لیے اُتو
 کتاب ہاتھ میں ہو روق ہو نورانی
 کشش میں اسرارِ آفتابِ نور کے حرف
 طفیل ہو کہ ستارہ سپہرِ علم کا ہی
 اسی شمع کا پر تو نہ کیوں پڑے اس پر
 کہ فیضِ حد سے لے اس کو علمِ آبائی
 بیاضِ صبح ہو اس جلد کی تلکائی
 نقاط سے ہو نمایاں بہارِ زیبائی
 جہیں سے اس کی جگتی ہو عقل و دانائی
 کہ جس سے قوم نے دنیا میں روشنی پائی

دُعا ہو دل سے فطامی فروغِ انور ہو

نخل ہو اس کی بلندی سے چنچِ مینائی

نظامی صاحب اپنے فرزند رشید مسٹر احیدر علی اپنی لندن کے جین مشین

۵ اگست ۱۹۲۵ء

(۵۰)

بنا ہو غمگنِ عشرت کس سرور کدہ
 غریب خانہ کو ان کی کہیں نظر نہ لگے
 خدا کا شکر ہو آئے "احیدر لندن سے
 ہمیں خوشی ہو کہ آیا ہو لعلِ لالوں لال
 عزیز دوست جو ملنے کو اس کے آئے ہیں
 عجاibat سفر پوچھتے ہیں جو اجاب
 نگاہِ لطف کے باہم نہ کیوں مرنے اٹھیں
 صنبا گلنِ شبِ غم کی سحر کو دیکھتے ہیں
 حسود کیوں مرے دیوار و در کو دیکھتے ہیں
 ہم اپنی گو د میں محنت جگر کو دیکھتے ہیں
 وہ اور ہوں گے جو لعل و گہر کو دیکھتے ہیں
 کبھی اُسے کبھی اس کے ہنر کو دیکھتے ہیں
 حضریں شہدہ ہائے سفر کو دیکھتے ہیں
 ہم آج بزمِ میلِ ہلِ نظر کو دیکھتے ہیں

کہاں یہ لوگ کہاں یہ مکاں بقولِ اسد
 کبھی ہم ان کو بھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

لے صاحبزادہ آفتاب محمد خاں مرحوم اور اس کے بعد ماری کی طرف اشارہ کر کے جنھوں نے کتاب ہم انڈیا نے لکھتے ہیں

نظامی صاحب نیاے شاعری کے بہار یہ اسٹج پر

۱۹۳۶ء میں اُس مشاعرہ کے لیے لکھی جو مشاعرہ ۱۰ ایف جی کنسرٹ جج دباؤنگا اوداعی جگے سلسلہ عین غم دباؤن مندر ہوا تھا

بنی ہو جان پر کیا چارہ گر بھی دیکھتے جاتے جو پیچھے رہ گئے ہیں تھک کے ان پر کیا کرنی کر لنگاہ یاس تو دیکھی مگر مجھ پر کرم کرتے جنھوں نے لوٹا دیکھا ہم کو در و پیر میں جو مرجانا تو مرجانا نہ کرتا شکو غفلت کا ہسینہ آچکا تھا جان ہانے میں کسر کیا تھی نہ ہوتے اس قدر رسوا وہ اپنی جلد بازی سے اٹھا کر لکھ دشمن کو نہ تکنت یہ غرض کب تھی غبارِ خاک پا بنتا جو سُرمہ اُن کی آنکھوں کا کسی کا بھی نہیں بد خواہ کو سب بُرا ہوں میں	وہ تاثیر علیج بے اثر بھی دیکھتے جاتے ذرا دُعا فیلے دالو ادھر بھی دیکھتے جاتے ہنار آرزو کو بار ورجی دیکھتے جاتے وہ غبارِ شب غم کی سحر بھی دیکھتے جاتے جو وہ پھر کمر از خم جگر بھی دیکھتے جاتے ذرا تھمتے مرا حال دگر بھی دیکھتے جاتے اگر غلبت پسندی کے ضرر بھی دیکھتے جاتے ادھر بھی دیکھتے جاتے ادھر بھی دیکھتے جاتے ترے انوارِ مایوسِ نظر بھی دیکھتے جاتے حظا کے دیکھنے والے ہنر بھی دیکھتے جاتے
--	--

گزرتی ہو نظامی کے دل مخروں پہ جو آفت
منا تھی اُسے اہل نظر بھی دیکھتے جاتے

(۵۲) غزل برطی مشاعرہ بہ تقریب خدادی محمد احمد الدین فرزند حضرت نظامی منقذہ ابریل ۱۹۳۶ء

مٹ جائیں لاکھ نقشِ عروجِ زوال کے میدان میں تم آؤ ذرا دیکھ بھال کے فریاد کس سے کیجئے ان کی بلا سُنے پچھتا رہے ہیں خون بہا کر وہ بعدِ قتل	ہیں مرحلے نگاہ میں بد رو ہلال کے ہمت کو ساتھ لیکے کیجی بنبھال کے دل ل گیا وہ چل دیئے مطلبِ نخل کے قطرے جبین پہ ہیں عرفِ انفعال کے
--	--

دنیا امنگ پر جو مگر تم ہو خواب میں کیوں ہیں قریب ختم زمانہ کی ٹھوکریں اقبال رفتہ حیف! کہاں تو چلا گیا	اچھی کہی کہ ہم ہیں پرانے خیال کے ارمان تو بہت ہیں دل پامال کے کیا لگیا کسی کو تباہی میں ڈال کے
نالوں میں ہو وہ زور نظامی کہ الامان چاہوں تو آسمان پر رکھ دوں اچھال کے	
(۲۵) غزل جو دستِ بزمِ گل کی کمر نظامی صاحب نے سید رس میر صاحب سے ملنے کے لیے جد راجہ داد کا منو کیا تھا۔ ۱۰۰-۱۰۱	
موافق جب نہ ہو قسمت و مخالفت آسماں کیوں ہو ہوا جب دست ہی دشمن تو وہ ناہرا باں کیوں ہو مثل مشہور ہو ملتا نہیں ہر سبے طلب کچھ بھی جب ایسا ہو تو پھر موقوف فریاد و فغاں کیوں ہو نہ مجھ کو وصل کی حسرت نہ دل پر ہجر کا صدمہ نہ ہو جب مدعا کوئی تو میرا امتحاں کیوں ہو دل مضطر کے جلتے ہی ہوا غمخوار بھی رخصت جو ہو بیگانہ ایسا وہ کسی کا راز داں کیوں ہو نہ اگلی سی طبیعت نہ نہ اگلی سی اُمتیں ہیں سفر پر اپنے پھر سیر و تماشا کا کہاں کیوں ہو چلے ہیں گھر سے اس وطن میں کہ اُردو کا چہ نہیں بہا ہیں بوٹ بھٹیں جس پر وہ تاراج خزاں کیوں ہو ہمارا کچھ مقصد ہو جب مسعود و مستحسن دکن آنے کی یہ ہمت نظامی راہیگاں کیوں ہو	

نظامی صنایع الطب لکھنؤ کے باہویں جلاس منعقدہ ۲۶ شعبان ۱۳۴۲ھ

مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۲۳ء

سُرا با عجمی

(۵۴)

حافظ تو بناؤ اے جسماتی کا | باقی تجھ سے علاج آسانی کا
ای صنایع طب ملک میں تیرے دم سے | اختر چمکا ہو طبِ یونانی کا

قطعہ

(۵۵)

صنایع طب ہو در سگادہ عجیب | اور کچھ اس کی شان و شوکت ہو
ہو یہ کالج جہاں کا نبض شناس | علم کی آبِ فن کی زینت ہو
ہٹے کٹے ہیں ناتواں اغوا | ایک لحظے میں سب کو صحت ہو
و جدیں روح ہو فلاطوں کی | حکمائے سلف کو حیرت ہو

اچھے ہو کر مریض کہتے ہیں
تندرستی ہزار نعمت ہو

تین مختلف نظیروں بعد ویسا پہنچنے کے دستیاب ہوئیں

یہ اودھنی نظم ۱۹۲۳ء کو لکھی گئی

(۵۶)

محترم مولوی رضی الدین | آج ملک عرب کو ہیں راہی
آرزو تھی یہ ایک مدت سے | بارے اس سال میں وہ برآئی
جذبہ شوق کی کرامت سے | ہوئی آساں کڑی جو منزل تھی

سبز گنبد کا پہلے نظارہ یہ وہ جلوے ہیں جو دکھا دیں گے ہم سے ہجوروں کی جو یاد آئے عرض سسکا رہے یہ کر دیجیے ہو نظامی کے واسطے بھی عطا جائیے جائیے خدا حافظ	سنگ سود کی پھر جیں سائی شوکتِ نین و شان یزدانی یکجیے گا دعاؤں میں نہ کمی ای جلیبِ مرہض ہجو ری دار وے در و مددہ دوری پھر ملیں خیر سے دعا ہی یہی
--	---

بہ سفر رفتنت مبارکباد
بہ سلامت روی و باز آئی

قطعہ خیر مقدم

و

خان بہادر مولوی رضی الدین صاحب بسمل بدایونی کے سفرِ حجاز کی واپسی کے موقع پر ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ کو لکھا گیا

دیکھ کر وصفِ شہِ حضرت بسمل آئے ایک مخلوق چلی آتی ہو ملنے کے لئے سنگ اسود کو دیا بوسہ کیا طوفِ حرم سسی مشکور ہوئی سسی صفا و مروہ آبِ زمزم بھی پیا کھائی ہوا کئے کی جب ہوئی پیشِ نظرِ روضہ اقدس کی بہار	عشق کہتے ہیں اسے اے دل شہید دیکھا سب یہی کہتے ہیں فرمائیے کیا کیا دیکھا عرفات آکے بھی قدرت کا تماشا دیکھا جب صفا پر وہ چڑھے سامنے کتبہ دیکھا ہو سے رخصت ہو واپس تو مدینہ دیکھا جیتے جی گلشنِ حبت کا نمونہ دیکھا
--	--

یاد آئے جو محرم میں حسینؑ ابن علیؑ قابل دید جو آثار رکھے وہ سب دیکھے چشم ظاہر کے سوا دیدہ باطن دکھا	دل کو تسکین ہوئی مرقر زہرا دیکھا دل پر شوق کو اک ٹک میں ڈوبا دیکھا جلوہ گر رابطہ صورت معنی دکھا
---	---

کیوں بتائیں یہ نظامی کو جہلا راز کی بات
آنکھ کہتی ہو کہ کچھ اور بھی جلوہ دکھا
(تیسرا شعر)

قطعہ تاریخ تیاری کتاب ہذا از حکیم محمد کفیل الدین صاحب عالی
مستولی نبی خانہ بدایوں

نظامی کو داغ سخن دے رہے ہیں جناب علیؑ احسن و کیف اور سنا سُنیں آگے مصطر بھی تاریخ عالی	قصص السیاس شاعران گرامی فرمانہ شش راغب و عیش و جامی کلام نفیس جناب نظامی
--	--

نوٹ: عالی صاحب موصوف نے اس قطعہ تاریخ کے علاوہ اس مجموعہ کا تاریخی نام بھی عتابت فرمایا جو سرورق بہترین کہل گیا
ہزارہ یہ نام ”مجموعہ کلام مولوی نظامی“ جو جس سے بے کم و کاست مشہور نکلے ہیں عالی صاحب کی یہ ذہانت قابل داد اور
دلف کے لیے باعث شکر گزاری ہے۔ ہمدرد

سے حضرت احسن مارہروی
سے مولوی اکرام احمد شاد بدایونی
سے مولوی قمر الحسن قمر بدایونی
سے منشی محمد حسین نازش بدایونی
سے مولانا مفتوح بخش
راغب بدایونی
سے مولوی مجتہد الدین عیش بدایونی
سے حاجی عبدالجبار بدایونی
سے منشی کاظم حسین مصطر بدایونی



CALL No. { ۸۹۱۶۲۲۱ } ACC. No. ۳۲۴۰۴

AUTHOR نظامی، ابوالحسن

TITLE تجلیات سخن

۸۹۱۶۲۲۱

تجلیات سخن

۳۲۴۰۴

DATE	NO.	DATE	NO.
۲۷/۵	۱		
۲۷/۵	۲		
۲۷/۵	۳		
۲۷/۵	۴		
۲۷/۵	۵		
۲۷/۵	۶		
۲۷/۵	۷		
۲۷/۵	۸		
۲۷/۵	۹		
۲۷/۵	۱۰		

THE TIME



MAULANA AZAD LIBRARY ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.

